بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مودودی صاحب اکابرِ امّت کی نظر میں

حقائق وبصائر

تالیف

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ

مجازِ بیعت حضرت مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

وخادمِ خاص حضرت مولانا عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

از اکابر خلفاء

حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی نوراللہ مرقدہ

ناشر

کتب خانہ مظہری ۴ جی ۲/۱ ناظم آباد کراچی

قیمت ۷/۵۰

فہرست

مصنفہ: حضرت مفتی اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ

مضامین اکابر امت

تقریظ از

علامہ عصر محدث کبیر حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری

دامت برکاتہم موسس مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن کراچی وصدر وفاق مدارس
عربیہ وامیر مجلس تحفظ ختم نبوۃ پاکستان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

گرامی مفاخر برادر محترم مولانا حکیم محمد اختر صاحب زیدت معالیہم کا مرتب کردہ رسالہ "اکابر امت اور مودودی صاحب" دیکھا دل خوش ہوا۔ اس لئے کہ اس پُرآشوب دَور میں سب سے بڑا فتنہ یہ ہے کہ ایمان کے زوال کا خطرہ پیدا ہوا اور سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ اس قسم کے فتنوں سے بچنے کی کوشش ہو۔
مودودی صاحب کے رسائل ومقالات وتالیفات میں ایسے خطرناک مواد اور خطرناک تعبیرات موجود ہیں جن سے جدید نسل جو باقاعدہ علوم دین سے ناواقف ہیں وہ گمراہی وضلالت ہی نہیں کفر صریح میں مبتلا ہو جائیں گے۔
عصر حاضر کے اکابرین امت کی رائے امت کے سامنے پیش کرنے سے ایک اہم فریضہ پورا ہو جاتا ہے۔ اکثر اکابر کی رائے اس وقت کی ہے جب کہ مودودی صاحب کی تفسیر تفہیم القرآن اور خلافت وملوکیت جیسی کتابیں وجود میں نہیں آئی تھیں لیکن ابتدائی دور میں چند ہی مقالات وتالیفات سے اپنی نور ایمانی اور فراست ایمانی سے فتنے کے عواقب کو تاڑ گئے اور اگر بعد کی چیزیں سامنے آ جاتیں تو شاید

زیادہ صراحت کے ساتھ اور شدت کے ساتھ کچھ فرماتے بہرحال یہ مجموعۂ آرا اکابر وقت کا اہم تقاضا تھا جو موصوف نے ادا کیا اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں اور امت کو ہر زیغ وضلال سے نجات عطا فرمائیں آمین۔ اور آرزو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مودودی صاحب کو یہ توفیق نصیب فرمائے کہ صاف صاف ان ضلالات سے توبہ کر کے اعلان حق کریں اور اپنے قلم سے اس رجوع کا اعلان کریں تاکہ اس کا خاتمہ بھی بالخیر ہو اور آئندہ نسل بھی ان کی تالیفات سے مزید گمراہی میں مبتلا نہ ہو۔ اور حدیث نبوی مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ کے وبال عظیم اور خسران عظیم سے بچائے اور تواصی بالحق کا یہی تقاضا ہے کہ حق تعالیٰ تمام مسلمانوں کو صحیح سمجھ اور صحیح عمل کی توفیق نصیب فرمائیں آمین۔

محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ
یکشنبہ ۹ شعبان ۱۳۹۶ھ
۷ اگست ۱۹۷۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مقدمہ

امابعد! احقر محمد اختر عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ احقر سے بعض احباب جماعت اسلامی کی قومی خدمات کی تعریف کرتے ہوئے سوال کرتے تھے کہ اس امر میں اکابر اُمت کی کیا رائے ہے اور ہم کو کیا کرنا چاہیئے۔ اُمت کی اس پریشانی اور تردد کو حل کرنے کے لیئے دل میں یہی تقاضا ہوا کہ اکابر اُمت جو علم دین کے مستند ماہرین ہیں اور اُمت کے سواد اعظم نے ان کی حیات میں اور بعد الممات بھی ان کے آراء وفتویٰ پر اعتماد کیا ہے ان کو ایک رسالہ کی صورت میں جمع کر دیا جائے تاکہ ہر سائل یا متردد اور طالب حق کو اپنے لیئے اس جماعت کے ساتھ الحاق یا تعاون یا اس کے صراط مستقیم پر ہونے نہ ہونے کا فیصلہ کرنا آسان ہو جاوے۔

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری دامت برکاتہم (موسس مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن کراچی) نے اس رسالہ کا نام اکابر امت اور مودودی صاحب تجویز فرمایا۔

اللہ تعالیٰ اس مختصر رسالہ کو اپنی رحمت سے اُمت کے لیئے نافع وہادی فرمائیں اور قبول فرمائیں آمین۔

العارض محمد اختر عفا اللہ عنہ

حوالہ جات اور مآخذ

(۱) اشرف السوانح : (حضرت خواجہ مجذوبؒ)

(۲) فتنۂ مودودیت : مصنفہ: حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب دامت برکاتہم ۔ مطبوعہ کراچی

(۳) عادلانہ دفاع : مصنفہ : مولانا سید نور الحسن بخاریؒ

(۴) صراط مستقیم (ایڈیشن دوم) قاضی عبد السلام صاحب۔ خلیفہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ

(۵) مکاتیب سلیمان : مولانا مسعود عالم ندوی۔ مطبوعہ لاہور

(۶) حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب

(۷) کلام طیب : محبوب المطابع برقی پریس دہلی

(۸) ماہنامہ بینات : کراچی

(۹) منصب نبوت اور انکے عالی مقام حاملین (مولانا ابوالحسن علی ندوی)

(۱۰) جماعت اسلامی سے مجلس مشاورت تک مولانا منظور نعمانی ۔ مدیر الفرقان ۔ ناشر مولانا قمر الدین

(۱۱) جماعت اسلامی سے مخالفت کیوں ؟ (مطبوعہ ڈھاکہ)

(۱۲) مکتوب ہدایت ۔ مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند

(۱۳) مودودی اور ایک ہزار علماء ۔ مطبوعہ ملتان

(۱۴) ترجمان الاسلام ۔ لاہور

(۱۵) رسالہ عربیہ ۔ الاستاذ المودودی (مطبوعہ کراچی) مصنفہ: حضرت مولانا محمد یوسف بنوری دامت برکاتہم

(۱۶) استفتائے ضروری ۔ مطبوعہ رامپور

رائے عالی حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

(بحوالہ ترجمان الاسلام لاہور ۳۰ دسمبر ۱۹۵۷ء) حضرت مولانا حماد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ قادری سجادہ نشین ہالے جی شریف ضلع سکھر نے ارشاد فرمایا کہ حضرت تھانویؒ کو کسی نے مودودی کا رسالہ ترجمان دیدیا آپ نے چند سطریں پڑھ کر ارشاد فرمایا کہ باتوں کو نجاست میں ملا کر کہتا ہے۔ اہل باطل کی باتیں ایسی ہی ہوا کرتی ہیں یہ فرمایا اور رسالہ بند کر کے رکھ دیا اور خاتمۃ السوانح ص۱۴۳ میں تحریر ہے کہ حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ میرا دل اس تحریک کو قبول نہیں کرتا۔

رائے عالی حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

جماعت اسلامی اور مودودی صاحب کے متعلق کسی سائل کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ یہ جماعت گمراہ جماعت ہے۔ اس کے عقاید اہل سنّت والجماعت اور قرآن و حدیث کے خلاف ہے دوسرے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اس جماعت کے ساتھ مل کر کام کرنا اور تعاون کرنا درست نہیں ہے۔ اس جماعت کی کوشش اس اسلام کے لئے نہیں جو کہ حقیقی ہے بلکہ ایک نام نہاد مودودی صاحب کے اختراعی اور نئے اسلام کے لئے ہے۔ یہ لوگ عام مسلمانوں کو دھوکہ دینے اور اپنا ہمدم بنانے کے لئے اسلام اور دین کا نام لیتے ہیں۔ ناواقف لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ اصلی اور دیندار ہیں ان کے رسالوں اور کتابوں میں دینی پیرائے میں وہ بددینی اور الحاد کی باتیں مندرج ہیں جن کو ظاہر بین اور ناواقف انسان سمجھ نہیں سکتے اور بالآخر اس اسلام سے جس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لائے تھے اور امت محمدیہ جس پر ساڑھے تیرہ سو برس سے عمل پیرا رہی ہے

بالکل علیحدہ اور بیزار ہو جاتا ہے۔

آپ حضرات سے امیدوار ہوں کہ اس فتنے سے مسلمانوں کو بچانے کے لئے سکوت اور غفلت اور چشم پوشی کو روا نہ رکھیں بلکہ حسب ارشاد

درختے کہ اکنوں گرفت است پائے
بہ نیروے شخصے برآید ز جائے

پوری جدوجہد کام میں لائیں گے۔

حسین احمد غفرلہٗ ۲۱ جمادی الثانی ۱۳۷۰ھ
دارالعلوم دیوبند

رائے عالی حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ دہلوی

(مکتوب ہدایت ص۱۲ مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند)

مودودی جماعت کے افسر مولوی ابوالاعلیٰ مودودی کو میں جانتا ہوں وہ کسی معتبر اور معتمد علیہ عالم کے شاگرد اور فیض یافتہ نہیں ہیں اگرچہ ان کی نظر اپنے مطالعہ کی وسعت کے لحاظ سے وسیع ہے تاہم دینی رُجحان ضعیف ہے۔ اجتہادی شان نمایاں ہے اور اسی وجہ سے ان کے مضامین میں بڑے بڑے علمائے اعلام بلکہ صحابہ کرامؓ پر بھی اعتراضات ہیں اس لئے مسلمانوں کو اس تحریک سے علیحدہ رہنا چاہیئے اور ان سے میل جول، ربط و اتحاد نہ رکھنا چاہیئے۔ ان کے مضامین بظاہر دلکش اور اچھے معلوم ہوتے ہیں مگر ان میں وہ باتیں دل میں بیٹھتی چلی جاتی ہیں جو طبیعت کو آزاد کر دیتی ہیں اور بزرگان اسلام سے بدظن کر دیتی ہیں۔

(مفتی) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ
دہلی

مودودی جماعت اور اُس کے لٹریچر کے متعلق

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی دامت برکاتہم کا

۲۰ سال قبل ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۷۶ھ کا خط

(بنام حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب ناظم مجلس اشاعۃ الحق۔ کراچی)

مکرم و محترم حکیم صاحب زادت منازلکم

بعد سلام مسنون گرامی نامہ پہنچا جس میں اس ناکارہ کا خیال مودودی جماعت اور اس کے لٹریچر کے متعلق دریافت فرمایا گیا ہے اس سے تعجب ہوا اس ناکارہ کا اختلاف تو ہند و پاکستان میں اظہر من الشمس ہے ۴ اگست ۱۹۵۱ء جو اکابر علمائے جمعیت اور اکابر علمائے دیوبند و مظاہر العلوم کا متفقہ فیصلہ شائع ہوا تھا اس پر ہمارے بھی دستخط ہیں اور وہ مضمون یہ ہے:

مودودی جماعت اور جماعت کے لٹریچر سے عام لوگوں پر یہ اثرات مرتب ہوتے ہیں کہ ائمہ ہدایت کی اتباع سے آزادی اور بے تعلقی پیدا ہو جاتی ہے جو عوام کے لئے مہلک اور گمراہی کا باعث ہے جو حضرات اس کو معمولی سمجھتے ہیں ان کو غالباً جماعت کے افراد سے اختلاط کی نوبت نہیں آتی جس سے ان کو مضرتوں کا اندازہ نہیں ہوتا بہر حال یہ ناکارہ اس جماعت میں شرکت یا ان کے لٹریچر کے پڑھنے کو مسلمانوں کے لئے انتہائی مضر سمجھتا ہے۔

فقط والسلام محمد زکریا مظاہر العلوم سہارنپور

۱۶ ذی الحجہ ۱۳۷۶ھ

عطیہ اشتہار: منجانب۔ محی الدین احمد نائب از جماعت اسلامی

(بسلسلہ کفارۂ معصیت شرکت جماعت اسلامی دس سالہ)

ناشر: مجلس اشاعۃ الحق ناظم آباد کراچی

نوٹ | حضرت شیخ الحدیث کی تفصیلی رائے اور آپ کا عالمانہ محاسبہ "فتنۂ مودودیت" میں ملاحظہ فرمائیے جو آپ کی اس موضوع پر معرکۃ الآرا تصنیف ہے۔ سہارنپور۔ لاہور، کراچی میں طبع ہو چکی ہے۔

تنبیہ | اصل مکتوب گرامی حضرت شیخ الحدیث صاحب کا مجلس اشاعۃ الحق میں محفوظ ہے۔

رائے عالی حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رح

صدر جمعیت علمائے پاکستان ڈھاکہ ۲۱ رجب ۱۳۷۳ء [illegible] ۶ ۶

کراچی سے ایک صاحب نے حسب ذیل استفتاء مولانا ظفر احمد عثمانی کے پاس بھیجا یہ بتائے بغیر کہ یہ عبارات کس کی ہیں۔

استفتاء کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع مبین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کے عقائد خود اُس کے الفاظ میں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ شارع نے غایت درجہ کی حکمت اور کمال درجہ کے علم سے کام لے کر اپنے احکام کی بجا آوری کے لئے زیادہ تر ایسی ہی صورتیں تجویز کی ہیں جو تمام زمانوں اور تمام مقامات اور تمام حالات میں اس کے مقاصد کو پورا کرتی ہیں لیکن اس کے باوجود بکثرت جزئیات ایسے بھی ہیں جن میں تغیر حالات کے لحاظ سے احکام میں تغیر ہونا ضروری ہے۔ جو حالات عہد رسالت کے ہوں اور عہد صحابہؓ میں عرب کے اور دنیائے اسلام کے تھے لازم نہیں کہ بعینہٖ وہی حالات ہر زمانے اور ہر ملک کے ہوں لہٰذا احکام اسلامی پر عمل کرنے کی جو صورتیں ان حالات میں اختیار کر لی گئی تھیں ان کو ہو بہو تمام زمانوں اور تمام حالات میں قائم رکھنا

اور مصالح اور حکم کے لحاظ سے ان کے جزئیات میں کسی قسم کا ردّ و بدل نہ کرنا ایک طرح
کی رسم پرستی ہے جس کو روحِ اسلامی سے کوئی علاقہ نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ جزئیات میں
دلالت النص اور اشارۃ النص تو درکنار صراحۃ النص کی پیروی بھی تفقہ کے بغیر
دُرست نہیں ہوتی اور تفقہ کا اقتضاء یہ ہے کہ انسان ہر مسئلہ میں شارع کے مقاصد
اور مصالح پر نظر رکھے اور اسی لحاظ سے جزئیات میں تغیرِ احوال کے ساتھ ایسا تغیر
کرتا رہے جو شارع کے اصولِ تشریع پر مبنی اور اس کے طرزِ عمل سے اقرب ہو۔

۲ اہلِ روایت نے جو خدمت اپنے ذمے لی تھی وہ دراصل یہ تھی کہ قابلِ اعتماد
ذرائع سے نبی کریم کے عہد سے متعلق جتنا مواد ان کو بہم پہنچے اس سب جمع کر دیں۔
چنانچہ یہ خدمت انہوں نے انجام دی اس کے بعد یہ کام اہلِ درایت کا ہے کہ وہ
نفسِ مضامین پر غور کر کے ان روایات سے کام کی باتیں اخذ کرے اس لئے یہ
دعویٰ کرنا صحیح نہیں ہے کہ بخاری میں جتنے احادیث درج ہیں ان کے مضامین کو
بھی جُوں کا تُوں بلا تنقید قبول کرنا چاہیئے اس سلسلے میں یہ بات بھی جاننے کی ہے کہ
کسی روایت کے سنداً صحیح ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا نفسِ مضمون بھی ہر
لحاظ سے صحیح اور جُوں کا تُوں قابلِ قبول ہو۔

۳ سنّت کے متعلق عموماً لوگ سمجھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اپنی
زندگی میں کیا ہے وہ سب سُنّت ہے لیکن یہ بات ایک بڑی حد تک دُرست
ہونے کے باوجود ایک حد تک غلط بھی ہے اور دراصل سنّت اس طریق عمل کو کہتے
ہیں جس کے سکھانے اور جاری رکھنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے اپنے نبیؐ کو مبعوث
کیا تھا اس سے شخصی زندگی کے وہ طریقے خارج ہیں جو نبیؐ کے بحیثیت ایک انسان
ہونے کے یا بحیثیت ایک شخص ہونے کے جو انسانی تاریخ کے خاص دَور میں پیدا
ہوا تھا اختیار کئے جو اُمور آپ نے عادۃً کئے ہیں انھیں سُنّت بنا دینا اور تمام

دنیا کے انسانوں سے یہ مطالبہ کرنا کہ وہ سب ان عادات کو اختیار کریں اللہ تعالےٰ
اور اس کے رسولؐ کا ہرگز یہ منشا نہ تھا۔ یہ تحریف ہے جو دین میں کی جا رہی ہے۔

۴ (دجال کے متعلق تفاصیل جن کا ذکر پہلے گذر چکا ہے)
ان اُمور کے متعلق جو مختلف باتیں حضورؐ سے منقول ہیں وہ دراصل آپؐ
کے قیاسات ہیں جن کے بارے میں آپ خود شک میں تھے۔

سوال۔ سوال یہ ہے کہ ۱ مذکورہ بالا عقائد رکھنے والا شخص صحیح معنوں میں
مسلمان اور متبع سنّت کہلائے گا یا منکرِ احادیث؟ ۲ اگر منکرِ احادیث کہلائے گا
تو اسلام میں اس کا کیا مقام ہے؟ ۳ ایسا شخص دائرۂ اسلام سے خارج اور ملحد
بددین ہے یا نہیں؟

جواب ۱ بظاہر یہ شخص منکرِ احادیث ہے ۲ دائرۂ اسلام سے تو خارج
نہیں مگر گمراہ اور مبتدع ہے ۳ ایسے شخص سے مسلمانوں کو دُور رہنا چاہیئے اور
اس کی باتوں پر ہرگز اعتماد نہ کرنا چاہیئے اس کو جاہل اجہل سمجھنا چاہیئے۔

دستخط ظفر احمد عثمانی عفا اللہ عنہ ۱۸ رجب ۱۳۷۴ھ

عبارات بالا جناب ابو الاعلیٰ مودودی صاحب امیر جماعت اسلامی
کی ہیں حوالے حسب ذیل ہیں:۔

۱ تفہیمات حصہ دوم صفحہ ۳۲۷ ، ۳۲۶
۲ ترجمان القرآن بابت اکتوبر نومبر ۱۹۵۲ء صفحہ ۱۱۳ ، ۱۱۷
۳ رسائل مسائل صفحہ ۳۱۰ ، ۳۱۱
۴ رسائل مسائل خلاصہ ۵۶ ، ۵۷

رائے عالی مولانا قاری محمد طیّب صاحب دامت برکاتہم

موددیت کی تحریک تاریخ اور سنّت کی روشنی میں ۔!

(مولانا قاری محمد طیّب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کا ایک مکتوب)

مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے مولانا عبدالجبار ابوہری کے استفسار کے جواب میں تحریر کیا تھا۔

نحمدہ ونصلی۔ حضرت المحترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ گرامی نامہ باعثِ سرفرازی ہوا یاد آوری کا ممنون ہوں۔ مودودی صاحب کی جماعت کے بعض ذمہ دار حضرات نے مجھے ان کا لٹریچر بھی محض اس غرض سے عنایت فرمایا کہ میں ان کی تحریک حکومت الٰہیہ کے بارے میں بصیرت سے کوئی خیال ظاہر کرسکوں ماضی قریب میں ممدوح الصدر کا یاددہانی کا والانامہ بھی آیا جس میں رائے ظاہر کردینے کے بارے میں تذکیر کی گئی تھی قلتِ فرصت اور کثرت مشاغل کے سبب ابھی تک ان کے پاس رائے لکھ کر ارسال نہیں کرسکا ہوں جس کا افسوس ہے موصوف منتظر ہوں گے اسی دَوران میں جناب کا والانامہ صادر ہوا جو مزید تذکیر کا باعث ہوا اس لئے تحریک مذکورہ کے بارے میں یادداشت قلم بند کی جسے ان کی خدمت میں ارسال کررہا ہوں وہی مضمون جناب کی خدمت میں بھی بھیج دیتا ہوں۔ میں نے اس تحریک کے لٹریچر کا بنیادی حصہ اور بعض ٹریکٹ اور پمفلٹ بالاستیعاب دیکھے جہاں تک نفس تحریک حکومت الٰہیہ اور اس کے نصب العین کا تعلق ہے مجھے اس میں کوئی چیز خلاف شریعت محسوس نہیں ہوئی بلکہ تعمیری رنگ میں یہ ایک اچھی اور مفید تحریک ہے۔ اگر اس کے اصلی اور صحیح رنگ میں اسے آگے بڑھایا جائے ۔

مودودی صاحب کی فقہ وتصوف میں کوتاہ عملی

البتہ اس سلسلے میں جہاں تک مودودی صاحب کی فقہ وتصوف میں رائے زنی اور دخل دینے کا تعلق ہے مجھے اس سے شدید اختلاف ہے۔ میں ان کی تحریرات اور طرز استدلال نیز نوعیتِ معلومات سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ نہ انہیں دونوں فنوں سے مناسبت ہے اور نہ وہ ان میں مستند معلوم ہوتے ہیں۔ اس بارے میں ان کی رائے غیر صاحبِ فن اور غیر مبصر کے عقلی استنباط سے زیادہ کوئی درجہ نہیں رکھتی جو ظاہر ہے کہ حُذّاق فن اور عملی ماہرین کے سامنے کسی درجہ میں قابل التفات نہیں ہوسکتی موصوف کے اُصول پر جب کہ مستند علماء ماہرین دین حتیٰ کہ سلف صالحین کا اجتہادی استنباط اور فہم نصوص کسی درجہ میں بھی قابلِ اعتبار نہیں تو ان کے اصول پر خود ان کا استنباط یا فہم نصوص دوسروں کے لئے کیسے قابل قبول اور لائق اعتنا ہوسکتا ہے۔ نص کے الفاظ میں تو بحث ہے ہی نہیں کلام تو مدلول میں ہے اور مدلول کی تعین میں فہم کا دخل ہے اور وہی حجّت نہیں تو خود ان کے فہم یا استدلال سے کسی فہم کو کیسے تسکین ہوسکتی ہے۔ اس لئے فقہ اور تصوف میں جس حد تک ان کے استدلال یا استنباط یا بیان مفہوم کا تعلق ہے نہ وہ حجّت ہے نہ قابلِ التفات سلف وخلف کے فہم واستنباط کا جب مقابلہ ہوگا تو موصوف تو خلف جیسے قریب العہد افراد کے مفہوم واستدلال کو معتبر کہیں گے اور ہمارے نزدیک قصّہ برعکس ہوگا

مودودی صاحب کے فقہی قیاسات غیر معتبر ہیں

اسلئے فقہ اور تصوف کے بارے میں ان کی پیش کردہ آراء قیاسات فنی حیثیت سے قبولیت کا کوئی مقام نہیں رکھتے بنابریں اس کی ضرورت نہیں ہے کہ ان کی مزعومہ

جزئیات فقہ یا مسائل تصوف وغیرہ پر کوئی تنقید کی جائے اور اس کا حکم معلوم کیا جائے اس مذکورہ بالا معیار سے ان کی ساری جزئیات کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔ رہا اصلی فقہ و تصوف سو میں سمجھتا ہوں کہ ان فنون کو ساقط الاعتبار ٹھہرا کر خود اس تحریک حکومت الہیہ کو نہ چلایا جا سکتا ہے اور نہ قابل اعتبار ہی باور کرایا جا سکتا ہے کیونکہ اللہ کی حکومت عالم آفاق میں تو اس حد تک ظاہر و شاہد ہے کہ اس کے منوانے کے لئے کسی رسمی تحریک کے اُٹھانے کی ضرورت ہی نہیں ہے

مودودی صاحب اور حکومت الٰہیہ
ایک سیاسی نعرہ

تحریک کی اگر ضرورت ہے تو انفس کے لئے ہی ہو سکتی ہے کہ انسانوں کے ظاہر و باطن پر خدائی حکومت کا سکہ مسلط ہو جائے اور اعمال ظاہر و باطن کے لحاظ سے بالارادہ قانون الٰہی کا ظہور کہلائے گی اور ظاہر ہے کہ الٰہی حکومت کے احکام ظاہر کے مجموعہ کا اصطلاحی نام فقہ اور احکام باطن کے مجموعہ کا اصطلاحی نام تصوّف ہے جن کی بنیادیں قرآن و حدیث نے قائم کی ہوئی ہیں جب ان دونوں کے انکار یا تحریف سے ظاہر و باطن کھُلا کر رہ گئے تو حکومتِ الٰہیہ کا سدباب تو پہلے ہی ہو گیا پھر حکومت الٰہیہ کے نام سے ان نفوس پر آخر تسلط کس چیز کا ہو گا جس کی تحریک کی جائے۔ سہ یکے بر سر شاخ و بن می برید، اس صورت میں حکومت الٰہیہ کا عنوان نصب العین نہ ہو گا بلکہ محض ایک سیاسی نعرہ رہ جائے گا جو خود اپنے مفہوم کی تکذیب کرتا رہے گا اگر خدانخواستہ یہی صورت رہی تو میرا گمان یہ ہے کہ اس کا انجام انہی تحریکوں جیسا ہو گا جو اپنے اپنے وقت میں کسی نہ کسی اسلامی نعرہ کے ساتھ اُٹھی اور انجام کار

کسی نہ کسی غیر اصلاحی مقصد یا اسلامی مقصد کے خلاف پر منتج ہو گئیں۔ خوارج نے سب سے پہلے حکومت الٰہیہ کا اسلامی نعرہ لگایا لیکن اس کے نتیجہ سے فتنۂ عقائد اور فتنۂ صحابہ کے غیر اسلامی مقاصد نکل آئے یا آج کے دور میں مثلاً سرسیّد نے تعلیم و ترقی کا نعرہ لگایا مگر اس کے نتیجہ میں انکار خوارق و معجزات اور فتنۂ عقائد نکل آیا۔ مشرقی نے قومی عسکریت اور تنظیم کا نعرہ لگایا اور اُسکے نتیجہ سے نکل آیا مولوی کا غلط مذہب۔ غرض ان تمام تحریکوں کا عنوان اور نعرہ اسلامی تھا اور اس کے نتیجہ میں مقاصد غیر اسلامی نتیجہ یہ ہوا کہ نا سمجھ عنوان کی خوشنمائی سے مبتلا ہوئے اور سمجھ دار حقیقت کو سمجھ کر بچے رہے اور اس طرح تفریق ہو کر مسلمانوں کے بہت سے افراد ان سے کٹ بھی گئے اور ان کے مدِّ مقابل بھی آ کھڑے ہوئے اور فتنۂ تخریب و اختلاف نے امت کو گھیر لیا۔ اگر تحریک حکومت الٰہی کے پاکیزہ عنوان کے نتیجہ سے فقہ و تصوف کا انکار یا کا بر امت کی تحمیق وغیرہ برآمد ہوتی رہیں تو جیں تفریق امت پر مذکورہ تحریکات منتج ہوئیں اسی پر یہ تحریک بھی منتج ہو گی بہر حال میں تو سمجھ رہا ہوں کہ اگر مولانا مودودی ایک سیاسی مفکر کی حیثیت سے اپنی سیاست کو مسلمانوں کے سامنے تعمیری رنگ میں پیش فرماتے رہیں اور غیر دینی سیاستوں کی تنقید کر کے مسلمانوں کو ان سے محفوظ رکھنے کی اور اللہ کی حکومت سے وابستہ رکھنے کی کوشش میں لگے رہیں۔ تو ان کی تحریک مفید اور کامیاب ہو جائے گی لیکن اگر وہ مفتی یا شیخ ناقد کی حیثیت سے مسلمانوں کے سامنے آئیں گے تو مسلمان انہیں قبول نہ کریں گے اور اس کا نتیجہ تحریک میں اضمحلال یا مضر ہونے کی صورت میں برآمد ہو گا اور اس طرح ایک اچھی خاصی اسلامی اسکیم ضائع ہو جائے گی یہ حاصل ہے اس مفہوم کا جو میں نے مولانا مودودی کے لٹریچر کے مطالعے سے سمجھا ہے۔ رائے اہل الرائے کی ہوتی

ہے۔ اور حضرات علماء ہی کے افادات اس کے بارے میں مفید و مقبول ہونے چاہئیں لیکن جب کہ خصوصیت سے اس بارے میں جناب اور دوسرے حضرات نے مجھے قابل خطاب سمجھا تو جو فہم و خیال میں آیا عرض کر دیا گیا ہے امید ہے کہ مزاج سامی بخیر و عافیت ہوگا۔

والسلام

(محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند)

رائے عالی حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن صاحب مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند

مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ لوگ جماعت اسلامی سے اجتناب اور دوری اختیار کریں اس میں شرکت زہر قاتل ہے اور مسلمانوں پر واجب ہے کہ لوگوں کو اس جماعت میں شرکت سے روکیں تاکہ گمراہ نہ ہوں اور اس جماعت کا ضرر اس کے نفع سے کہیں زیادہ ہے۔ پس تسامح اور سستی اور غفلت جائز نہیں اور ہر وہ شخص جو اس جماعت کی طرف لوگوں کو دعوت دے گا یا اس کی تائید کرے گا یا کسی قسم کی اعانت کرے گا گنہگار اور عاصی ہوگا اور معصیت کی طرف دعوت دینے والا شمار ہوگا بجائے اس کے کہ وہ ثواب کا متوقع رہے اور اس جماعت کا کوئی آدمی اگر امامت کرے گا کسی مسجد میں اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی۔

سید مہدی حسن
رئیس دارالافتا دیوبند
۲۳ جمادی الاخری ۱۳۷۰ھ

بحوالہ رسالہ عربیہ الاستاذ المودودی صفحہ ۵۰
مصنفہ محدث کبیر علامۃ العصر مولانا محمد یوسف بنوری
موسس مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن کراچی

یہ رسالہ عربوں کے لئے لکھا گیا ہے اب اس کا ترجمہ بھی جلد ہی شائع ہونے والا ہے۔

رائے عالی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم

مفتی اعظم پاکستان۔ صدر دارالعلوم کراچی

(سوال)

بگرامی خدمت حضرت اقدس مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، مفتی اعظم پاکستان

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

گزارش آنکہ جیسا کہ حضرت والا کو معلوم ہے کہ احقر کو دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈو الہ یار میں افتا کی خدمت انجام دینی پڑتی ہے طرح طرح کے سوالات میں اکثر یہ سوال بھی آتا ہے کہ مودودی صاحب اور ان کی جماعت جمہور اہل سنت والجماعت کے طریقہ پر ہے یا نہیں؛ اور مذاہب اربعہ میں سے ان کا کس مذہب سے تعلق ہے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ اور یہ جو مشہور ہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں ان کے رجحانات سلف صالحین کے خلاف ہیں اس کی کیا حقیقت ہے، بعض لوگ آپ کی کسی سابقہ تحریر کی بنا پر آپ کی طرف یہ منسوب کرتے ہیں کہ آپ ان کے نظریات سے اتفاق رکھتے ہیں اس کی کیا اصل ہے؟

والسلام

احقر محمد وجیہہ، از دارالعلوم ٹنڈو اللہ یار سندھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

مولانا مودودی صاحب اور جماعت اسلامی کے بارے میں میرے پاس سالہا سال سے سوالات آتے رہے ہیں جن کا جواب میں اس وقت کے حالات اور ان کے بارے میں اپنی اس وقت کی معلومات کے مطابق لکھتا رہا ہوں، ان میں بعض تحریریں شائع بھی ہوئی ہیں اور بعض نجی مکاتیب کے جواب میں لکھی گئی ہیں، اس وقت ان تمام تحریروں کو سامنے رکھنا ممکن نہیں، البتہ اس عرصے میں احقر کو کچھ ان کی مزید تحریرات کے مطالعے کا موقعہ ملا، کچھ ان کی نئی تالیفات سامنے آئیں اور کچھ ان کے لٹریچر عام اثرات اور ان کی جماعت کے حالات کو مزید دیکھنے کا موقعہ ملا، اس مجموعے سے اب ان کے بارے میں جو میری رائے ہے وہ بے کم و کاست ذیل میں لکھ رہا ہوں :-

میری سابقہ تحریرات اگر اس تازہ تحریر کے موافق ہوں تو فبہا اور اگر سابقہ تحریرات میں کوئی چیز اس کے خلاف محسوس ہو تو اسے منسوخ سمجھا جائے اور اب میری رائے کے حوالے کے لئے صرف ذیل کی تحریر پر اعتماد کیا جائے۔

احقر کے نزدیک مولانا مودودی صاحب کی بنیادی غلطی یہ ہے کہ وہ عقائد اور احکام میں ذاتی اجتہاد کی پیروی کرتے ہیں، خواہ ان کا اجتہاد جمہور علمائے سلف کے خلاف ہو، حالانکہ احقر کے نزدیک منصب اجتہاد کے شرائط ان میں موجود نہیں اس بنیادی غلطی کی بنا پر ان کے لٹریچر میں بہت سی باتیں غلط اور جمہور علمائے

عہ کاش اس کو حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم صرف مودودی صاحب سے خطاب فرماتے ایسے شخص کے لئے لفظ مولانا تحریر نہ فرماتے جس کے لئے خود تحریر فرمایا ہے کہ اس شخص نے صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخیاں کی ہیں۔

اہل سنت کے خلاف ہیں،

صحابۂ کرامؓ پر مودودی صاحب کی انتہائی غلط تنقیدی روش

اس کے علاوہ انھوں نے اپنی تحریروں میں علمائے سلف یہاں تک کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقید کا جو انداز اختیار کیا ہے وہ انتہائی غلط ہے خاص طور سے "خلافت و ملوکیت" میں بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو جس طرح صرف تنقید ہی نہیں بلکہ ملامت کا بھی ہدف بنایا گیا ہے اور اس پر مختلف حلقوں کی طرف سے توجہ دلانے کے باوجود اصرار کی جو روش اختیار کی گئی ہے وہ جمہور علمائے اہل سنت والجماعت کے طرز کے بالکل خلاف ہے۔

نیز ان کے عام لٹریچر کا مجموعی اثر بھی اس کے پڑھنے والوں پر بکثرت یہ محسوس ہوتا ہے کہ سلف صالحین پر مطلوب اعتماد نہیں رہتا اور ہمارے نزدیک یہ اعتماد ہی دین کی حفاظت کا بڑا انحصار ہے، اس سے نکل جانے کے بعد پوری نیک نیتی اور اخلاص کے ساتھ بھی انسان نہایت غلط اور گمراہ کن راستوں پر پڑ سکتا ہے، ہاں یہ صحیح ہے کہ ان کو منکرین حدیث، قادیانیوں یا اباحیت پسند لوگوں کی صف میں کھڑا کرنا بھی میرے لئے درست نہیں جنہوں نے سود، شراب، قمار، اور اسلام کے کھلے محرمات کو حلال کرنے کے لئے قرآن و سنت میں تحریفات کی ہیں، بلکہ ایسے لوگوں کی تردید میں ان کی تحریریں ایک خاص سطح کے تعلیم یافتہ حلقوں میں موثر اور مفید بھی ثابت ہوئی ہیں، یہ بات میں ہمیشہ سے کہتا آیا ہوں لیکن اگر کوئی شخص میری اس بات کو بنیاد بنا کر یہ کہے کہ میں مودودی صاحب کے ان نظریات سے متفق ہوں جو انھوں نے جمہور علمار کے خلاف اختیار کئے ہیں۔

تو یہ بالکل غلط اور خلافِ واقعہ بات ہے۔

اگرچہ جماعت کے قانون میں مولانا مودودی صاحب اور جماعت اسلامی الگ الگ حیثیت رکھتے ہیں اور اصولاً جو بات مودودی صاحب کے بارے میں درست ہو ضروری نہیں کہ وہ جماعت اسلامی کے بارے میں بھی درست ہو لیکن عملی طور سے جماعت اسلامی نے مولانا مودودی صاحب کے لٹریچر کو نہ صرف جماعت کا علمی سرمایہ اور اپنے عمل کا محور بنایا ہوا ہے بلکہ اس کی طرف سے زبانی اور تحریری مدافعت کا عام طرز عمل ہر جگہ مشاہدہ میں آتا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ جماعت کے افراد بھی ان نظریات اور تحریروں سے متفق ہیں، البتہ کچھ مستثنیٰ حضرات ایسے ہوں جو مذکورہ بالا امور میں مولانا مودودی سے اختلاف رکھتے ہوں اور جمہور علمائے اہل سنت کے مسلک کو اس کے مقابلہ میں درست سمجھتے ہوں تو ان پر اس رائے کا اطلاق نہیں ہو گا۔

نماز کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ امام اس شخص کو بنانا چاہیے جو جمہور اہل سنت کے مسلک کا پابند ہو، لہٰذا جو لوگ مودودی صاحب سے مذکورہ بالا امور میں متفق ہوں، انھیں باختیارِ خود امام بنانا درست نہیں، البتہ اگر کوئی نماز ان کے پیچھے پڑھ لی گئی تو نماز ہو گئی۔

یہ میری ذاتی رائے ہے جو اپنی حد تک غور و فکر کے بعد فیما بینی و بین اللہ قائم کی ہے، میں کسی مسلمان کے بارے میں بدگمانی اور بے احتیاطی سے بھی اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور دین کے معاملہ میں مداہنت سے بھی۔
جن حضرات کو میری اس رائے سے اتفاق نہ ہو وہ اپنے عمل کے مختار ہیں، مجھے ان سے کوئی مباحثہ کرنا نہیں نہ میرے قویٰ اور مصروفیات اس کے متحمل ہیں اور اگر کوئی صاحب اس کو شائع کرنا چاہیں تو ان

سے میری درخواست ہے کہ اس کو پورا شائع کریں، ادھورا یا کوئی ٹکڑا شائع کر کے خیانت کے مرتکب نہ ہوں۔

واللہ المستعان و علیہ التکلان

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ
۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

نوٹ: (اس فتویٰ کو حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم نے اپنی کتاب جواہر الفقہ کا جزء بنا دیا ہے)

رائے عالی حضرت علامۂ عصر محدث کبیر مولانا محمد یوسف صاحب بنوری دامت برکاتہم

موسس مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن کراچی امیر مجلس تحفظ ختم نبوت و صدر وفاق مدارس عربیہ پاکستان

از ماہنامہ بینات جولائی ۱۹۷۶ء بعنوان بصائر و عبر

مقام نبوت کی تشریح

نبوت ایک عطیۂ ربانی ہے جس کی حقیقت تک رسائی غیر نبی کو نہیں ہو سکتی، اس کی حقیقت کو یا تو حق تعالیٰ جانتا ہے جو نبوت عطا کرنے والا ہے یا پھر وہ ہستی جو اس عطیہ سے سرفراز ہوئی۔ مخلوق بس اتنا جانتی ہے کہ اس اعلیٰ و ارفع منصب کے لئے جس شخص کا انتخاب کیا گیا وہ:

۱۔ معصوم ہے، یعنی نفس کی ناپسندیدہ خواہشات سے پاک صاف پیدا کیا گیا ہے اور شیطان کی دسترس سے بالاتر۔ عصمت کے یہی معنیٰ ہیں کہ ان سے حق تعالیٰ کی نافرمانی کا صدور ناممکن ہے۔

۲۔ آسمانی وحی سے ان کا رابطہ قائم رہتا ہے اور وحی الٰہی کے ذریعہ ان کو غیب کی خبریں پہنچتی ہیں۔ کبھی جبریل امین کے واسطہ سے، اور کبھی بلاواسطہ، جس کے مختلف طریقے ہیں۔

۳ - غیب کی وہ خبریں عظیم فائدہ والی ہوتی ہیں اور عقل کے دائرے سے بالاتر ہوتی ہیں، یعنی انبیاء علیہم السلام بذریعہ وحی جو خبریں دیتے ہیں ان کو انسان نہ عقل و فہم کے ذریعہ معلوم کرسکتا ہے نہ مادی آلات وحواس کے ذریعہ ان کا علم ہوسکتا ہے۔

ان تین صفات کی حامل ہستی کو مخلوق کی ہدایت کے لئے مبعوث و مامور کیا جاتا ہے۔ گویا حق تعالیٰ اس منصب کے لئے ایسی شخصیت کا انتخاب فرماتا ہے جو افراد بشر میں اعلیٰ ترین صفات کی حامل ہوتی ہے۔ اس انتخاب کو قرآن کریم کہیں اجتباء سے، کہیں اصطفاء سے اور کبھی لفظ اختیار سے تعبیر فرماتا ہے۔ یہ عام صفات و خصوصیات تو ہر نبی و رسول میں ہوتی ہیں، پھر حق تعالیٰ ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرما کر وہ درجات عطا کرتا ہے جن کے تصور سے بھی بشر قاصر ہے گویا نبوت، انسانیت کی وہ معراج کمال ہے جس سے کوئی بالاتر منصب اور کمال عالم امکان میں نہیں۔ ان صفات عالیہ سے متصف ہستی کو ہدایت و اصلاح کے لئے مبعوث کرکے انہیں تمام انسانیت کا مطاع مطلق ٹھہرایا جاتا ہے، ارشاد ہے: وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ (النساء: ۶۴) ہم نے ہر رسول کو اسی لئے بھیجا کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے حکم سے پس حکم خداوندی یہی ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے۔ وہ مطاع اور واجب الاطاعت متبوع ہے اور امت اس کی ہدایت کے تابع اور مطیع فرمان۔

جب نبوت اور رسالت کے بارے میں یہ صحیح تصور قائم ہوگیا کہ وہ ایک عطیہ ربانی ہے، کسب و محنت اور مجاہدہ اور ریاضت سے حاصل نہیں بلکہ حق تعالےٰ اپنے علم محیط، قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے پاک و معصوم و مقدس ہستی کو پیدا فرما کر اس کو وحی آسمانی سے سرفراز فرماتا اور مخلوق کی ہدایت و ارشاد کے منصب پر اسے کھڑا کرتا ہے تو اس سے عقلی طور پر خود بخود بات واضح ہوگئی کہ نبی و رسول کی

شخصیت ہر نقص سے، ہر کوتاہی سے اور ہر انسانی کمزوری سے بالاتر ہوتی ہے کیونکہ اگر خود اس کی شخصیت انسانی کمزوریوں میں ملوث ہو تو وہ ہدایت و اصلاح کی خدمت کیسے انجام دے گا۔ "آنکہ خود گم است کرا رہبری کند"

سیدالانبیا صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم

چنانچہ سنت اللہ یہی ہے کہ نبی کا حسب و نسب، اخلاق و کردار، صورت و سیرت خلوت و جلوت اور ظاہر و باطن ایسا پاک اور مقدس و مطہر ہوتا ہے جس سے ہر شخص کا دل و دماغ مطمئن ہو اور کسی کو انگشت نمائی کا بال برابر بھی موقع نہ مل سکے گا۔ یہ الگ بات ہے کہ کوئی شخص شقاوت ازلی کی وجہ سے اس کی دعوت پر لبیک نہ کہے اور جحود و انکار میں مبتلا ہوکر ہدایت سے محروم رہ جائے لیکن یہ ممکن نہیں کہ بدتر سے بدتر دشمن بھی نبی میں کسی "انسانی کمزوری" کی نشاندہی کرسکے۔

قرآن کریم میں انبیاء کرام اور رسولان عظام علیہم الف الف صلوٰۃ وسلام کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے اور ان کے جن جن خصائص و کمالات اور اخلاق و اوصاف کی نشاندہی فرمائی ہے یہ جگہ ان کی تفصیل کے لئے کافی نہیں، یہاں اس سمندر کے چند قطرے پیش کئے جاتے ہیں جو حق تعالےٰ شانہ نے اپنے حبیب حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ارشاد فرمائے ہیں۔

یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھدًا و مبشرًا ونذیرا و داعیًا الی اللہ باذنہ وسراجًا منیرًا (الاحزاب: ۴۵-۴۶)

اے نبی! بیشک ہم نے آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ گواہ ہوں گے اور بشارت دینے والے ہیں اور ڈرانے والے ہیں اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے ہیں اور آپ ایک روشن چراغ ہیں۔

انا ارسلناك شاهدا و ترجمہ: ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور بشارت
مبشرا و نذیرا لتومنو با للہ دینے والا اور ڈرانے والا کر کے بھیجا ہے تاکہ تم
ورسولہ وتعزروہ و توقروہ لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور
(فتح ۸ – ۹) اس کی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو۔

یٰسٓ والقرآن الحکیم ترجمہ: یٰسٓ، قسم ہے قرآن با حکمت کی کہ بیشک
انك لمن المرسلین علی صراط آپؐ منجملہ پیغمبروں کے ہیں، سیدھے راستے پر ہیں۔
مستقیم (یٰسٓ – ۴)

نٓ والقلم وما یسطرون ترجمہ: نٓ، قسم ہے قلم کی اور ان (فرشتوں) کے
ما انت بنعمۃ ربك بمجنون لکھنے کی، کہ آپ اپنے رب کے فضل سے
وان لك لاجرا غیر ممنون و مجنون نہیں اور بے شک آپ کے لئے ایسا اجر
انك لعلی خلق عظیم (نون) ہے جو ختم ہونے والا نہیں اور بیشک آپ اخلاق (حسنہ) کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں

قد جاءکم من اللہ نور و ترجمہ: تحقیق تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے
کتاب مبین (مائدہ – ۱۵) ایک روشن چیز آئی ہے اور کتاب واضح (یعنی قرآن مجید)

فالذین امنوبہ وعزروہ ترجمہ: سو وہ لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور انکی حمایت
ونصروہ واتبعوا النور الذی کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع
انزل معہ اولئك ھم کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا، ایسے لوگ
المفلحون (اعراف – ۱۵۷) پوری فلاح پانے والے ہیں۔

ورفعنالك ذکرك (الم نشرح) ترجمہ: اور ہم نے آپؐ کی خاطر آپؐ کا آوازہ بلند کیا۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو
یحببکم اللہ (آل عمران: ۳۱) تو تم میرا اتباع کرو خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔

وان تطیعوہ تھتدوا (النور: ۵۴) ترجمہ: اور اگر تم نے ان کی اطاعت کر لی تو راہ پر جا لگو گے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ ترجمہ: تم لوگوں کے لئے یعنی ایسے شخص کے لئے جو اللہ
اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ و سے اور روز آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکر الٰہی
الیوم الآخر وذکر اللہ کثیرا (الاحزاب: ۲۱) کرتا ہو رسول اللہ کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا،

فلا وربك لا یومنون حتی ترجمہ: پھر قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ ایماندار نہ ہوں گے
یحکموك فیما شجر بینھم ثم جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا
لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما واقع ہو اس میں یہ لوگ آپؐ سے تصفیہ کراویں
قضیت ویسلموا تسلیما پھر آپ کے تصفیہ سے دلوں میں تنگی نہ پاویں
(النساء – ۶۵) اور پورا پورا تسلیم کریں۔

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث ترجمہ: حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر
فیھم رسولا من انفسھم احسان کیا جب کہ ان میں انہی کی جنس سے ایک
یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم ایسے پیغمبر کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی
ویعلمھم الکتاب والحکمۃ آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان لوگوں کی
وان کانو من قبل لفی صفائی کرتے رہتے ہیں اور ان کو کتاب اور فہم
ضلال مبین (آل عمران ۱۶۴) کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں اور بالیقین یہ لوگ
اس سے قبل صریح غلطی میں تھے۔

وانزل اللہ علیك الکتاب ترجمہ: اور اللہ نے آپ پر کتاب اور فہم کی باتیں نازل
والحکمۃ وعلمك مالم تکن فرمائیں اور آپؐ کو وہ باتیں بتلائی ہیں جو
تعلم وکان فضل اللہ علیك آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا
عظیما (النساء – ۱۱۳) فضل ہے۔

ترجمہ۔ آیات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات و کمالات کا نقشہ
سامنے آگیا ہوگا جس کا حاصل یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت الی اللہ کا آفتاب عالم تاب بنایا ہے تاکہ امت ان پر ایمان لائے ان کی توقیر کرے اور ان کی امداد کرے، بلاشبہ آپ سراسر صراطِ مستقیم پر ہیں، تاریخ عالم اس کی شہادت دیتی ہے کہ آپ خلق عظیم سے آراستہ ہیں جو ان پر ایمان لائیں اور ان کی توقیر و نصرت کریں اور آسمانی وحی کا نور الٰہی ان کے ساتھ ہے اس کا بھی اتباع کریں آخرت کی فلاح انہی کے لئے ہے، ان کی اتباع سے حق تعالےٰ کی محبوبیت کی سعادت عظمیٰ ملتی ہے، انہی کی اطاعت سے ہدایت ملتی ہے جو لوگ اللہ تعالےٰ کے اور آخرت کے امیدوار ہیں وہ انہی کو اپنا مقتدا و پیشوا بنائیں گے جو لوگ اپنے نزاعات و مخاصمات میں بھی ان کے فیصلوں کو بدل و جان تسلیم نہ کریں خدا کی قسم کبھی مومن نہیں ہو سکتے، حق تعالیٰ کا امتِ محمدیہ پر بڑا احسان ہے جن میں ایسی ہستی مبعوث فرمائی کہ حق تعالےٰ کی آسمانی وحی ان کو پڑھ کر سنائیں۔ ہر قسم کے شرک کفر، معصیتوں اور جاہلیت کی رسموں سے انکا تزکیہ کریں، ان کو کتاب و سنت کی تعلیم دیں، اللہ تعالیٰ نے ان پر بڑا فضل فرمایا کہ کتاب و حکمت کے وہ تمام علوم ان کو سکھائے جو نہ جانتے تھے۔ چند آیات بینات کا یہ سرسری خاکہ ہے۔ حق تعالیٰ کی اس آسمانی شہادت کے بعد کیا کوئی کمال اب ایسا باقی ہے جو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ دیا گیا ہو؟ اسی آسمانی وحی ربانی میں تمام امت کو یہ اعلان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر رحمت و درود بھیجتے ہیں، اس لئے تمہیں حکم ہے کہ تم بھی ان پر درود بھیجو پانچوں وقت اذان میں ان کی رفعت و بلندیٔ مقام کا اعلان ہوتا ہے، ہر نماز میں ان پر درود و سلام کا مخصوص انداز میں حکم ہے، گویا کوئی نماز جو حق تعالیٰ شانہ کی مخصوص عبادت ہے اور حق تعالیٰ کے ساتھ خصوصی مناجات ہے آپ کے ذکر خیر اور درود وسلام سے خالی نہیں بلکہ اسی پر نماز کا اختتام ہوتا ہے۔ اس لئے تمام امت اور

آسمانی کتابوں کا بھی فیصلہ ہے ع " بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" بہر حال یہ مسلمات میں سے ہے کہ افراد بشر میں جن نفوسِ قدسیہ کو حق تعالیٰ نے اصلاح نفوس اور ہدایت و ارشادِ عالم کے لئے منتخب فرمایا ہے ان سب کے سرتاج سید الانبیاء والمرسلین امام المتقین خاتم النبیین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس ہے۔ اگر ان میں کوئی کوتاہی اور کمی رہ جائے تو پھر سارے انبیاء کرام کوتاہیوں سے مبرا کیسے رہ سکتے ہیں اور امت کی ہدایت کے لئے وہ کیسے اسوہ و قدوہ بن سکتے ہیں اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ جس ذات اقدس نے ہدایت و ارشاد کے لئے ان کی بعثت فرمائی ہے وہ العیاذ باللہ قاصر ہے اور ان کی قدرت سے ایسے افراد کا انتخاب بالاتر ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، بات کہاں سے کہاں پہنچ گئی، پھر نہ تو خدائی رہی نہ نبوت و رسالت، نہ آسمانی وحی نہ دین۔ سارا معاملہ ہی ختم ہو گیا

مودودی صاحب کا تنقیدی عروج

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تنقید سے معاف نہ کیا

ان حقائق کی روشنی میں " ترجمان القرآن " جلد ۸۵ شمارہ اپریل ۱۹۷۶ء میں بعنوان " اسلام کس چیز کا علمبردار ہے " مودودی صاحب کا مقالہ مطالعہ کیجئے صفحہ ۳۰ پر موصوف یوں رقمطراز ہیں: " وہ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نہ فوق البشر ہے، نہ بشری کمزوریوں سے بالاتر ہے " کس جاہل نے کہا ہے کہ وہ فوق البشر ہے ہاں تمام اولین و آخرین اور حق تعالیٰ جو خالق الانبیاء والمرسلین ہیں ان کا فیصلہ ہے کہ وہ اتقی البشر ہیں، سید البشر ہیں، تمام نسل انسانی میں سب سے بڑھ کر متقی اور کامل ترین افراد بشر میں سے ہیں، آفتاب عالمتاب اور بدر منیر کے انوار کو ان کے انوار سے کیا نسبت؟ آسمان ہو یا زمین، چاند ہو

یا سورج حتیٰ کہ عرش رحمٰن بھی آپ کی منزلت سے قاصر ہے، تمام مخلوقاتِ خداوندی میں افضلیت وکمال کا تاج آپ ہی کے سر باندھا گیا ہے۔ "نہ فوق البشر ہے" یہ جملہ بھی جو غمازی کرتا ہے کہ فوق البشر کہنا بھی ناقابلِ برداشت ہے لیکن "بشری کمزوریوں سے بالاتر ہے" کے فقرے سے جو کچھ دل میں تھا اُبھر کر آ گیا، جو شخص بشری کمزوریوں میں ملوّث ہے وہ بشر کی ہدایت کے لئے کیسے موزوں ہو سکتا ہے؟ اُردو کے عرف میں اور عام تعبیرات کے پیشِ نظر بشری کمزوریوں کا اطلاق ان صفاتِ بشریہ پر ہوتا ہے جو صفات ذمیمہ اور قبیحہ ہیں، لوازم بشریت مراد ہو ہی نہیں ہو سکتے۔ لوازم بشریت کھانا پینا، سونا جاگنا، خوشی وغم، صحت ومرض وفات وغیرہ بلاشبہ یہ لوازمِ بشریت ہیں خواص بشریت ہیں اور صفات بشریہ ہیں، عرف میں اس کو کوئی بشری کمزوریوں سے تعبیر نہیں کرتا، لوازم بشریت سے تو ملائکۃ اللہ اور حق تبارک وتعالیٰ منزہ ہیں، کہنا یہ ہے کہ یہ جملہ خطرناک حقیقت کی غمازی کر رہا ہے، اسلام کی پوری بنیاد منہدم ہو جاتی ہے، حق تعالےٰ تو ان کو یہ شرفِ قبولیت عطا فرماتا ہے کہ کلمۂ اسلام میں کلمۂ شہادت میں اذان واقامت میں حق تعالیٰ کے نام کے ساتھ آپ کا نام آئے، نماز میں درود وسلام بھیجنے کا حکم ہو، اور اس انداز سے ہو کہ چونکہ حق تعالیٰ اور ان کے فرشتے آپ پہ درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی درود بھیجو، بارگاہ قدس سے اتنا اونچا منصب عطا کیا گیا ہو اور مودودی صاحب کی نگاہ میں وہ بشری کمزوریوں سے بالاتر نہیں، جو شخصیت بشری کمزور ہو کیا وہ اس منصب جلیل کی مستحق ہو سکتی ہے؟ بظاہر تو یہ ایک جملہ ہے لیکن اس ایک جملہ سے ان کے تمام کمالات اور منصب نبوت پر پانی پھر جاتا ہے اور ہر ناقد کے لئے تنقید کا راستہ ہموار ہو جاتا ہے۔ بشری کمزوری میں جھوٹ بولنا خود غرضی بقایا جاہلیت کے آثار کا نمایاں ہونا

مصلحت اندیشی کا کارفرما ہونا، بنی عبد مناف اور بنی ہاشم کو بنی امیہ پر ترجیح دینا، قریش ومہاجرین کو وہ مقام عطا کرنا جس سے انصار محروم تھے وغیرہ وغیرہ۔ کون سی کمزوری ہے جو اس اجمال میں نہیں آسکتی؟ کیا اچھا ہوتا کہ مودودی صاحب ان کمزوریوں کی نشاندہی خود فرما دیتے کہ وہ کون سی کمزوریاں ہیں جو آپ کی ذات گرامی میں موجود ہیں اس قسم کے نظریات یا قلمی طغیانی اس شخص کا شیوہ ہے جو نہ اہل اللہ کا صحبت یافتہ ہو نہ اسے علم دین میں کمال حاصل ہو، عجب وکبر میں مبتلا ہو، اعجاب بالرأی کی وبا عظیم میں ملوث ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت مودودی صاحب کی نگاہ میں

جس ذات گرامی پر ایمان لانے کا حکم ہو حق تعالیٰ پر ایمان کے بعد جس پر ایمان کا مرتبہ ہو، جسے ہدایت امت کے لئے سراجاً منیرا بنایا گیا ہو، جو دعوت الی اللہ پر مامور ہو، جس کی شخصیت کو امت کے لئے اسوہ بنایا گیا ہو، جس کی صفات وکمالات اور خصائص واخلاق عظیمہ کا اعلان کیا گیا ہو مودودی کی نگاہ میں ان کی شخصیت اتنی شدید مجروح ہو کہ بشری کمزوریوں سے بالاتر نہیں۔ اب تک تو ہم یہی سمجھتے تھے کہ مودودی صاحب سلف صالحین کو مجروح کرتے چلے آئے ہیں، صحابۂ کرامؓ کی شخصیت کو مجروح کرتے چلے آئے ہیں اور انبیاء کرام کی شخصیت پر بھی کچھ نہ کچھ اشارات جرح کے موجود تھے، یونس علیہ السلام سے فریضۂ نبوت پر تقصیر ہوئی جیسے تفہیم القرآن میں ہے، وغیرہ وغیرہ۔ ایک حضرت سید المرسلین خاتم النبیین امام المتقین کی ذات گرامی باقی رہ گئی تھی وہ بھی اب مجروح ہو گئی۔ تعجب کا مقام ہے کہ مودودی

نے ہر پیراگراف کو قرآنی حوالہ دے کر بیان کیا اور شاید مقالہ اور اس کی تعلیات
کو پڑھنے والے کو یہ غلط فہمی ہو کہ یہ جملہ بھی بقیہ قرآنی حوالوں سے معمور ہو گا
لیکن بغیر جوڑ کے قرآنی تعبیرات کے درمیان سطر ۱۲ اشارہ ۱۳ صفحہ ۳۱ پر یہ دل
کی بات قلم سے نکل گئی۔ قرآن کریم میں جہاں یہ حکم ہوا کہ آپ اعلان کریں کہ میں بشر
ہوں ساتھ ہی یوحیٰ الیّ کا وصف لگایا گیا تاکہ کوئی قاصر الفہم قاصر العقل بشر کے
ساتھ بشری کمزوریوں کا خیال نہ کرے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ قل انما انا بشر مثلکم
یوحیٰ الی انما الٰھکم الٰہ واحد کہف ۱۱۰ فصلت ۶ سورہ اسراء میں ہے قل
سبحان ربی ھل کنت الا بشراً رسولاً بشر کے ساتھ رسول کی صفت لگائی
گئی ہے جہاں محض بشریت کا ذکر کیا ہے یا صفات بشریت کا ذکر ہے وہ تمام تر مشرکین
وکفار کے قول کی نقل ہے قالوا ان انتم الا بشر مثلنا (ابراہیم) ھل ھذا الا بشر
مثلکم (الانبیا) ما ھذا الا بشر مثلکم (المومنون) ما انتم الا بشر مثلنا (یٰس)
ما نراك الا بشراً مثلنا (ھود) کفار نے بلاشبہ طعنے کے طور پر کہا کہ یہ ہم جیسے بشر ہیں
بلکہ ان کو اس کی جرأت نہیں ہوئی کہ یہ جرم بھی عائد کر سکیں کہ بشری کمزوریوں سے بالاتر
نہیں اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ انبیاء کرام کی پاکیزگی اخلاق، کرامت و شرافت اتنی
بدیہی اور واضح ہے کہ انکار کی مجال نہیں، زیادہ سے زیادہ یہ طعنہ دیا کہ کھاتا پیتا ہے
بازاروں میں جاتا ہے، گویا فرشتہ نہیں کہ ان چیزوں سے بالاتر ہو۔ کچھ ایسا محسوس
ہو رہا ہے کہ موصوف کے دل میں اس سے بھی زیادہ کچھ ہے لیکن خوف مانع ہے، پوری
دل کی بات کا اظہار نہ کر سکے وما تخفی صدورھم اکبر اللہ تعالیٰ ادراز زیغ وضلال سے
بچائے۔ بشری کمزوری دو راستوں سے ہوتی ہے (۱) نفس (۲) شیطان۔ جب نبی و
رسول نفس کی غیر مستحسن اور ناپسندیدہ خواہشات سے مبرّا ہے اور پاک ہے تو اس
کے عواطف و رجحانات ناپسندیدہ نہیں ہو سکتے۔ ان کا نفس نفس مطمئنہ ہے، نفس

ملکی ہے، نفس کی صفات رذیلہ سے یکسر بالاتر ہے، ادنیٰ سے ادنیٰ رذیلہ نفسانی
کا وہاں گذر نہیں اور نفس کے جتنے صفات کمال ہیں، تقویٰ و طہارت، شکر و صبر
عفت و رأفت و رحمت وجود اور سخاوکرم وغیرہ وغیرہ تمام کے تمام وہاں موجود
ہوتے ہیں اور شیطان لعین کے وساوس سے یکسر حفاظت ہوتی ہے، شیطان
نبی و رسول کو کبھی بھی غلط کام پہ آمادہ ہی نہیں کر سکتا، نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ میرا شیطان مجھے خیر ہی کا حکم دیتا ہے۔ بہرحال جب دونوں راستوں
سے حفاظت ہو گئی تو بشری کمزوری خود بخود ختم ہو جاتی ہے۔ صحیح مسلم میں عائشہ
صدیقہؓ کی روایت میں تو یہ آیا ہے کہ "کان خلقه القرآن" آپؐ کے اخلاق کریمہ
قرآن کریم کا مرقع ہے، گویا آپؐ کی حیات مقدسہ زندہ قرآن ہے۔ آپؐ کا وجود مقدس
زندہ قرآن ہوا اور یہی تمام عالم کا فیصلہ ہے لیکن مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ
بشری کمزوریوں سے آپؐ بالاتر نہیں پھر سنت اللہ جاری ہے کہ انبیاء کرام کے عام
قویٰ بشری بھی عام انسانوں سے بالاتر ہوتے ہیں، ان کی جسمانی صلاحیتیں جسمانی
قوتیں برتر اور عام افراد بشر سے بالاتر ہوتی ہیں بلکہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ
حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو چالیس افراد جنّت کی قوت عطا فرمائی گئی ہے
اور ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جنّت میں ہر فرد بشر کو سو اشخاص کی قوت عنایت
کی جاتی ہے بلکہ قاضی عیاض شفاء میں اور سیوطی کے خصائص کبریٰ میں حضرت
عائشہؓ کی روایت سے ایک حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا ہے اما علمت ان اجسادنا
تنبت علی ارواح اھل الجنة یعنی ہمارے اجساد میں ارواح اہل جنت کی ہیں ان تفصیلات
کا یہاں موقع نہیں ہے بہرحال نہ معلوم کہ اتنی صاف اور واضح حقیقت کیوں سمجھ میں
نہیں آئی کہ جب کوئی شخص بشری کمزوریوں میں مبتلا ہو وہ کیوں کر ہادی و رہنما
بنے گا اور اس کی دعوت و تبلیغ کیونکر کامیاب ہو سکتی ہے؟ قرآن کریم تو صاف

اعلان فرماتا ہے اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتاب افلا تعقلون (بقرہ) کیاتم لوگوں کو حکم دیتے ہو نیکی کا اور اپنے نفسوں کو بھولتے ہو اور تم کتاب اللہ پڑھتے ہو کیا اتنا بھی نہیں جانتے کہ اس کا کیا اثر ہو گا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تو سب سے بڑی خصوصیت یہی ہے کہ جو کیا اسی کا حکم دیا تاکہ قول وعمل میں کوئی تضاد نہ ہو، مقام افسوس ہے کہ مودودی صاحب کے بہت سے قابل شدید اعتراض مباحث ہیں یا تعبیرات ہیں اور ان کی تصنیفات میں بکھری پڑی ہیں یہ جملہ اور مضمون بھی قباحت گوئے سبقت لے گیا ہے۔

صحابہ کرامؓ کے بارے میں حق تعالیٰ کی تعریف اور مودودی صاحب کا الزام

مودودی صاحب اپنی تفسیر سورۂ آل عمران میں حضرات صحابہؓ کے بارے میں رقم طراز ہیں: "سُود خوری جس سوسائٹی میں موجود ہوتی ہے اس کے اندر سُود خوری کی وجہ سے دو قسم کے اخلاقی امراض پیدا ہوتے ہیں، سود لینے والے میں حرص وطمع بخل خود غرضی اور سود دینے والے میں نفرت، غصہ اور بغض حسد، احد کی شکست میں ان دونوں قسم کی بیماریوں کا کچھ نہ کچھ حصہ شامل تھا۔" اسی سورۂ آل عمران کے آخر میں ان صحابہ کے بارے میں حق تعالیٰ یوں فرماتے ہیں:

فالذین هاجروا واخرجوا من دیارهم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا لاکفرن عنهم سیاتهم ولادخلنهم جنت تجری من تحتها الانهار ثوابا من عند الله والله عنده حسن الثواب ○

ترجمہ: "سو جن لوگوں نے ترک وطن کیا اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور تکلیفیں دئے گئے میری راہ میں، اور جہاد کیا اور شہید ہو گئے ضرور ان لوگوں کی تمام خطائیں معاف

کر دوں گا اور ضرور ان کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی یہ عوض ملے گا اللہ کے پاس سے اور اللہ ہی کے پاس اچھا عوض ہے۔"

حق تعالیٰ نے تو ان کو یہ داد دی ہے اور مودودی صاحب کی نگاہ میں وہ حریص طماع بخیل خود غرض ایک دوسرے سے نفرت کرنے والے، بغض وحسد رکھنے والے اور ان بیماریوں میں مبتلا تھے۔ ان میں جہل وعناد کی بھی انتہا ہو گئی غزوۂ احد کے بعد غزوہ بنی النضیر میں جو سورۂ حشر نازل ہوئی اس میں حق تعالیٰ شانہٗ یوں ارشاد فرماتے ہیں:

للفقراء المهاجرین الذین اخرجوا من دیارهم واموالهم یبتغون فضلا من الله ورضوانا وینصرون الله ورسوله اولئك هم الصادقون والذین تبوء الدار والایمان من قبلهم یحبون من هاجر الیهم ولا یجدون فی صدورهم حاجة مما اوتوا ویؤثرون علی انفسهم ولو کان بهم خصاصة ومن یوق شح نفسه فاولئك هم المفلحون ○

ترجمہ: "ان فقراء مہاجرین کا حق ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے جدا کر دئے گئے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کے طالب ہیں اور وہ اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، یہی لوگ سچے ہیں اور لوگوں کا حق ہے جو دار الاسلام میں ان (مہاجرین کے آنے) سے قبل قرار پکڑے ہوئے ہیں اور جو ان کے پاس ہجرت کر کے آتا ہے اس سے یہ لوگ محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے اس سے یہ لوگ اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں پاتے اور اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ ان پر فاقہ ہی ہو اور واقعی جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا

جائے ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

حق تعالیٰ تو ان مہاجرین و انصار کو صادقین و مفلحون جیسے شاندار الفاظ میں اس عجیب انداز سے داد دیں اور مودودی صاحب ان کو طامع و حریص ایک دوسرے سے متنفر بتلائیں اس وقت تو بطور مثال ایک سرسری اشارہ کر دیا گیا اور یہ موضوع ابھی بہت کچھ لکھنے کا محتاج ہے۔ اسی مضمون و مقالے کے شروع میں جو تحقیق فرمائی گئی کہ "ہمارے عقیدے کے مطابق اسلام کسی ایسے دین کا نام نہیں جس کو سب سے پہلے صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا ہو اور اس بنا پر آپ کو بانیٔ اسلام کہنا صحیح ہو۔ انبیاء میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت دراصل یہ ہے کہ (۱) وہ خدا کے آخری نبی ہیں (۲) ان کے ذریعہ خدا نے اسی اصل دین کو پھر تازہ کر دیا جو تمام انبیاء کا لایا ہوا تھا الخ" اس مضمون میں بھی جو ان کو ٹھوکر لگی ہے اور غلط موڑ پر پہنچ گئے جو نہایت خطرناک ہے۔ اب دیانت اور دین کی خیر خواہی کا تقاضا یہی ہے کہ ان مضامین پر بے لاگ تبصرہ ایسا کیا جائے کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی سامنے آجائے جو ایک دو مولوی ان کی ہم نوائی کرتے چلے آئے ہیں ان کے ایمانی امتحان کا وقت بھی آگیا ہے

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مقام عالی کا کیا کہنا، آپ کی صحبت، فیض خدمت اور توجہات مبارکہ سے صحابہ کرام جس مقام پر پہنچ گئے ہیں اس کا ادراک بھی ہم جیسوں کے لئے ناممکن ہے قرآن کریم کی سورۂ فتح میں ارشاد ہے:

محمد رسول اللہ والذین — ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے

معہ اشداء علی الکفار	صحبت یافتہ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز
رحماء بینھم تراھم رکعا	اور آپس میں مہربان ہیں۔ اے مخاطب تو ان کو
سجدا یبتغون فضلا من	دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں اور کبھی سجدہ

اللہ ورضوانا سیماھم فی	کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی
وجوھھم من اثر السجود	کی جستجو میں لگے ہیں ان کے آثار بوجہ تاثیر سجدہ
(فتح)	کے ان کے چہرے سے نمایاں ہیں۔

یہاں تک لکھ چکا تھا کہ آج "ترجمان القرآن" بابت ماہ جون ۶۶ء میں "رسائل و مسائل" کے عنوان سے اس کے جواب کی کوشش کی گئی، ظاہر بات ہے کہ "بات ناقابل برداشت تھی اور اس میں پوری رسوائی ہو رہی تھی، اس لئے موصوف کے حواریوں میں سے کسی نے موصوف کو متنبہ کیا اور اس کا جواب دیا گیا۔"

مودودی صاحب کبھی غلطی کا اعتراف نہیں کرتے

کیا اچھا ہوتا کہ مودودی صاحب اپنی غلطی کا اعتراف کر کے توبہ کرتے اور اعلان کرتے کہ میں نے یہ بات غلط کی ہے لیکن مودودی صاحب کی تاریخ زندگی میں اس بات کا امکان نہیں، یہ تو ہوا کہ جب کسی ہمدرد حواری نے کسی غلطی پر متنبہ کیا تو دوسرے ایڈیشن میں وہ بات نکال دی گئی لیکن اس کی توفیق نہ ہوئی کہ اعتراف کر کے غلطی کا اعلان ہوتا اور غلط بات سے رجوع کرتے تاکہ وہ لوگ جن کے پاس پہلا ایڈیشن ہے وہ گمراہ نہ ہوتے

مودودی صاحب کی خیانت

مثلاً تفسیر تفہیم القرآن کے پہلے ایڈیشن میں

حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرائض نبوت میں تقصیر کا مرتکب مانا تھا لیکن اعتراض کے بعد دوسرے ایڈیشن پر اس عبارت کو حذف کر دیا گیا، کیا یہ دیانت ہے اور کیا یہ حق ہے؟ اور کتنی مثالیں ہیں، مودودی صاحب کے نزدیک انبیاء

کرام ایسے معصوم نہیں ہیں کہ غلطی نہ ہوسکتی تھی، وہ تو فرماتے ہیں کہ بشریت کے
اظہار کے لئے کوئی وقت ایسا ضرور ہے، تو کیا مودودی صاحب معصوم ہیں کہ ان
کی عصمت انبیاء کرام سے بھی زیادہ ہے۔ بہر حال جب عذر کرکے جواب دیا گیا
تو معلوم ہوا کہ وہ بھی بالکل لچر اور بے معنی ہے، اردو محاورات میں کوئی بتلا
دے کہ لوازم بشریت کو بشری کمزوریوں سے تعبیر کیا جاسکتا ہے؟ امودودی
صاحب بشری کمزوریوں سے عیب ونقائص ہی مراد لیتے ہیں۔

مودودی صاحب کا صحابہؓ پر الزام

اسکی واضح دلیل یہ ہے کہ سورۂ آل عمران کی تفسیر میں انہوں نے صحابۂ کرام رضی اللہ
عنہم پر یہ الزام لگایا ہے کہ ان میں سود خوری کی وجہ سے دو قسم کی بیماریاں
تھیں، حرص وطمع، بخل و خود غرضی اور حسد نفرت بغض اور غزوہ احد کی
شکست میں دنوں کو دخل ہے۔ اس کے ثبوت میں قرآن کے لفظ "بعض
ما کسبوا" کا ترجمہ "بعض کمزوریوں" سے کیا گیا جس کی تنقید
نہایت عالمانہ و محققانہ انداز سے حضرت مولانا محمد اسحاق صدیقی سندیلوی
فرما چکے ہیں، (ملاحظہ ہو "بینات" بابت ماہ جون ۷۶ء) مودودی
صاحب کی اس تفسیر و تشریح سے واضح ہے کہ کمزوریوں سے مراد وہ بیماریاں لیتے
ہیں جو عیوب اور بدترین عیوب ہیں اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور صحیح توبہ کی
توفیق نصیب فرمائے۔

ماہنامہ بینات رجب ۱۳۹۶ھ
مطابق اگست ۱۹۷۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بصائر و عبر

مودودی صاحب کے متعلق

از حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری دامت برکاتہم

دنیا میں ہر کمال کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ صاحب کمال کی خدمت میں
رہ کر وہ کمال کر لیا جائے، معمولی سے معمولی صنائع اور عام سے عام پیشوں کے لئے بھی
کسی استاذ و رہنما کی ضرورت مسلّم، بغیر استاد کے نری عقل وذہانت اور طباعی سے
کوئی کمال صحیح طور پر حاصل نہیں ہوسکتا، انجینئری ہو، یا ڈاکٹری اور طباعت ہو، ہر
صنعت و حرفت کے لئے ابتداءً عقل کی رہنمائی کے لئے کسی استاذ کی حاجت یقینی
ہے، جب انسانی عقل کے پیدا کردہ فنون و علوم کے حاصل کرنے کے لئے ایک
کامل کی صحبت ضروری ہے تو علوم نبوت اور معارف انبیاء اور حقائق شریعت کے
لئے استاد و رہنما سے کیسے استغنا ہوسکتا ہے؟ کیونکہ یہ علوم و معارف تو عقل و
ادراک کے دائرے سے بالاتر ہیں اور وحی ربانی کے ذریعہ سے امت کو پہنچے ہیں آسمانی
تربیت اور ربانی ہدایت وارشاد کے ذریعہ سے اس کا سلسلہ جاری رہتا ہے پھر ان
ربانی علوم میں الفاظ سے زیادہ مربی کی توجہات اور اس کی عملی صحبت کو دخل ہوتا ہے
اور تعلیم سے زیادہ ذہنی و فکری اور عملی تربیت ضروری ہوتی ہے اس لئے جتنی
طویل صحبت ہوگی زیادہ کمال نصیب ہوگا اور مربی و رہنما جتنا باکمال ہوگا اتنا

زیادہ فائدہ ہوگا اور کمال حاصل ہوگا، پھر ان علوم نبوت کی غرض و غایت چونکہ ہدایت وارشاد اور مخلوق خدا کی رہنمائی ہے اس لئے ان کے سمجھنے میں شیطان لعین کی عداوت و اضلال اور گمراہی کا شدید اندیشہ ہوتا ہے جو کمال کہ دنیوی مفاد کے لئے حاصل کرنا ہوتا ہے اس میں شیطان آرام سے بیٹھا رہتا، اس کو دخل کی حاجت ہی نہیں نہ عداوت ظاہر کرنے کی ضرورت ہے، لیکن جہاں آخرت و عقبیٰ اور دین کی بات ہوتی ہے تو شیطان اپنی شرارت کے لئے بے تاب ہوتا ہے مختلف وسائل سے اپنی پوری طاقت صرف کرتا ہے کہ کسی طرح یہ رشد و ہدایت ضلالت میں تبدیل ہو جائے اور چونکہ ابلیس لعین کا سب سے بڑا کارنامہ تلبیس ہے یعنی حق و باطل میں ایسا التباس ہو جائے کہ جو چیز ظاہری صورت کے لحاظ سے خیر ہے حقیقت کے اعتبار سے شر بن جائے، پھر نفسِ انسانی کی کارستانیاں اس پر مستزاد ہیں، انسانی فطرت میں کبر و عُجب ہے، ریاکاری و حُبّ شہرت ہے، حُبّ جاہ کا مرض ہے اور ایسے شدید و قوی امراض ہیں کہ مدتوں کی ریاضتوں اور مجاہدوں سے ان کا ازالہ نہیں ہوتا، اس لئے نفس و شیطان کے اثرات سے بچنے کے لئے مدتوں کسی کامل کی صحبت کی ضرورت ہوتی ہے اور جب فضل الٰہی شامل حال ہو تو اصلاح ہو جاتی ہے ورنہ یوں ہی انسان علم و عقل کے صحراؤں میں بھٹکتا پھرتا ہے،

فتنوں کی ابتداء اور بنیاد کے اسباب

دنیا کی علمی تاریخ کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ جتنے فتنے پیدا ہوئے ہیں سب اذکیاء اور طباع حضرات کے ذریعہ سے وجود میں

آئے۔ اور علمی دور میں اکثر فتنے علم کے راستے سے آئے ہیں، بلکہ علماء حق میں بھی بہت سے اذکیاء زمانہ اپنی شدّت ذکاوت کی وجہ سے جمہور امت سے شذوذ اختیار کر کے غلط افکار و نظریات کا شکار ہو گئے اور وہاں زیادہ تر یہی حقیقت کارفرما رہی ہے کہ اپنے تبحر و ذکاوت پر اعتماد کر کے علمی کبر اور اعجاب بالرائی کے مرض میں مبتلا ہوئے، زیادہ صحبت نہیں ملی اور کہاں سے کہاں نکل گئے ہمارے اس دور میں بھی اس کے بہت سے نظائر موجود ہیں اور چونکہ علمی ذہانت تو ہوتی ہی ہے اور بسا اوقات بہت عمدہ بات بھی کہہ جاتے اور لکھ جاتے ہیں اس لئے ان کی وہ عمدہ باتیں مزید فتنہ کا باعث بن جاتی ہیں اور جن حضرات کو زیادہ صحبت اور علمی گہرائیاں نصیب نہیں ہیں وہ بہت جلد ان کے معتقد ہو جاتے ہیں اور ان کے امت سے مختلف شواذ اور جدید افکار و نظریات کے بھی حامی ہو جاتے ہیں اور شیطان تو اپنے کام میں لگا ہوا ہے جو شخصیت امت کی ہدایت وارشاد کے کام آ سکتی تھی وہ امت میں زیغ و ضلال کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ ہر دور میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔ امام غزالیؒ نے مقاصد الفلاسفہ میں لکھا ہے کہ یونانیوں کے علوم حساب ہندسہ عنصریات وغیرہ صحیح علوم کو دیکھ کر لوگ ان کے تمام علوم کے معتقد ہو گئے، طبعیات و الٰہیات میں ان کی تحقیقات کے قائل ہو کر گمراہ ہو گئے امام غزالی کی یہ بات بہت عجیب ہے اور بالکل صحیح ہے، شیطان کو اس قسم کے مواقع میں اضلال کا بہت اچھا موقع مل جاتا ہے، بہرحال جب انتہائی علمی قابلیت والے انتہائی ذکاوت والے فتنوں میں مبتلا ہو سکتے ہیں تو ایسے حضرات کہ جن میں علمی قابلیت بہت کم، لیکن قلمی قابلیت بہت زیادہ ہو صحبتِ ارباب کمال سے یکسر محروم ہوں طباع و ذہین ہوں وہ تو بہت جلد اعجاب بالرائی کی خطرناک بلا میں مبتلا ہو کر تمام امت کی تحقیر اور تمام تحقیقات

امت کا استخفاف اور تمام سلف صالحین کے کارناموں کی تضحیک اور اول سے لے کر آخر تک تمام پر تنقید کر کے خطرناک گہرے گڑھے میں گر کر تمام نسل کے لئے گمراہی کا باعث بن جاتے ہیں۔

مودودی صاحب کی زندگی کا پس منظر

اس قسم کے لوگوں میں سے آج کل کی ایک مشہور شخصیت جناب ابوالاعلیٰ صاحب مودودی کی ہے جو بچپن ہی سے طباع وذہین مگر معاشی پریشانی میں مبتلا تھے۔ ابتدا میں اخبار مدینہ بجنور میں ملازم ہوئے اور پھر دہلی میں جمعیت علماء ہند کے اخبار "مسلم" سے وابستہ رہے، پھر چند سالوں کے بعد اخبار "الجمعیۃ" دہلی میں ملازم ہوئے جو جمعیت علمائے ہند کا ترجمان تھا۔ دہلی سے نکلتا تھا غالباً سہ روزہ تھا، "تاریخ کے جواہر پاروں کے عنوان سے ان کے مضامین بہت آب وتاب سے نکلتے تھے، اس طرح مودودی صاحب کی قلمی تربیت مولانا احمد سعید صاحب کے ذریعہ ہوتی گئی۔ والد مرحوم کی وفات کی وجہ سے اپنی تعلیم نہ صرف یہ کہ مکمل نہ کر سکے بلکہ بالکل ابتدائی عربی تعلیم کی کتابوں میں رہ گئے، نہ جدید تعلیم سے بہرہ ور ہو سکے، پرائیویٹ انگریزی تعلیم حاصل کی اور انگریزی سے کچھ مناسبت ہو گئی، اس دور کے اچھے لکھنے والوں کی کتابوں اور تحریرات اور مجلات وجرائد سے بہت کچھ فائدہ اٹھایا اور قلمی قابلیت روز افزوں ہوتی گئی۔ بدقسمتی سے نہ کسی دینی درسگاہ سے فیض حاصل کر سکے نہ جدید علوم کے گریجویٹ بن سکے، نہ کسی پختہ کار عالم دین کی صحبت نصیب ہو سکی۔ اور ایک مضمون میں خود اس کا اعتراف کیا ہے جو عرصہ ہوا کہ ہندوستان متحدہ میں مولانا عبدالحق مدنی مرادآبادی کے جواب میں شائع ہوا تھا بلکہ بدقسمتی سے نیاز فتحپوری جیسے ملحد وزندیق کی صحبت نصیب رہی ان سے دوستی رہی ان کی صحبت ورفاقت سے بہت کچھ غلط رجحانات ومیلانات پیدا ہو گئے۔ حیدرآباد دکن سے ۱۹۳۳ء میں ماہنامہ ترجمان القرآن جاری کیا، آب وتاب سے مضامین لکھے، بہتر سے بہتر

پیرائے میں کچھ علمی وقلمی چیزیں ابھرنے لگیں، ان دنوں ملک کی سیاسی فضا مرتعش تھی، تحریک آزادئ ہند فیصلہ کن مراحل میں تھی، ہندوستان کے بہترین دماغ اسی کی طرف متوجہ تھے۔ مودودی صاحب نے سب سے ہٹ کر "اقامت دین" اور حکومت الٰہیہ کا نعرہ لگایا اور تحریک آزادی کی تمام قوتوں پر بھرپور تنقید کی، ان کے بھولے بھالے مداح یہ سمجھے کہ شاید دین قیم کا آخری سہارا بس مودودی صاحب کی ذات رہ گئی ہے، چنانچہ بہت جلد مولانا سید سلیمان ندوی مولانا مناظر احسن گیلانی اور عبدالماجد دریابادی کے قلم سے خراج تحسین وصول ہونے لگا، ظاہر ہے کہ اس وقت مودودی صرف ایک شخص کا نام تھا نہ اس وقت اس کی دعوت تھی، نہ جماعت تھی نہ تحریک تھی، ان کی تحریرات اور زوردار بیانات سے بعض اہل حق کو ان سے توقعات وابستہ ہوئیں۔ ان کی آمادگی اور چوہدری محمد نیاز کی حوصلہ افزائی سے پٹھانکوٹ میں "دارالاسلام" کی بنیاد ڈالی گئی لیگ و کانگریس کی رسہ کشی شروع ہو گئی تھی، ان کے قلم سے ایسے مضامین نکلے اور سیاسی کشمکش کے نام سے ایسی کتاب وجود میں آگئی کہ ہم نوا حضرات سے اس کو خراج تحسین حاصل ہوا اور سیاسی مصالح نے اس کو پروان چڑھایا، لاہور میں اجتماع ہوا، اور باقاعدہ امارت کی بنیاد ڈالی گئی اور ان کی ایک لکھی تقریر پڑھی گئی جس میں بتایا گیا کہ امیر وقت کے لئے کیا کیا امور ضروری ہیں، ارباب اجتماع میں مشہور شخصیتیں جناب مولانا محمد منظور نعمانی، مولانا ابوالحسن علی ندوی، مولانا امین احسن اصلاحی اور مولانا مسعود عالم ندوی بھی تھے۔ بڑے امیر خود منتخب ہو گئے اور چار امراء یہ حضرات امیر ماتحت منتخب ہو گئے۔ جماعت اسلامی باقاعدہ وجود میں آگئی اس کا دستور آگیا، اس کا منشور آیا، لوگوں کی نگاہیں اٹھیں، ہر طرف سے امیدیں وابستہ ہو گئیں

جماعت اسلامی سے توبہ اور استغفار

لیکن چھ ماہ کا عرصہ نہیں گزرا ہوگا کہ مولانا نعمانی، مولانا علی میاں مستعفی ہوگئے اور ان کو ان کی علمی کمزوریاں اور اخلاص کا فقدان نظر آیا، ساتھ نہیں دے سکے لیکن ان حضرات نے پھر بھی پردہ پوشی کی اور امت کے سامنے صاف و صریح وجہِ علیحدگی ظاہر نہیں فرمائی۔ میں اس وقت جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں تدریسی خدمات انجام دیتا تھا، میں نے ان دو بزرگوں سے جدائی کے وجوہ دریافت کئے، بہت کچھ کہا لیکن کوئی صاف بات نہیں بتلائی، لیکن میں سمجھ گیا، مولانا مسعود عالم مرحوم اور مولانا امین احسن اصلاحی کو بہت کچھ معتقدات و طریقۂ کار میں موافقت تھی،

مودودی صاحب کی شخصیت کے ابھرنے کا اصل راز

اور یہ دونوں بزرگ عرصے تک مودودی صاحب کے دست و بازو بنے رہے۔ مولانا مسعود عالم مرحوم نے عربی ادب کے ذریعہ خدمات انجام دیں اور مودودی صاحب کی تحریرات اور کتابوں کے آب و تاب سے عربی تراجم کئے اور ادبی تربیت کر کے چند شاگردوں کو بھی تیار کر دیا۔ مولانا اصلاحی نے اپنے خاص علمی ذوق و انداز سے مودودی صاحب کی تحریک کو پروان چڑھایا، اچھے اچھے رفقائے کار، اربابِ قلم اور اربابِ فن شامل ہو گئے۔ کمیونزم کے خلاف اور بعض دینی مسائل پر عمدہ عمدہ کتابیں لکھی گئیں۔ سود خوری، شراب نوشی، پردہ وغیرہ پر اچھی کتابیں آگئیں۔ تفہیمات و تنقیحات میں بعض اچھے اچھے مضامین آئے جدید نسل کی اصلاح کے لئے کتابیں تالیف کی گئیں۔

عرب ممالک میں خصوصاً سعودی عرب کو متاثر کرنے کے لئے اور وہاں کے شیوخ کو ہم نوا بنانے کے لئے مختلف انداز سے کام کیا اور کامیاب تدبیریں اختیار کیں اور جو رفقائے کار کے قلم سے معرضِ اشاعت میں آیا اسے اس انداز سے پیش کیا جاتا رہا کہ یہ سب کچھ مودودی صاحب کی توجہات کا رہینِ منت ہیں اس سے ان کی شخصیت بننی شروع ہوگئی اور تمام جماعت کے افراد کی تالیفات سے خود ذات کا فائدہ اٹھایا، خود عربی لکھنے سے معذور، انگریزی لکھنے سے معذور ہے نہ عربی لکھ سکتا ہے نہ بول سکتا ہے یہی انگریزی کا حال بھی ہے لیکن جو کتابیں ترجمہ کی گئیں ان کے سرورق پر بھی لکھا گیا "تالیفات المودودی" کہیں یہ نہ لکھا کہ یہ ترجمہ مسعود عالم کا ہے یا عاصم حدّاد کا ہے۔ لوگ یہ سمجھے کہ اردو کا یہ ادیب کیا ٹھکانہ عربی ادب کا بھی امام ہے لیکن چند دن گزرے تھے کہ مولانا گیلانی مرحوم اور حضرت سید سلیمان مرحوم متنبہ ہو گئے کہ یہ تحریرات جدید فتنہ انگیزی کا سامان مہیا کر رہی ہیں جو کچھ خطابات تھے اور متکلم اسلام وغیرہ القاب تھے اس کو روک دیا۔ اور مولانا گیلانی نے "صدق جدید" میں "خارجیت جدیدہ" کے عنوان سے تنقیدی مضمون لکھا۔ علمائے کرام کے زمرے میں شاید حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے اپنے مکاتیب میں اس فتنے کی نشاندہی فرمائی۔ رفتہ رفتہ علمائے امت کچھ نہ کچھ لکھتے رہے حضرت مولانا شیخ الحدیث محمد زکریا صاحب نے اس وقت جو مطبوعہ ذخیرہ تھا اس کو مطالعہ فرما کر ایک مبسوط رسالہ مرتب فرمایا لیکن افسوس کہ طبع نہ ہو سکا اور اس سلسلے میں ایک مدرس مظاہر العلوم مولانا محمد زکریا قدوسی صاحب مودودی صاحب کی طرف مائل ہو گئے تھے۔ ان کی اصلاح کے پیش نظر ایک مکتوب لکھا جو "فتنہ مودودیت" کے نام سے ایک رسالہ کی شکل شائع ہو گیا ہے"!

مودودی صاحب کی بہت سی چیزیں پسند بھی آئیں اور بہت سی ناپسند بھی، لیکن عرصہ دراز تک جی نہ چاہا کہ ان کو مجروح کیا جائے اور ان کے جدید انداز بیان سے جی چاہتا تھا کہ جدید نسل فائدہ اٹھائے۔ اگرچہ بعض اوقات ان کی تحریرات میں ناقابل برداشت باتیں بھی آئیں لیکن دینی مصلحت کے پیش نظر برداشت کرتا رہا اور خاموش رہا لیکن اتنا اندازہ نہ تھا کہ یہ فتنہ عالمگیر صورت اختیار کرے گا اور اکثر عرب ممالک میں یہ فتنہ بری صورت اختیار کرے گا اور دن بدن ان کے شاہکار قلم سے نئے نئے شگوفے پھوٹتے رہیں گے۔ صحابہ کرامؓ اور انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں ناشائستہ الفاظ استعمال ہوں گے آخر "تفہیم القرآن" اور "خلافت و ملوکیت" اور "ترجمان القرآن" میں روز بروز ایسی چیزیں نظر آئیں کہ اب معلوم ہوا کہ بلاشبہ ان کی تحریرات و تالیفات عہد حاضر کا سب سے بڑا فتنہ اگرچہ چند مفید ابحاث بھی آگئی ہیں "واثمھما اکبر من نفعھما" والی بات ہے اب حالت یہاں پہنچ گئی ہے کہ سکوت جرم عظیم معلوم ہوتا ہے اور چالیس سال جو مجرمانہ سکوت کیا اس پر بھی افسوس ہوا اور اب وقت آگیا ہے کہ بلا خوف لومۃ لائم الف سے یا تک ان کی تالیفات و تحریرات کو مطالعہ کر کے جو حق و انصاف و دین کی حفاظت کا تقاضا ہو وہ پورا کیا جائے۔ واللہ سبحانہ ولی التوفیق۔

(محمد یوسف بنوری عفی عنہ)

رائے عالی حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

مکتوب بنام مولانا مسعود عالم ندوی

(از مکاتیب سلیمان ص ۱۶۵ مطبوعہ لاہور)

چند سطور جماعت اسلامی کے ظاہری چند اصولوں کی تعریف[1] کے بعد علامہ سلیمان ندوی تحریر فرماتے ہیں کہ مجھے جو اختلاف ہے اور جو چند خطرات ہیں ان کو ظاہر کرتا ہوں —

۱— ادعائی لوگوں سے میں چوکنا رہتا ہوں۔ ابوالکلام کے ساتھ میرا یہی معاملہ رہا اور مرزا قادیانی کے باب میں علماء سے شروع ہی میں یہی غلطی سالہا سال تک ہوتی رہی جس کا خمیازہ آج تک بھگتا جا رہا ہے۔

۲— دوسری چیز طرز تعبیر ہے مسائل اسلامیہ کی تشریح عصری اصطلاحات تعبیر سے نسبتاً آسان ہو جاتی ہے اس لئے یہ راستہ آسان ہوتا ہے لیکن اس راستہ سے قلب حقائق کا بڑا اندیشہ رہتا ہے اس لئے بڑی احتیاط کی راہ ہے

۳۔ دین کو تمام تر سیاسیت و نظام سیاست و عمران بنانے سے یہ ڈر لگتا ہے کہ اس کو اہمیت اس قدر نہ دی جائے یا متاثرہ حلقہ پر یہ اثر نہ پڑ جائے کہ دین کے وہ اجزا جن کا تعلق دین کے ماورائے مادی حقائق اور عبارات سے

---

[1] اس وقت جماعت اسلامی کا ابتدائی دور تھا خلافت ملوکیت اور تفہیم القرآن اور ترجمان اگر علامہؒ دیکھتے تو ان کا انداز قلم اور ہی کچھ ہوتا تاہم اپنے آخری ایام زندگی میں جماعت اسلامی سے سخت متنفر ہو گئے تھے اور مولانا مسعود عالم ندوی بھی تائب ہو کر دنیا سے رخصت ہوئے وطوبیٰ لمن وجد فی صحیفتہ استغفاراً کثیراً۔

ہے وہ یکسر بے کار اور تہی مایہ معلوم ہونے لگیں اس اندیشہ کی تھوڑی سی تصدیق آپ کی جماعت کے ایک وکیل[ا] صاحب سے ہوئی جو الہ آباد کی حالیہ مجلس مشورہ میں شرکت کے لئے جارہے تھے انہوں نے ازراہ عنایت ندوہ آکر مجھ سے ملاقات کی اور گفتگو کا آغاز اس انداز میں فرمایا جس سے یہ مقصود تھا کہ یہ ظاہری اُلٹی سیدھی نماز اور روزہ اصل قیام نظامِ دینی کے بغیر بے کار ہیں۔ میں سمجھا کہ بے چارہ ابھی شدہ ہوا ہے جوش میں اس کو ایسا نظر آیا ہے بہر حال میرے اندیشے تھے اور ہیں۔

سلیمان ندوی۔

رائے عالی شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علیؒ لاہوری

برادران اسلام! مودودی صاحب کی تحریک کو بنظرِ غور دیکھا جائے تو ان کی کتابوں سے جو چیز ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ مودودی صاحب ایک "نیا اسلام" مسلمانوں کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں اور لوگ "نیا اسلام" تب ہی قبول کریں گے جب پُرانے اسلام کے در و دیوار منہدم کر کے دکھا دئے جائیں اور مسلمانوں کو اس امر کا یقین ہو جائے کہ ساڑھے تیرہ سو سال کا اسلام جو تم لئے پھرتے ہو وہ ناقابل قبول ہے اور ناقابل عمل ہو گیا ہے۔ اس لئے نئے اسلام کو مانو اور اس پر عمل کرو جو مودودی صاحب پیش فرما رہے ہیں۔

اے اللہ! میرے دل کی دعا قبول فرما، مودودی صاحب کو ہدایت فرما اور ان کے متبعین کو بھی اس "جدید اسلام" سے توبہ کی توفیق عطا فرما اور انہیں بنا محمدیؐ اسلام پھر نصیب فرمائے" آمین یا الٰہ العالمین "

[ا] وہ وکیل صاحب میاں طفیل تھے جو نئے نئے قیم جماعت ہوئے تھے (حاشیہ کتاب مکاتیب سلیمان)

(بحوالہ "حق پرست علما کی مودودی صاحب سے ناراضگی کے اسباب" ص۱۲)

رائے عالی حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی دامت برکاتہم

صدر مفتی دار العلوم دیوبند — (بحوالہ فتنۂ مودودیت ص۱۷ مطبوعہ کراچی)

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

امابعد رسالہ مبارکہ فتنۂ مودودیت حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کی تالیف ایک خصوصی اور مختصر خط ہونے کے باوجود اہل علم و اہل دین کے لئے مشعل راہ ہے جس کی روشنی میں اس تحریک کی ضلالت اپنے خد و خال کے ساتھ بے نقاب ہو کر سامنے آجاتی ہے اور پھر اس کا رد پہلا اور سنہرا رنگ کسی مخلص مومن کے قلب و نظر کو اپنی طرف مائل کرنے میں کامیاب نہیں ہوگا۔ جن حضرات کے پاس اس تحریک کے زہریلے اثرات سے واقف ہونے کے لئے طویل مطالعہ کا وقت نہیں یا وہ اس کو اصول اسلام پر جانچنے کی استعداد نہیں رکھتے یا ان کی نظر اس کی گمراہ کن بنیادوں کے ادراک سے قاصر ہے ان کو اس رسالے کے ذریعے انشاء اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حفاظت کا راستہ بہ سہولت مل جائے گا۔

والتوفیق بید اللہ یہدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم

احقر محمود دار العلوم دیوبند سہارن پور

رائے عالی حضرت مولانا منظور نعمانی مدیر الفرقان لکھنؤ

ایک طویل عرصہ تک جماعت اسلامی کے بارے میں میرا موقف یہ رہا کہ

ع "بحوالہ جماعت اسلامی سے مجلس مشاورت تک" مصنفہ مولانا منظور نعمانی ناشر مولانا قمر الدین صاحب کانپور۔

میں اس کے کام اور اس کے نتائج میں خیر کا پہلو غالب سمجھتا تھا لیکن میرے ایک صاحب علم اور صاحب صلاح دوست جن کا جماعت اسلامی کے بارے میں بالکل وہی خیال اور موقف تھا جو اس عاجز کا تھا، ایک دن لکھنؤ تشریف لائے اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ جماعت اسلامی کے بارے میں آپ کی جو رائے تھی کیا اب بھی وہی ہے یا اس میں اب کچھ تبدیلی ہوئی ہے؟ میں نے ان کو بتایا کہ میں تو اپنی اسی جگہ ہوں، انہوں نے کہا کہ اب تک تو میرا خیال بھی وہی رہا لیکن اب جیسے جیسے وقت آگے بڑھتا ہے یہ محسوس ہوتا جاتا ہے کہ شر اور مضرت کا پہلو اتنا ہلکا اور مغلوب نہیں ہے جتنا ہم سمجھتے رہے ہیں، اس لئے میرے لئے تو یہ کہنا اب مشکل ہے کہ اس میں خیر غالب ہے، میں نے ان سے اس کی تفصیل چاہی تو انہوں نے بتایا کہ ہمارے یہاں جماعت اسلامی کی دعوت سے متاثر جو حلقہ ہے جو مجھ سے بھی زیادہ بعید نہیں ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ رفتہ رفتہ ان سب کا ذہن یہ بنتا جا رہا ہے کہ دین کو اور دین کے تقاضوں کو اگلوں نے صحیح نہیں سمجھا، اب بس مودودی صاحب نے صحیح سمجھا ہے اور جو جماعت سے جتنا زیادہ متاثر ہوتا ہے وہ اس خیال میں اتنا ہی راسخ اور پکا ہوجاتا ہے اور ظاہر ہے کہ فہم دین کے بارے میں سلف سے بے اعتمادی ساری گمراہیوں اور سارے فتنوں کی جڑ ہے۔

میں نے ان سے عرض کیا کہ اگر بات ایسی ہی ہے جیسی آپ فرمارہے ہیں اور یہ ذہنیت جماعت سے تعلق رکھنے والے حلقوں میں اب عام ہو رہی ہے تو پھر اس میں شبہ نہیں کہ یہ بہت بڑا شر ہے اور ایسا شر ہے کہ اس کے مقابلے میں اس خیر میں کوئی وزن باقی نہیں رہتا جس کی ہم اب تک قدر کرتے رہے ہیں جماعت میں اس خیال کا عام ہونا تو بڑی خطرناک چیز ہے۔

اس کے بعد میں نے اپنے ذرائع سے یہ جاننے کی کوشش کی کہ کیا واقعی یہ ذہنیت جماعت سے تعلق رکھنے والے حلقوں میں اب عام ہو رہی ہے تو پھر جو بھی معلومات مجھے حاصل ہوئیں وہ ان صاحب کی تائید ہی کرتی تھیں۔

اس علم و اندازہ کے بعد سے میں نے جماعت کے بارے میں خیر کے پہلو کو غالب کہنا چھوڑ دیا، ممکن ہے بعض لوگ اس ذہنیت کی خطرناکی کو پوری طرح نہ سمجھتے ہوں اور اس لئے وہ اسے معمولی سی اور ہلکی بات سمجھیں لیکن جس کے سامنے اس امت کے گمراہ فرقوں اور گمراہ افراد کی تاریخ ہے وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ فہم دین کے بارے میں سلف سے اعتماد اُٹھ جانے کے بعد کوئی حصار باقی نہیں رہتا پھر آدمی پرویز بھی بن سکتا ہے، برق بھی بن سکتا ہے اور ان سے آگے بھی جاسکتا ہے۔ ہر گمراہی کی پہلی بنیاد یہی ہوتی ہے کہ آدمی کا اعتماد دین کے فہم کے بارے میں سلف سے اُٹھ جائے، بہرحال اس واقعہ کو قریباً ڈھائی تین برس ہوئے ہوں گے اس وقت سے جماعت اسلامی کے بارے میں میری رائے میں یہ تبدیلی آئی اور جماعت اسلامی کی طرف سے مدافعت کا جو رویہ تھا وہ ختم ہوگیا اور ذہن نے دوسری طرح سوچنا شروع کردیا۔

"داستان عبرت"

جماعت اسلامی سے بیزاری اور علیحدگی

مولانا منظور نعمانی (مدیر الفرقان لکھنؤ و مصنف معارف الحدیث) کا خودنوشت مقالہ

(جماعت اسلامی سے مجلس مشاورت تک)

مطبوعہ کان پور

مولانا منظور نعمانی تحریر فرماتے ہیں کہ کاش ہم لوگوں کی یہ غلطی اور وقت کا

ضیاع دوسروں کے لئے باعثِ عبرت ہو۔ جماعت سے الگ ہونے والے حضرات میں غازی عبدالجبار صاحب اور حکیم عبدالرحیم اشرف میرے اُن پُرانے دوستوں میں ہیں جن کو میں نے ہمیشہ بہت صالح باخدا اور مخلص جانا ہے۔ اگر سیرتِ مصطفوی اور صفاتِ محمدیؐ کے رنگ و بو سے کسی کی زندگی خالی ہو تو اس کی اچھی اچھی باتیں سُنکر اس کے ساتھ جُڑنے والوں کا آخر کار غیر مطمئن ہو کر اس کو چھوڑنا بالکل قدرتی بات ہے۔

اللہ کی شان ہے کہ جماعت اسلامی کے ابتدائی دَور میں مولانا مودودی نے اس وقت کے اپنے معترضین مولانا عبدالماجد صاحب وغیرہ کو جواب دیتے ہوئے اپنے جن جن ساتھیوں کا نام لے کر کہا تھا کہ اگر مجھ میں کوئی زیغ ہوتا اور میں فتنہ کی طرف جانے والا ہوتا تو یہ فلاں فلاں جیسے اللہ کے بندے میرے ساتھ کیوں ہوتے۔ ان سب ہی نے ایک ایک کر کے ان کا ساتھ چھوڑا۔

اس داستان میں خود میرے لئے اور ہر غور کرنے والے کے لئے بڑے بڑے سبق ہیں لیکن سب سے بڑا سبق میرے نزدیک یہ ہے۔

جماعت اسلامی سے میری علیحدگی میں سب سے بڑا سبق

میرے نزدیک یہ ہے کہ کوئی شخص خواہ کتنا ہی ذہین ہو اور زبان و قلم کی خواہ کتنی ہی طاقت اس کو ملی ہو اور اپنے حسنِ بیان اور زورِ قلم سے داد و تحسین کا کتنا ہی خراج وہ اہل زمانہ سے حاصل کر سکتا ہو اور خواہ کتنے ہی ناواقف سادہ لوحوں سے وہ اپنے کو امام و مجدد و عارف و صوفی منوا سکتا ہو لیکن اگر اس میں اخلاص للہ اور تقویٰ نہیں ہے اور اس کی سیرت اور اس کے ظاہر و باطن میں محمد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ و بو کا اگر اتنا حصہ بھی نہیں ہے کہ علم و بصیرت رکھنے والے اہل ایمان کے لئے اس کی شخصیت میں کشش اور دلوں کو اطمینان کا سامان ہو اور جو صاحبِ ایمان اس کے قریب جائے وہ قریب تر ہوتا چلا جائے تو اپنی کاغذ کی ناؤ چلانے میں خواہ وہ کتنا ہی کامیاب ہو۔ کوئی بڑا دینی کام ہونا تو درکنار وہ کام کے آدمیوں کو بھی اپنے ساتھ جوڑ نہ سکے گا اور اس کی اچھی اچھی باتوں سے متاثر ہو کر جو اس سے جڑیں گے بھی وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا رنگ و بو نہ پا کر جلدی یا بدیر ساتھ چھوڑنے پر مجبور ہوں گے بشرطیکہ وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے رنگ و بو سے آشنا اور اللہ تعالےٰ کی رضا طلبی میں صادق و مخلص بھی ہوں اس عاجز نے اللہ کی توفیق سے اس کے ایسے بہت سے بندوں کو پایا ہے جن کو نہ تو بہت اچھی اچھی باتیں کرنی آتی ہیں اور نہ وہ صاحبِ قلم ہی ہیں لیکن جو شخص صدق طلب کے ساتھ ان سے قریب جاتا ہے وہ اس اطمینان سے ان سے قریب تر ہوتا چلا جاتا ہے کہ یہ اللہ کے مخلص اور صادق بندے ہیں اور ان کی سیرت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ و بُو ہے۔

مولانا منظور نعمانی صاحب کا جماعت اسلامی میں شرکت کا سبب

(از مولانا قمر الدین مدیر ماہنامہ نظام و ناشر مکتبہ نظام کانپور کا دیباچہ جماعت اسلامی سے مجلس مشاورت تک)

یہ ایک دردناک کہانی اور داستانِ عبرت ہے اس عظیم شخصیت کی ۔ جو

میدان مناظرہ کا شہسوار رہ چکا ہو جس کے معرکۃ الآرا مضامین علمی دنیا میں مقبولیت حاصل کر چکے ہوں اور جس کی تقریروں نے خواب غفلت میں پڑے ہوئے بہت سے لوگوں کو بیدار کر دیا ہو لیکن یہی عظیم شخصیت جب اپنے اکابر و اسلاف کا دامن ہاتھ سے چھوڑتی ہے اور خود رائی پر آمادہ ہو کر ایک ایسے شخص بیعت امارت کے لئے ہاتھ بڑھا دیتی ہے جس نے کبھی چھوٹا بن کر اپنے نفس کی اصلاح و تزکیہ باطن کی ضرورت نہیں محسوس کی تو اسے شہادت زور اور گمراہی کے کن کن تاریک وادیوں میں بھٹکنا پڑتا ہے۔

اسی وجہ سے مولانا محمد منظور نعمانی صاحب نے فرمایا کہ اس داستان میں خود میرے لئے اور ہر غور کرنے والے کے لئے بڑے بڑے سبق ہیں اور سب سے بڑا سبق جو مولانا نے حاصل کیا (وہ مفصل اس سے قبل موصوف ہی کی تحریر میں درج ہو چکا ہے اور جس کو آپ پڑھ چکے ہیں)۔

مولانا منظور نعمانی کی گفتگو مولانا مسعود عالم ندوی سے

(جس زمانے میں کہ دونوں جماعت کے سرگرم رکن تھے)

میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں اس کو توجہ سے سنیں۔

دنیا میں کسی انقلاب کے دو ہی ذریعے ہو سکتے ہیں ایک ظاہری اسباب و وسائل اور دوسرے اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت یہ تو ظاہر ہے اسباب و وسائل کے لحاظ سے ـــــ ہم آپ خالی ہاتھ ہیں۔ اس کے لئے اگر کچھ ہو سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت ہی سے ہو سکتا ہے اور آپ حضرات جانتے ہیں کہ "نصرت خداوندی" ایسی ارزاں نہیں ہے اس کی مستحق وہی امت و جماعت ہو سکتی ہے جس کا اللہ سے خاص قسم کا تعلق ہو۔ میرا علم و اندازہ یہ ہے کہ اس چیز کی طرف توجہ نہیں دی جا رہی ہے اور بس ذہنی و فکری اصلاح اور زندگی کے کچھ ظاہری پہلوؤں کی اصلاح ہی کو سامنے رکھ لیا گیا ہے

موصوف میری اس گفتگو پر آبدیدہ ہو گئے اور انھوں نے بڑے گہرے تاثر کے ساتھ کہا کہ واقعہ یہ ہے کہ اس کمی کو ہم خود اتنا محسوس کرتے ہیں کہ میں اور غازی عبدالجبار صاحب تنہائیوں میں اس موضوع پر باتیں کر کے بارہا روئے ہیں اس کے بعد موصوف نے اظہار فرمایا کہ اس سلسلے میں ہماری سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ جماعت میں سب سے زیادہ موثر مقبول و محبوب شخصیت مولانا مودودی کی ہے اور ان ہی کی ذات جماعت میں معیار اور نمونہ بن گئی ہے اور ان کو اس طرف بالکل توجہ نہیں ہے۔

(از جماعت اسلامی سے مجلس مشاورت تک)

رائے عالی جناب علامہ سید ابوالحسن علی ندوی (ندوہ لکھنؤ)

(حاشیہ کتاب منصب نبوت اور اس کے عالی مقام حاملین ص)

ابوالحسن علی ندوی مطبوعہ کراچی

مودودی صاحب کی عبارت (قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں ص)

لیکن بعد کی صدیوں میں رفتہ رفتہ ان سب الفاظ کے وہ اصلی معنی جو نزول قرآن کے وقت سمجھے جاتے تھے بدلتے چلے گئے یہاں تک کہ ہر ایک اپنی پوری وسعتوں سے ہٹ کر نہایت محدود بلکہ مبہم مفہومات کے لئے خاص ہو گیا۔ پھر اس کے وجوہ و اسباب بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن کے اصل مدعا کا سمجھنا لوگوں کے لئے مشکل ہو گیا۔

تبصرہ: مولانا ابوالحسن علی صاحب ندوی مودودی صاحب کی عبارت مذکورہ پر تبصرہ فرماتے ہیں کہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس طویل مدت میں یہ کتاب غفلت اور جہالت کی نذر رہی۔ اس کے

حقائق کو سمجھا نہیں جاسکا اور نزول کے تھوڑے ہی مدت کے بعد اس سے استفادہ
کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ یہ تصویر قرآن کی آیت مبارکہ انا نحن نزّلنا الذکر و انّا لہٗ لحافظون ۰
(ترجمہ) ہم نے اُتاری ہے یہ نصیحت یعنی قرآن اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے
ہیں۔ کے خلاف ہے کیونکہ فضل و احسان کے موقع پر حفاظت کا وعدہ میں اس کے
مطالب کا فہم۔ اُن کی تشریح۔ اس کی تعلیمات پر عمل اور زندگی میں ان کا انطباق
بھی شامل ہوتا ہے اور ایسی کتاب کی کیا قدر و منزلت ہوسکتی ہے جو طویل مدت
تک معطل پڑی رہے نہ سمجھی جائے نہ اس پر عمل کیا جائے۔ نیز اللہ تعالٰے نے
اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا

اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ ۚ فَاِذَا قَرَاْنٰہُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَہٗ ۰ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ ۰

ترجمہ: اس کا جمع کرنا اور پڑھوانا ہمارے ذمہ ہے جب ہم وحی پڑھا کریں تو تم اس کو سنا کرو اور پھر اسی طرح پڑھا کرو پھر اس کے معانی کا بیان بھی ہمارے ذمہ ہے۔

غور و فکر کا یہ انداز جسے دور حاضر کے بعض مفکرین انشا پرواز اختیار کر رہے ہیں اس ابدی انقلاب آفریں صلاحیتوں اور کارناموں سے بھرپور امت پر ایک طویل المیعاد فکری قحط اور ذہنی و عملی تعطل کا الزام عائد کرتا ہے جو درخت اپنی زندگی کی بہترین مدت میں برگ و بار نہ لائے اور بے حاصل اور بے ثمر پڑا رہے اس کی افادیت اور فکری صلاحیت مستقل طور پر مشکوک ہو جاتی ہے اور مستقبل میں بھی بھلائی کی امید کرنی مشکل ہے۔ نتیجہ اگرچہ بادی النظر میں کچھ زیادہ اہم اور سنگین نہ معلوم ہو لیکن اس کے اثرات ذہن و دماغ اور طرز فکر پر بڑے گہرے اور دور رس ہیں اس لئے کہ یہ اس امت کی صلاحیت ہی میں شک و شبہ پیدا کر دیتا ہے جو نہ صرف دین و پیغام کی حامل ہے بلکہ

اس کو دُنیا میں پھیلانے اس کی تشریح کرنے اور اس کی حفاظت کی ذمہ دار ہے اور اس سے اس امت کی گذشتہ تاریخ اس کے مجددین مصلحین اور مجتہدین کے علمی و عملی کارنامے بھی مشکوک اور کم قیمت ہو جاتے ہیں اور آئندہ کے لئے بھی یہ بات بڑی مشتبہ ہو جاتی ہے کہ جو کچھ کہا گیا اور سمجھا گیا وہ صحیح ہے اور جو کچھ کہا جائے گا اور سمجھا جائے گا وہ شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ اس سے ظاہر و باطن مغز و پوست کے اس فلسفہ اور دینی حقائق کو ایک نہایت عسیر الفہم معمہ اور چیستاں قرار دینے کی سعی کوشش ملتی ہے جس سے باطنیوں کے مختلف فرقوں نے مختلف زمانوں میں فائدہ اٹھایا۔

یہ اس علمی حقیقت اور عقیدے کے بھی خلاف ہے کہ یہ دین اس نسل کو صرف کتابی شکل ہی میں نہیں ملا بلکہ ایک نسل نے دوسری نسل تک اس کے الفاظ و مفاہیم بلکہ طریق عمل تک کو منتقل کیا ہے اور توارث کا یہ سلسلہ لفظ و معنیٰ دونوں میں جاری رہا نیز اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جا بجا الکتاب المبین اور عربی المبین کے الفاظ سے یاد کیا اور ایک جگہ اس کی آیات کے محکم اور مفصل ہونے کا ذکر کیا ہے۔ یہ صفات اور تعریفیں بھی اس خیال کے منافی ہیں کہ قرآن مجید کے بنیادی حقائق طویل عرصہ تک پردۂ خفا میں رہے۔

رائے عالی مولانا عبدالباری صاحب ندوی (لکھنؤ)

مولانا منظور نعمانی صاحب اپنی خود نوشت غلطی اور توبہ میں (جس کو آپ ملاحظہ کر چکے ہیں) لکھتے ہیں کہ مجھے یاد آتا ہے کہ جماعت اسلامی کے ابتدائی دور میں جب یہ عاجز پورے جوش اور سرگرمی کے ساتھ اس میں شریک بلکہ اس کا داعی تھا۔ مولانا عبدالباری صاحب ندوی نے (جب کہ میرا اُن سے

کوئی تعلق ورابطہ بلکہ تعارف بھی نہ تھا محض للّٰہی خیرخواہی سے) مجھے ایک خط لکھا جس کا حاصل اب یہ یاد رہ گیا ہے کہ کم ازکم تمہیں اس حقیقت سے ناواقف نہ ہونا چاہیئے کہ جس شخص نے کبھی صغیر بن کر اپنی اصلاح کا سبق نہ لیا ہو اس کا اصلاح کامل کے اتنے اونچے دعوؤں کے ساتھ کبیر بن کر کھڑا ہو جانا خیر و صلاح کا باعث کہاں تک ہو سکتا ہے؟

مولانا عبدالباری ندوی رح کا دوسرا بیان بلاشبہ جماعت کے بانی اور بہت سے اساطین خود علمی و عملی تربیت و صحبت سے محروم اور نرے کتابی علم و ذہانت کے زور میں کہیں سے نکل گئے اور بہت سی مہلک بے اعتدالیوں کا شکار ہو کر اپنے اور دوسروں کے لئے نیم مُلاّ خطرۂ ایمان بن گئے ہیں ؎

صورتِ مذہب کہ می سازند تحسین می کنم
معنی دیں راکہ می سوزند خلق آگاہ نیست

(بحوالہ جماعت اسلامی سے مخالفت کیوں؟ ص۲)

رائے عالی حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم

مہتمم اشرف المدارس ناظم آباد و سابق شیخ الحدیث دارالعلوم کراچی
از کتاب مودودی اور ایک ہزار علمائے امت ص۳۵
(مطبوعہ ملتان)

سوال - آجکل جماعت اسلامی بظاہر بہت کام کر رہی ہے مگر اس کے باوجو علماء کرام مولانا مودودی صاحب اور ان کی جماعت پر سخت تنقید کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

الجواب منہ الصدق والصواب مودودی صاحب اور ان کی جماعت

سے متعلق چند امور مختصر طور پر پیش کئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد آپ خود فیصلہ کرلیں کہ ان کے ساتھ تعلق جائز ہے یا نہیں؟

(۱) اس جماعت سے جو بھی وابستہ ہو خواہ ابتداءً وہ سیاسی حد تک وابستہ ہوا ہو۔ وہ چند روز میں امام ابوحنیفہ رح کی تقلید سے نکل کر مودودی صاحب کا مُقلِّد ہو جاتا ہے اور خود مودودی صاحب نے بھی لکھا ہے کہ مقتدا کے خیالات سے الگ رہنا مشکل ہے۔

(۲) مودودی صاحب نے (رسائل و مسائل جلد اوّل میں) لکھا ہے کہ اہل علم کے لئے تقلید کرنا گناہ بلکہ گناہ سے بھی شدید تر ہے تو گناہ سے بڑھ کر تو کفر ہی ہوتا ہے سو اگر مودودی صاحب کا یہی مطلب ہے تو مسلمانوں کا سواد اعظم جس میں بڑے بڑے جلیل القدر محدثین رح۔ فقہاء رح۔ صوفیاء رح اور اولیاء رح گذرے ہیں اور اب بھی ہیں (جس میں شیخ عبدالقادر جیلانی رح۔ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رح شاہ شہید رح، مجدد الف ثانی رح۔ حضرت نانوتوی رح۔ حضرت گنگوہی رح۔ حضرت تھانوی رح۔ حضرت مدنی رح۔ حضرت عثمانی رح۔ حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رح۔ حضرت رائے پوری رح۔ حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رح اور حضرت مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہٗ بھی شامل ہیں) مودودی صاحب کے یہاں سب کے سب کافر ہیں۔ العیاذ باللہ (کیونکہ یہ سب مقلد ہیں) اور اگر ردّ تقلید کا جوش ہوش پر غالب آجانے سے یہ جملہ بے معنیٰ نکل گیا تو بھی مودودی صاحب کے یہاں سب مقلدین گناہ کبیرہ اور حرام کے ارتکاب کی وجہ سے فاسق ضرور ہوئے تو محدثین فقہاء اور صوفیا بلکہ سواد اعظم کی تفسیق کرنے والا کیوں فاسق نہ ہوگا۔

(۳) مودودی صاحب کے اعتراضات سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام بھی محفوظ نہیں ہیں۔ اسلاف کی شان میں ان کا لٹریچر

پھرا پڑا ہے۔ ایسی حالت میں علمائے کرام مودودی پر اعتراض کرتے ہیں تو یہ قبیح کیوں ہے ؟

علما کے اعتراضات سے بچنا تو مودودی صاحب کے اختیار میں ہے وہ اسلاف کے حق میں گستاخیوں سے باز آجائیں اور جو لکھ چکے ہیں اس سے توبہ کا اعلان کردیں تو علما کے اعتراضات خود ہی ختم ہو جائیں گے۔

یہ کہاں کا انصاف ہے کہ وہ تو اکابر دین پر اعتراضات کی اشاعت میں سرگرم رہیں اور ان پر کوئی اعتراض نہ کرے۔ کوئی شخص کسی بھری مجلس میں جا کر اہلِ مجلس کے آباء واجداد کو گالیاں دینا شروع کرے اور پھر ان لوگوں سے اپنے اعزاز و احترام کی امید رکھے اس سے بڑی حماقت کیا ہو گی ؟

(۴) مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ نبی کے سوا تنقید سے کسی کو بالاتر نہ سمجھیئے لیکن خود جماعت کے افراد مودودی صاحب کو تنقید سے بالاتر سمجھتے ہیں۔ مودودی صاحب کے کسی مسئلہ کو (حتیٰ کہ صحابۂ کرامؓ پر طعن و اعتراض کو) غلط کہنے کے لئے تیار نہیں گویا وہ ان کی عصمت کے قائل ہیں ؟

(۵) مودودی صاحب کا اہل حق سے اصولی اختلاف ہے۔ مودودی صاحب کے ہاں قرآن مجید وحدیث کا مفہوم سمجھنے میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی کوئی احتیاج نہیں حالانکہ صراط مستقیم کی تفسیر میں صراطُ اللہ یا صراطِ رسول یا صراط قرآن کی بجائے صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ فرمایا گیا ہے یعنی صراط مستقیم کا تعین کرنیوالی منعم علیہم کی ایک جماعت ہے۔

(۶) مودودی صاحب نے خلافت وملوکیت لکھ کر اپنے اندرونی بغض صحابہؓ کا زہر اگل دیا ہے۔ اس کتاب کو دیکھنے کے بعد بھی مودودی صاحب کے بغض صحابہؓ پر جس کو یقین نہ آئے تو یہ دلیل ہے کہ خود اس شخص کے اندر بھی بغض صحابہؓ

مودودی صاحب اور تخریب اسلام

از حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم مہتمم اشرف المدارس ناظم آباد ۴ کراچی۔ (سابق شیخ الحدیث دار العلوم کراچی)

سوال مودودی صاحب اور ان کی جماعت شفاخانوں اور دوسرے رفاہی کاموں اور منظم تحریک کے ذریعہ عوام میں جاذبیت پیدا کر رہی ہے اور اکثر نو تعلیم یافتہ لوگ صرف انہی خوبیوں کو دیکھ کر اسے صحیح اسلامی جماعت سمجھتے ہیں اور ان کی طرف مائل ہو جاتے ہیں لہٰذا مفصل بیان فرما کر امت مسلمہ کی رہبری فرمائیں کہ کیا جماعت اسلامی واقعۃً وہی اسلام پیش کرتی ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا اور کیا صرف مذکورہ بالا خوبیوں کو حقانیت کی دلیل قرار دیا جاسکتا ہے ؟

اگر یہ جماعت صحیح راستہ پر نہیں تو اس سے متعلق مندرجہ ذیل سوالات پیدا ہوتے ہیں۔

(۱) کیا ان کا شمار اہل سنت میں ہے ؟
(۲) ان کے ساتھ تعاون جائز ہے ؟
(۳) ان میں رشتہ کرنا جائز ہے ؟
(۴) ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے ؟

بینوا توجروا

الجواب بسم ملہم الصواب

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین آمین۔

آج کل لوگوں نے حسنِ نظم، حسنِ اخلاق، ایثار و ہمدردی، اہتمامِ اعمال اور جرأت و ہمت کو معیارِ حق سمجھ لیا ہے چنانچہ جن افراد یا جن جماعتوں میں یہ صفات پائی جائیں لوگ ان کو اہلِ حق سمجھ کر ان کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا خوب سمجھ لیں کہ ان چیزوں میں سے کوئی چیز بھی معیارِ حق نہیں بن سکتی۔ یہ امر اگرچہ ایسا بدیہی ہے کہ ہر انسان کی عقل اس کا فیصلہ کر سکتی ہے مع ہٰذا مختصراً عرض کرتا ہوں۔

معیارِ حق کی تعیین میں مغالطہ

اگر حُسنِ نظم کو معیارِ حق قرار دیا جائے تو برطانیہ اور امریکہ وغیرہ کے لوگ سب سے زیادہ اہلِ حق ہوں گے اسی طرح عیسائی مشنریاں اور قادیانی جماعت جس حُسنِ نظم سے کام کر رہی ہے کوئی مُسلم جماعت ایسی مُنظّم نہیں۔ اسی طرح حُسنِ اخلاق اور ایثار و ہمدردی جس حد تک عیسائی مشنریوں اور قادیانیوں میں ہے کسی مسلم جماعت میں نہیں، عیسائی مشنریاں شفاخانوں اور گھی اور دودھ کے ڈبوں اور مختلف چیزوں کی تقسیم، روپے اور ملازمت کے لالچ میں لوگوں کو عیسائی بنا رہی ہیں۔ اسی لئے اچھوت قومیں عیسائی مذہب اختیار کر چکی ہیں، یہی طریقہ عیسائیوں سے قادیانیوں نے سیکھا۔ بہت سے قادیانی ڈاکٹروں نے اپنی خدمات وقف کر رکھی ہیں دکانوں پر بورڈ لگے ہوئے ہیں کہ مریض کے گھر پر جا کر بلا فیس معائنہ کیا جاتا ہے۔ تقسیم کے ایام

میں بعض قادیانیوں کو دیکھا کہ منوں کے مقدار میں روزانہ مہاجرین میں تازہ دودھ تقسیم کرتے تھے۔ یہ ایک دو دن کا واقعہ نہیں بلکہ کئی مہینوں تک ان کا یہ معمول دیکھا گیا۔ عیسائی مشنریاں ڈبے کا دودھ تقسیم کرتی ہیں مگر قادیانی اس سے بھی بڑھ کر تازہ دودھ تقسیم کرتے رہے تو کیا یہ عیسائی اور قادیانی اہلِ حق ہو سکتے ہیں؟ انہی عیسائی مشنریوں اور قادیانیوں کے طریقۂ تبلیغ کی تقلید بعض مسلم جماعتیں بھی کرنے لگیں۔ یہ لوگ شفاخانوں اور مختلف مواقع پر امدادی فنڈوں اور تعاون کے ذریعہ لوگوں کو متاثر کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ شرعی نظر سے نہ صرف یہ کہ یہ چیز معیارِ حق نہیں بلکہ سرے سے یہ طریقۂ تبلیغ غلط ہے۔ آپ نے کوئی احسان یا طمع دلا کر کسی کو اپنی طرف مائل کر لیا تو ایسے شخص کا کیا اعتبار؟ کل کوئی دوسری جماعت اسے کوئی بڑی طمع دے کر اپنی طرف کھینچ سکتی ہے۔ ایسے ہی اہتمامِ اعمال بھی معیارِ حق نہیں خوارج کے بارے میں حضور کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی جس کی صداقت کو دنیا نے دیکھا فرمایا کہ یہ لوگ ایسے عابد و زاہد ہوں گے کہ تم ان کی عبادت کے سامنے اپنی عبادت کو حقیر سمجھنے لگو گے اور فرمایا کہ یہ لوگ ہر وقت تلاوتِ قرآن سے رطب اللسان رہیں گے مگر لا یجاوز حناجرھم یعنی قرآن کا اثر ان کے قلوب کی طرف تجاوز نہ کرے گا۔ یا یہ کہ ان کی تلاوت سماءِ قبول کی طرف بلند نہ ہوگی۔ ان کے منہ ہی میں رہے گی۔ جار اللہ زمخشری کو جار اللہ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ یہ ہمیشہ کے لئے دنیا و مافیہا سے الگ ہو کر بیت اللہ میں معتکف ہو گئے تھے تو کیا معتزلہ و خوارج کے اہتمامِ اعمال کی وجہ سے ان کو کوئی اہلِ حق کہہ سکتا ہے؟ یوں ہی جرأت و ہمت سے متعلق غور فرمایئے کہ کفار ہمیشہ کس جرأت و ہمت کا مظاہرہ کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں۔ بیویوں، بہنوں اور بیٹیوں کا لونڈیاں بننا گوارا کیا، بچوں کو غلام بنایا اور خود غلامی کا طوق پہنا۔ سلطنتیں قربان

کیں ۔ املاک چھوڑیں اور اپنی جانیں دیں کوئی بڑی سی بڑی آفت ان کو
ان کے نظریہ سے نہ ہٹا سکی ۔ ابو طالب کی جرأت دیکھئے مرتے وقت بھی یوں
کہتے ہیں کہ اِختَرتُ النَّارَ علی العارِ " میں آبائی دین چھوڑنے کی عار پر
نارِ جہنم کو ترجیح دیتا ہوں " غور کیجئے کہ کتنی بڑی جرأت ہے ۔ معلوم ہوا کہ
جرأت وہمت اور استقلال کو معیارِ حق قرار دینا غلط ہے ۔ حقیقت یہ
ہے کہ ایثار و ہمدردی ۔ خدمتِ خلق ، حسنِ اخلاق ، حسنِ نظم اور ہمت و
جرأت ، اہلِ حق کی صفات ہیں جن کو غیر اہلِ حق نے اختیار کر لیا جیسے کہ
غیر اہلِ حق کی کئی صفات کو اہلِ حق اختیار کئے ہوئے ہیں تو صفات مذکورہ
بلاشبہ صفات محمودہ ہیں اور اہلِ حق کی صفات ہیں مگر حق کا معیار
نہیں کہ جس میں بھی یہ صفات ہوں اسے اہلِ حق سمجھ لیا جائے ۔ کچھ لوگ
اس لئے بھی ایسی جماعتوں کے ساتھ وابستہ ہو جاتے ہیں کہ ان کے ہاں
دین بہت سستا ہے ، جب کہ مولوی کا دین مشکل ہے غیر شرعی لباس و
وضع قطع اور تشبہ بالنصاریٰ کے ہوتے ہوئے اور سینما بینی جیسے جرائم میں
مبتلا ہوتے ہوئے مولوی کسی کو دیندار نہیں کہہ سکتا مگر بعض جماعتوں نے
دین اتنا سہل کر دیا ہے کہ آپ داڑھی کٹاتے ہوں ، سر پر انگریزی بال ہوں
انگریزی لباس پہنتے ہوں ، پائجامہ ٹخنے سے نیچے رہتا ہو ، سینما بھی دیکھتے
ہوں ، یہ سب کچھ کرتے ہوئے بھی آپ دیندار مسلمان بلکہ پوری دنیا
کے صالح ترین اور متقی مسلمان بن سکتے ہیں ؎

حج کعبہ بھی کیا اور گنگا کا اشنان بھی
راضی رہے رحمان بھی اور خوش رہے شیطان بھی

جب تک کہ کوئی شخص زکوٰۃ اور چرم قربانی و صدقۃ الفطر صحیح مصرف
پر نہ لگائے اس وقت تک وہ مولوی کی نظر میں دیندار نہیں مگر اس جماعت

کا نظریہ یہ ہے کہ آپ جماعت کو زکوٰۃ دے دیں آگے جماعت خواہ اس
سے مکانات تعمیر کرے یا ڈاکٹروں کو تنخواہ دے ، شفا خانے چلائے یا
الیکشن لڑے ۔ دیکھئے کتنا آسان دین ہے کہ آپ کی زکوٰۃ بھی ادا ہو گئی
اور الیکشن وغیرہ کی ضروریات بھی پوری ہو گئیں ۔

کہاں بھٹکے جا رہے ہو صاحبو! ہوش میں آؤ ! کہاں بھٹکے جا رہے
ہو اگر آسانی اور سہولت ہی آپ کے ہاں
معیارِ حق ہے تو آپ اسلام ہی کیوں نہیں چھوڑ دیتے تاکہ ہر قید سے آزاد
ہو جاؤ اور اگر اسلام کا نام باقی رکھتے ہوئے آزاد ہونا ہے تو پرویزی
مذہب میں بھی بہت آسانی اور سہولت ہے نہ وہاں نماز روزہ کی پابندی
اور نہ محرمات سے بچنے کی قید (اعاذنا اللہ منہ) ۔

معیارِ حق

آیاتِ بیّنات اب سنئے کہ حقیقت میں معیارِ حق کیا چیز ہے ۔ ارشاد ہے :
(۱) اھدنا الصراط المستقیم ○ صراط الذین انعمت علیہم ○
غیر المغضوب علیہم ولا الضالین ○ اللہ تعالیٰ نے صراطِ مستقیم کی
تفسیر صراط القرآن یا صراط اللہ یا صراط الرسول صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں
فرمائی اس لئے کہ لوگ اس کی تعیین میں اختلاف کرتے لہٰذا فرماتے ہیں " صراط
الذین انعمت علیہم " کہ یہ منعم علیہم جماعت کا راستہ ہے ، یہ جماعت صراطِ مستقیم
کی تعیین کرے گی بلکہ عربیت کا قاعدہ ہے کہ بدل مقصود بالنسبۃ ہوا اور مبدل منہ
کو صرف اسم اشہر ہونے کی وجہ سے ذکر کر دیا جاتا ہے تو معلوم ہوا کہ طلب ہدایت
میں اصل مقصود منعم علیہم جماعت کا راستہ ہے صراطِ مستقیم اسی کا دوسرا نام ہے
تو ثابت ہوا کہ کتاب اللہ اپنی تفہیم میں جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محتاج

ہے اسی طرح کتاب اللہ اور سنّتِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی تفہیم میں رجال اللہ (منعم علیہم جماعت) کی محتاج ہے۔ ہم اس جماعت سے مستغنی ہوکر قرآن وحدیث سمجھنے کے مجاز نہیں، غرضکہ جماعت صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم کا اسوۂ حسنہ صراط مستقیم ہے، پھر ان سے بلاواسطہ اس طریق کو سمجھنے والی جماعت تابعین، پھر ان سے نقل کرنے والی جماعت، اسی طرح ایک دوسرے سے قیامت تک بالمشافہ صحیح طریق کو حاصل کرنے والی رجال اللہ کی جماعت کا طریق صراط مستقیم ہوگا اور اس کے خلاف جملہ طرق ضلالت اور گمراہی کے راستے ہوں گے رجال اللہ کی جماعت قرآن وحدیث کی زندہ تصویر اور چلتی پھرتی تفسیر ہوگی۔

(۲) بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ ○ (سورۃ العنکبوت ع ۵) اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت کے لئے قرآن کے صحائف کافی نہیں بلکہ اس کا مطلب اور اس کی تفسیر جو رجال اللہ کے صدور میں ہے وہ واجب القبول ہے۔

(۳) وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ○
(سورۃ النساء ع ۱۷)۔

"یشاقق الرسول" پر "یتبع غیر سبیل المؤمنین" کا عطف تفسیری ہے، یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سبیل کی تعیین مومنین کی ایک جماعت اپنے قول وعمل سے کرے گی۔ ان کے راستے سے انحراف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے راستے سے انحراف ہوگا اور موجب جہنّم ہوگا (اعاذنا اللہ منہا)

(۴) كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ

تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ (آل عمران ع ۱۲) اس آیت میں "اخرجت للناس" فرماکر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اتباع کو واجب اور ان کے طریق کو لوگوں کے لئے حجّت قرار دیدیا۔

(۵) وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ (سورۃ البقرۃ ع ۱۷) اس میں بھی یہ امر مصرّح ہے کہ منعم علیہم جماعت کا راستہ معیارِ حق ہے۔

(۶) وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ (سورۃ البقرۃ ع ۲)

(۷) فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ (البقرۃ ع ۱۶)

ان دونوں آیتوں میں اس کی تصریح ہے کہ ایمان وہ معتبر ہوگا جو حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایمان جیسا ہو یعنی ایمان صحیح کی کسوٹی اور معیار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہے، اس سے ہٹ کر کوئی شخص براہ راست قرآن یا حدیث پر ایمان لانے کا دعویٰ کرے تو یہ ایمان قبول نہ ہوگا۔

احادیث مبارکہ

(۱) حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت کے بہت سے فرقے ہوجائیں گے ان میں صرف ایک فرقہ ناجی ہوگا باقی سب جہنمی ہوں گے۔ عرض کیا گیا وہ کون سی جماعت ہوگی؟ فرمایا "ما انا علیہ و اصحابی" بظاہر "ما انا علیہ" فرمادینا کافی تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم تھا کہ آگے چل کر کچھ لوگ میرے اصحاب سے مستغنی ہوکر میرا راستہ تلاش کریں گے مگر مجھ سے بھی مستغنی ہوکر صراطِ قرآن کی تعیین کریں گے اس لئے "ما انا علیہ" کے بعد "واصحابی" کا اضافہ فرما

کر اپنے طریق کی تفسیر فرمادی کہ میرا طریق وہی ہوگا جو کہ میرے اصحاب بیان
فرمائیں گے، ما وردبہ القرآن یا ما انزل اللہ کی بجائے "ما انا علیہ واصحابی"
فرمانا اور پھر صرف " ما انا علیہ" کو کافی نہ سمجھنا صریح دلیل ہے کہ ہمیں قرآن وحدیث
کو براہ راست سمجھنے کی اجازت نہیں۔

(۲) علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین، تمسکوا بھا وعضوا
علیہا بالنواجذ، اس حدیث میں "سنتی" کے بعد "وسنۃ الخلفاء" کا عطف تفسیری
لاکر وضاحت فرمادی کہ میری سنّت صرف وہ ہوگی جس کی تعیین خلفائے
راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کریں گے۔

(۳) یحمل ہذا العلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین و
انتحال المبطلین وتاویل الجاہلین (مشکوٰۃ صفحہ ۳۶) یعنی امّت میں سلف سے خلف
علم صحیح کے حامل رہیں گے اور بلاواسطہ ایک دوسرے سے صحیح طریق کی تعلیم پانے
والی جماعت ہر زمانے میں موجود ہوگی، جو رجال اللہ سے مستغنی ہوکر براہ راست
قرآن وحدیث سے استنباط واجتہاد کے شائقین واجتہاد کی من مانی تاویلات
وتحریفات کا قلع قمع کرتی رہے گی۔

(۴) عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
انی ما ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر وزاد
الحافظ ابو نصر القصار فانھما حبل اللہ الممدود فمن تمسک بھما تمسک بالعروۃ
الوثقی لا انفصام لھا (رواہ الترمذی وحسنہ، وقال وفی الباب عن ابن
مسعود والطبرانی عن ابی الدرداء منہ، واحمد وابن ماجۃ وصححہ، ابن حبان
والحاکم) آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد قرآن وحدیث کے اتباع
کی بجائے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اقتداء کو فرض قرار دے کر

ان کے معیار حق ہونے پر مہر ثبت فرمادی فبایّ حدیث بعدہ یؤمنون ہ

(۵) اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم (کنوز الحقائق علے
ہامش الجامع الصغیر جلد ۱ صفحہ ۳۰) اس میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اقتداء
کا حکم فرمایا ہے۔

عقل سلیم

عقلی لحاظ سے بھی دیکھا جائے تو یہ امر ظاہر ہے کہ حق کا معیار ایک
جماعت ہونی چاہیئے جو ہر زمانے میں بلاواسطہ ایک دوسرے سے استفادہ
وافادہ کرتی ہوئی آرہی ہو اس لئے کہ افہام وتفہیم میں چند امور کا ہونا
ضروری ہے۔

افہام وتفہیم کیلئے ضروری امور

(۱) مخاطب ومتکلم ہم زبان ہوں، غیر اہل لسان کتنی ہی مہارت کیوں
نہ پیدا کرے مگر اہل لسان جس حد تک کلام کا مفہوم سمجھتا ہے غیر نہیں سمجھ سکتا۔

(۲) متکلم کے لہجہ کو سُننا، چنانچہ استفہام واخبار میں فرق صرف لہجے ہی کے
اعتبار سے ہوسکتا ہے الفاظ دونوں کے یکساں ہوتے ہیں۔

(۳) متکلم کے چہرے، اس کی رنگت، ہیئت، آثار، ہاتھوں اور آنکھوں
کے اشارات کو دیکھنا امر استعجاز یا تہدید کے لئے ہے، یا کہ طلب ماموربہ
کے لئے اور کلام غضب پر مبنی ہے یا حقیقت پر، یہ جملہ امور متکلم کے لہجہ اور
اس کی رؤیت پر موقوف ہوتے ہیں، ایک مرتبہ حضور کریم صلے اللہ علیہ وسلم
نے حالت غضب میں فرمایا، "سلونی ما شئتم" لوگوں نے فضول سوالات
شروع کردیئے، کسی نے سوال کیا کہ میرا باپ کون ہے؟ کسی نے پوچھا کہ
میری اونٹنی گم ہوگئی وہ کہاں ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے

ہیں کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کی طرف دیکھا تو غضب سے سُرخ ہو رہا تھا۔ میں نے گھٹنوں کے بَل بیٹھ کر عرض کیا اعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسولہ تب جاکر آپ کا غصّہ فرد ہوا۔

(۴) کلام کے محل وقوع کا مشاہدہ، حقیقت لغویہ، اصطلاحیہ، مجاز یا استعارہ، کنایہ یا توریہ، مفہوم کا عموم وخصوص وغیرہ کلام کے محل ورود ہی سے معلوم ہوتے ہیں۔

(۵) قرب ظاہری وباطنی (قرب باطنی سے مراد تعلق ومحبّت) اور خیالات ونظریات میں اتحاد ویکجہتی، چنانچہ ہر شخص اپنے احباب اور ہم مجلس و ہم مشرب کی بات بہ نسبت دوسروں کے زیادہ سمجھتا ہے۔

انہی معقول ومسلم اصول کی بنا پر جب کوئی صحابی کسی روایت کو بہ تاکید بیان کرنا چاہتے ہیں تو فرماتے ہیں الصبرتہ عیناى وسمعتہ اذنانى ووعاہ قلبى۔ یعنی جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کلام فرما رہے تھے اس وقت میری دونوں آنکھیں آپؐ کے چہرۂ انور اور اس کے الوان وآثار وتغیرّات اور چشم وابرو کے اشارات اور ہاتھوں کی تعبیر کو دیکھ رہی تھیں اور کلام کے محل ورود کا مشاہدہ کر رہی تھیں اور میرے دونوں کان آپؐ کے لہجے اور آواز کے نشیب وفراز کو سُن رہے تھے۔ یہ نہیں فرمایا کہ میں اپنی آنکھ سے دیکھ رہا تھا اور اپنے کانوں سے سُن رہا تھا بلکہ فرماتے ہیں کہ میں خود آنکھیں اور کان بن رہا تھا پھر ایک آنکھ اور کان نہیں بلکہ میں ہمہ تن دونوں آنکھیں اور دونوں کان بن کر متوجہ تھا، اس کے ساتھ ہی چونکہ اہل لسان ہوتے اور قرب ظاہری وباطنی کا شرف بھی حاصل تھا ان سب خصوصیات کی بدولت آپ کے ارشادات کو میرے قلب نے خوب سمجھا اور الفاظ ومعانی کو

تغیّر وتبدّل سے خوب محفوظ کر لیا۔

اب غور فرمایئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب اہل لسان بھی تھے براہ راست آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لہجہ کو سُننے والے، بوقت تکلّم کیفیات اور ارشادات کا مشاہدہ کرنے والے، آیاتِ قرآنیہ کے شانِ نزول اور احادیث کے مواقع ورود کو خوب جاننے والے تھے۔ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرب ظاہری وباطنی کے اعلیٰ مقامات پر تھے کہ ان کے درجۂ قرب تک کسی کی رسائی ممکن نہیں۔ مقربین بارگاہ الٰہی ہونے کی وجہ سے دربار کی اشارات سمجھنے کی پوری استعداد رکھتے تھے لہٰذا اس جماعت نے جو کچھ صراطِ مستقیم کی تعیین فرمائی اس سے ہٹ کر صراطِ مستقیم کی ہدایت کا کوئی امکان نہیں۔ اسی طرح صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بلاواسطہ استفادہ کرنے والی جماعت تابعین رحمہم اللہ کی ہے انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے قول وفعل کو بلاواسطہ سُنا اور دیکھا اور مشافہتہً صراطِ مستقیم کی ہدایت حاصل کی اُن کے بعد تبع تابعین نے علیٰ ہذا القیاس بالمشافہ تعلیم وتعلم کے ذریعہ صراط مستقیم کی حفاظت کرنے والی جماعت چلی آئی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک رہے گی۔ یہ سلسلہ کبھی بھی کسی زمانے میں بھی منقطع نہیں ہوا۔

اہلِ حق کی جماعت

اسلام میں ایسا وقت آ ہی نہیں سکتا کہ قرآن وحدیث صرف صحائف کی شکل میں رہ جائیں اور ان کے الفاظ ومعانی کی حامل کوئی جماعت نہ ہو۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک جماعت قیامت تک حق پر قائم رہے گی اور دین قویم اور صراط مستقیم کی حفاظت

کرتی رہے گی۔

تو معلوم ہوا کہ معیارِ حق پر رجال اللہ کی جماعت ہے، جو لوگ ان کے ساتھ وابستہ ہوں گے وہ اہلِ حق ہوں گے اور جن فرد یا جماعت نے ان کا دامن چھوڑا وہ خواہ کتنے ہی دعوے اتباعِ قرآن و حدیث کے کرتے رہیں اہلِ حق ہرگز نہیں ہو سکتے۔ اہلِ حق کا لقب اہلِ سنّت والجماعت اس لئے پڑا کہ یہ لوگ قرآن کو سنّت سے اور قرآن و سنّت دونوں رجال اللہ کی جماعت سے سمجھتے ہیں۔

جماعت اسلامی کا دجل و فریب

اب ان لوگوں کو ذرا حق و باطل کی اس کسوٹی پر لائیے جن کے حُسنِ نظم وغیرہ سے متاثر ہو کر آپ ان کو اہلِ حق سمجھنے لگے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس جماعت کی تمام تر مساعی سے مقصد ہی ان رجال اللہ کی جماعت سے انحراف اور ان کے متعین کردہ صراطِ مستقیم کی مکمل تخریب اور اس کے بعد اپنے جدید اسلام کی تعمیر ہے اور یہ میں ان کے اقوال اور طرزِ عمل سے صرف استنباط کی بنا پر نہیں کہتا بلکہ اس پر ان کی صریح عبارات موجود ہیں کہ ہم مکمل طور پر تخریب کے بعد جدید تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ حوالہ جات انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئیں گے۔

تخریبی کارروائی

اب تخریبی کارروائی سنئے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم معیارِ حق نہیں۔ قرآن و حدیث کو براہِ راست سمجھنا ضروری ہے۔ قرآن و حدیث کے سمجھنے کے لئے نہ صرف یہ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ضرورت

نہیں بلکہ (معاذ اللہ) اس کا جواز ہی نہیں۔ ہم قرآن و حدیث کو تو براہ راست اپنے علم و فہم سے سمجھیں گے۔ اس کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کی سوانح کا مطالعہ کیا تو اس کو قرآن و حدیث کے مطابق پایا۔ غور فرمائیے کہ قرآن و حدیث کی نصوص مذکورہ بالا اور دلائل عقلیہ کا فیصلہ تو یہ ہے کہ تم اپنے علم اور نظریات کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریق کی کسوٹی پر پرکھو مگر یہ لوگ اس کے بالکل برعکس یوں کہتے ہیں کہ ہم صراطِ مستقیم کی تعیین تو خود براہ راست قرآن و حدیث سے اپنے علم و فہم کے ذریعہ سے کریں گے پھر ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی اور اسلوب کی صحت و سقم کو اپنے نظریہ کی کسوٹی پر پرکھیں گے۔ ہم اپنے نظریئے کا امتحان لیں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مطابق ہے یا نہیں؟ اس کی بجائے ہم صراطِ مستقیم کی تعیّن خود کر کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا امتحان لیں گے کہ وہ اس پر اترتے یا نہیں (اعاذنا اللہ منہ) پھر اس امتحان میں صحابہ رضی اللہ عنہم (معاذ اللہ) مودودی صاحب کے علم و فہم کی کسوٹی اور نظرِ نقاد کے معیار پر پورے نہ اتر سکے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

> "بسا اوقات صحابہ (رضی اللہ عنہم) پر بھی بشری کمزوریوں کا غلبہ ہو جاتا تھا" (تفہیمات طبع چہارم ص۲۹۴)

اس کے بعد چند واقعات لکھ کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) ایک دوسرے کو جھوٹا کہا کرتے تھے۔ اس میں لفظ بسا اوقات قابل توجہ ہے۔ یعنی کوئی شاذ و نادر نہیں بلکہ (معاذ اللہ) اکثر و بیشتر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بشری کمزوریوں کا غلبہ ہو جاتا تھا۔

اولاً تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بشری کمزوریاں ثابت کرنے کے لئے ایک غیر معتبر کتاب کی بے سند روایات پیش کر رہے ہیں، تعجب ہے کہ صحیح بخاری کی صحیح

وصریح حدیث کا تو سرے سے انکار کرتے ہیں اور جن احادیث صحیحہ کو تسلیم بھی کرتے ان سے متعلق بھی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان سے زیادہ سے زیادہ گمانِ صحت حاصل ہوسکتا تھا نہ کہ علم یقین (اس کا حوالہ انشاء اللہ عنقریب آئے گا) مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین اور ان کی بشری کمزوریوں کو اچھالنے کے لئے قرآن و حدیث کی نصوصِ صریحہ اور تمام اُمّت کے اجتماعی عقیدہ کے خلاف بے سند روایات کا سہارا لے رہے ہیں۔ قرآن کا فیصلہ ہے (وکلًّا وعد اللہ الحسنیٰ) (سورۃ الحدید ع ۱) دوسری جگہ فرماتے ہیں والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعًا سجدًا یبتغون فضلًا من اللہ و رضوانا۔ سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود الخ (سورۃ الفتح ع ۴)

معلوم ہوا کہ کتب سابقہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مناقب مذکور ہیں۔ تعدیل صحابہ رضی اللہ عنہم سے متعلق نصوص اس قدر کثرت کے ساتھ ہیں کہ سب کا احصار مشکل ہے۔ امت کا اجماعی عقیدہ ہے "الصحابۃ کلھم عدول"، مگر ان سب کے مقابلے میں بے سند روایات لاکر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کمزوریاں محض تخریبی کارروائی کی غرض سے بیان کی جارہی ہیں۔ ثانیًا یہ کہ لفظ کذب عربی زبان میں اور احادیث میں کئی معانی میں استعمال ہوا ہے۔ یہ جھوٹ کے علاوہ خطار اور کسی کام سے تخلّف کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے کسی صحابیؓ نے اگر کہیں دوسرے صحابیؓ کے بارے میں یہ لفظ استعمال کیا ہے تو اس کے معنی خطاء اجتہادی کے ہیں یا یہ مطلب ہے کہ وہ جو کام کرنا چاہتے تھے اس پر قدرت نہ پانے کی وجہ سے متخلف رہے مگر ان کی تخریب مکمل نہیں ہوتی۔ جب تک کذب بمعنی جھوٹ کی نسبت حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف نہیں کرتے۔

(بندہ کی اس تحریر کے بعد مودودی صاحب نے کتاب "خلافت و ملوکیت" لکھی ہے جسکے بعد بھی مودودی صاحب کے بغض صحابہؓ پر یقین نہیں آتا تو یہ اس کی دلیل ہے کہ خود انکے دل میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بغض اور عداوت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کے قلوب سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عظمت مٹانے اور اس مقدس جماعت سے متعلق دلوں میں شکوک و شبہات اور بغض و نفرت پیدا کرنے کا جو کارنامہ تنہا مودودی صاحب نے انجام دیا ہے، شیعہ کی پوری جماعت اپنی پوری مدۃ العمر میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں کرسکی۔

مودودی صاحب سے قبل کوئی ایک مسلمان بھی ایسا نظر نہیں آتا جو کسی صحابی سے بغض رکھتا ہو مگر آج مودودی صاحب نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو اس مہلک زہر سے مکمل طور پر مسموم کردیا ہے، منہ)

انبیاء علیہم السلام کی توہین

اس سے بھی بڑھ کر ان کی تخریبی کارروائی انبیاء کرام علیہم السلام سے شروع ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں:

"عصمت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لوازم ذات سے نہیں۔ اور ایک لطیف نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بالارادہ ہر نبیؑ سے کسی نہ کسی وقت اپنی حفاظت اٹھا کر ایک دو لغزشیں ہوجانے دی ہیں"

(تفہیمات ص ۵۶ ج ۲ طبع ششم پاکستان)

کیا کوئی نبی کا حکم یا فیصلہ قابل اعتماد ہوسکتا ہے جب کہ ہر امر و نہی کے وقت یہ احتمال موجود ہو کہ شاید اس وقت عصمت اٹھالی گئی ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بعض اجتہادی خطائیں ہوئیں جن پر بعد

میں مطلع کر دیا گیا اور خطار اجتہادی پر بھی ثواب ملتا ہے۔ کوئی گناہ نہیں کہ عصمت کے منافی ہو۔ مودودی صاحب کی عصمتِ انبیاء علیہم السلام پر دست درازی سے جب مسلمانوں میں ہیجان بپا ہوا تو اپنے دعوی کے اثبات کے لئے اس خاک بدہنش نے حضرات انبیاء کرام علیہم السّلام کے گناہونکی ایک فہرست مرتب کر ڈالی، مجھے تو اسمیں سے کوئی گستاخی نقل کرنیکی بھی ہمت نہیں، کوئی صاحب بطور نمونہ دیکھنا چاہیں تو تفہیم القرآن میں حضرت آدم، حضرت داؤد، حضرت یونس، حضرت یوسف علیہم السّلام کی شان میں اور ترجمان القرآن ج ۲۹ عدد ۴ ص۵ اور رسائل و مسائل ج ا ص۳۱ طبع دوم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں دریدہ دہنی ملاحظہ فرمالیں مگر مودودی کی اس عیاری سے ہشیار رہیں کہ وہ ہر جدید ایڈیشن سے ایسی گستاخی کو چپکے سے اُڑا دیتا ہے جو مسلمانوں کے لئے ناقابلِ تحمل ہو مگر اس سے توبہ کا اعلان نہیں کرتا۔

مودودی صاحب کا عقیدۂ تحریفِ قرآن

تحریفِ قرآن سے متعلق شیعوں کی روایات مختلف ہیں - پورے کا پورا قرآن غائب، ۳/۲ غائب، ۴/۳ غائب، شیعوں کے لئے یہ زہر مسلمانوں کے حلق میں اُتارنا بہت مشکل تھا مگر دیکھئے مودودی صاحب قرآن ۴/۳ سے زیادہ بلکہ پورا غائب ہونیکے عقیدہ کو کس چابکدستی اور دجل، عیّاری و تلبیس کے ذریعہ شوگر کوٹیڈ بناکر مسلمانونکی ایک جماعت کو نگلوانے میں کتنی آسانی سے کامیاب ہوگئے۔ فرماتے ہیں:

"بعد میں صدیوں میں رفتہ رفتہ ان سب الفاظ (الٰہ، رب، دین، عبادت) کے وہ اصلی معنی جو نزولِ قرآن کے وقت سمجھے جاتے تھے بدلتے چلے گئے یہانتک کہ ہر ایک اپنی پوری وسعتوں سے ہٹ کر نہایت محدود بلکہ مبہم مفہومات کے لئے خاص ہو گیا نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن کے اصل مدّعا کا سمجھنا لوگوں کے لئے مشکل ہوگیا۔ پس یہ حقیقت ہے کہ محض ان چار بنیادی اصطلاحوں کے مفہوم پر پردہ پڑجانے کی بدولت قرآن کی تین چوتھائی سے زیادہ تعلیم بلکہ اس کی حقیقی روح نگاہوں سے مستور ہو گئی ہے۔"

(قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں ص۱۰ تا ص۱۶)

(یہاں کچھ مضمون رہ گیا تھا جو ص۹۳ پر درج ہے)

حدیث بکواس ہے

اب حدیث کی تخریب ذرا کلیجہ تھام کر سنئے۔ فرماتے ہیں:

"اصول روایت کو تو چھوڑیئے کہ اس دورِ تجدید میں اگلے وقتوں کی بکواس کون سنتا ہے (ترجمان القرآن جلد ۱۴ عدد ۲ ص۱۱۱)"

اور سنئے "آپ کے نزدیک ہر اُس روایت کو حدیث رسولؐ جان لینا ضروری ہے جسے محدثین سند کے لحاظ سے صحیح قرار دیں لیکن ہمارے نزدیک یہ ضروری نہیں"

اور آگے فرماتے ہیں:—

دین کا فہم جو ہمیں حاصل ہوا ہے اس کا لحاظ بھی کیا جائے اور حدیث کی وہ مخصوص روایت جس معاملہ سے متعلق ہے اس معاملے میں قوی تر ذرائع سے جو سنّت سے ثابت ہو ہم کو معلوم ہو اس پر بھی نظر ڈالی جائے علاوہ بریں اور بھی متعدد پہلو ہیں جن کا لحاظ کئے بغیر ہم کسی حدیث کی نسبت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف کر دینا درست نہیں سمجھتے" (رسائل و مسائل ج ا ص۲۹۰)"

ذرا جذبۂ تخریب کا اندازہ لگائیے کہ جلیل القدر محدثین اور ائمۂ حدیث جنھوں نے حدیث کی تنقیح و تنقید، صحیح و سقیم کی تمیز میں عمریں صرف کیں جن کے حافظے کا یہ عالم تھا کہ گھوڑوں تک کے نسب نامے یاد تھے۔ ہر راوی کی ولادت سے لے کر وفات تک کے مفصّل حالات نہ صرف ان کے پاس محفوظ تھے بلکہ زبانی یاد تھے۔ انہوں نے اصول روایت اور رواۃ حدیث پر بے شمار ضخیم کتابیں لکھیں اور ایک مستقل فن مدّون کیا۔ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے

ایک نومولود بچے کو دیکھا اور سالہا سال کے بعد اس کی جوانی یا بڑھاپے کے ایام میں صرف اس کے پاؤں دیکھ کر پہچان لیا۔ امام ترمذیؒ آخر عمر میں نابینا ہوگئے تھے۔ اونٹ پر سوار ہوکر تشریف لے جا رہے ہیں۔ راستہ میں ایک جگہ پر سر جھکا دیا۔ خادم نے سر جھکانے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ یہاں ایک ایسا درخت ہے جس کی شاخیں جھکی ہوئی ہیں اور اونٹ سوار کے سر پر لگی ہیں، عرض کیا کہ یہاں تو کوئی ایسا درخت نہیں، فرمایا کہ اونٹ یہیں روک دو اور قرب و جوار سے تحقیق کرو۔ اگر کبھی ایسا درخت یہاں نہیں تھا تو ثابت ہوگا کہ میرا حافظہ کمزور ہوگیا ہے لہذا میں آیندہ حدیث بیان کرنا چھوڑ دوں گا چنانچہ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ واقعۃً کسی زمانے میں یہاں ایسا درخت تھا، تب آگے چلے۔ ان حضرات کے حافظہ کے محیر العقول واقعات کا احصاء متعذر ہے۔ پھر حدیث کی معرفت میں ایک اہم امر یعنی فراستِ ایمانی و قربِ بارگاہِ الٰہی ان میں کس درجہ تھا؟ یہ حضرات تدین و تقویٰ کے مجسمے تھے۔ اُن کی عبادت ملائکہ کے لئے باعثِ رشک تھی۔ ان کی تمام تر مساعی اور جانفشانیوں کی ایک جُنبشِ قلم سے تخریب کردی اور ان کے مقابلے میں اپنے نفس کو لا کھڑا کیا۔ فرماتے ہیں ہمارے نزدیک محدثین کی تصحیح کو قبول کرنا ضروری نہیں بلکہ اسکول میں پڑھ کر ہم نے جو دین کا فہم حاصل کیا ہے وہ حدیث کی صحت و سقم کا معیار ہوگا اور بھی متعدد پہلو ہیں جن کا اظہار بر وقت کریں گے یعنی جس حدیث کی زد ان کے نظریات پر پڑے گی اُسے رَد کرنے کے لئے فوراً کوئی اصول وضع کرلیا جائے گا۔ آپ فرمائیے کہ ان میں اور منکرینِ حدیث میں کیا فرق رہا؟ منکرینِ حدیث بھی ہر حدیث کا انکار نہیں کرتے بلکہ وہ اپنے خود ساختہ اُصولوں سے حدیث کو جانچتے ہیں اس کے مطابق ہو تو قبول کرتے ہیں ورنہ

نہیں۔ مودودی صاحب کی نظر میں جو حدیثیں صحیح ہیں ذرا ان کا مقام بھی سُن لیں۔

نخن رجال و ہم رجال

فرماتے ہیں:۔ "احادیث چند انسانوں سے چند انسانوں تک پہنچتی آئی ہوئی ہیں جن سے حد سے حد اگر کوئی چیز حاصل ہوتی ہے تو وہ گمانِ صحت ہے نہ کہ علم یقین" (ترجمان القرآن جلد ۲۶ عدد ۳ ص ۲۶۷)

مطلب یہ کہ اولاً تو حدیث سے کوئی بات ثابت نہیں ہوتی حد سے حد اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو کچھ گمانِ صحت ہو سکتا ہے یعنی کچھ خیال ہونے لگتا ہے کہ شاید یہ حدیث صحیح ہو وہ بھی جب کہ حدیث سے کچھ ثابت کرنے کی انتہائی کوشش کی جائے الفاظ "حد سے حد" قابلِ توجہ ہیں البتہ اگر کسی بے سند روایت میں صحابہؓ کرام رضی اللہ عنہم پر نصوصِ صریحہ اور اجماعِ امت کے خلاف الزام لگائے گئے ہوں اور اُن کی توہین کی گئی ہو تو یہ روایت ضرور واجب القبول اور واجب التشہیر ہے۔

ذرا آگے چلئے۔ صحیح بخاری کی ایک صحیح مرفوع متصل حدیث[ع] کے بارے میں فرماتے ہیں۔

"یہ مہمل افسانہ ہے" (رسائل و مسائل ج ۲ ص ۳۶ طبع سوم)

حالانکہ امت کا اجماعی فیصلہ ہے کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح البخاری، امام بخاریؒ کی قوتِ حافظہ، تدوین و تقویٰ اور فنِ حدیث میں مہارت کی تفصیل بیان کرنے کا نہ موقع ہے نہ ضرورت، اس لئے کہ اسے پوری دنیا جانتی

ع حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حضرت سارہ کو بہن کہنا اور اس کا پورا قصہ — ۱۲ منہ

ہے کہ آپ نے قبول روایت کے لئے بہت سخت شرائط لگائی ہیں۔ راوی کا مروی عنہ سے جب تک لقاء وسماع ان کے ہاں ثابت نہ ہو جائے اس وقت تک روایت قبول نہیں فرماتے اگرچہ دونوں کا زمانہ ایک ہو اور لقا وسماع کا امکان بھی ہو۔ امام مسلمؒ جیسے امام بخاریؒ پر اس لئے ناراض ہیں کہ انھوں نے قبول روایت میں اتنی شدید قیود کیوں لگائیں؟ پھر قوتِ ضبط اور عدالت کے اعلیٰ مقام اور تنقید وتنقیح کے اعلیٰ معیار کے ساتھ یہ معمول تھا کہ ہر حدیث لکھنے سے پہلے غسل فرماکر دو رکعت نماز استخارہ ادا فرماتے تھے۔ بہرکیف یہ تو امام بخاریؒ ہیں مودودی صاحب کی تخریبی منجنیق نے تو حضرات انبیاء علیہم السلام اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تک کو نہ بخشا۔

جماعت اسلامی کے سوا سب طریقے غلط ہیں

ایک جگہ پوری اُمّت کی تخریب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ہمارا ایمان ہے کہ اس ایک دعوت اور طریقِ کار کے علاوہ دوسری تمام دعوتیں اور طریقہ ہائے کار سراسر باطل ہیں" (ترجمان القرآن جلد ۲۶ عدد ۳ ص۱۱۱)۔

یعنی جماعت اسلامی کے طریق کے سوا باقی سب طریقہائے کار باطل اور غلط ہیں۔

جماعتِ اسلامی کیا چاہتی ہے؟ تخریب ہی تخریب!

اپنے طریقِ کار کی خود وضاحت فرماتے ہیں:۔

"تخریبی تنقید کے بغیر وہ اُلفت وشیفتگی دُور نہیں کی جاسکتی جو لوگوں کو رائج الوقت تخیلات اور طریقہ ہائے عمل سے طبعی طور پر ہوا کرتی ہے۔ لہذا تخریب کے بغیر یا ناکافی تخریب کے ساتھ

نئی تعمیر کا نقشہ پیش کر دینا سراسر نادانی ہے" - (ترجمان القرآن جلد ۱۴ عدد ۲ ص۱۳۴)۔

کیا اتنی واضح اور صریح عبارت کے بعد کسی کو اس میں کوئی شبہ باقی رہ سکتا ہے کہ جماعت اسلامی کیا چاہتی ہے؟ میں پہلے عرض کرچکا ہوں کہ ان کی تمام ترمساعی اور تگ ودو کا مطلب صرف یہ ہے کہ پوری امت کی تخریب کے بعد اپنے جدید اسلام کی نئی تعمیر کریں۔

مذہب مودودی

ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "میں نہ مسلکِ اہل حدیث کو اس کی تمام تفصیلات کے ساتھ صحیح سمجھتا ہوں اور نہ حنفیت یا شافعیت ہی کا پابند ہوں" (رسائل ومسائل جلد ۱ ص۲۳۵)

اب قابلِ دریافت یہ امر ہے کہ پھر آپ کیا ہیں؟ تقریباً دوسری تیسری صدی ہجری میں اہل حق میں فروعی اور جزئی مسائل کے حل کرنے میں اختلافِ انظار کے پیش نظر پانچ مکاتیبِ فکر قائم ہوگئے یعنی مذاہب اربعہ اور اہلِ حدیث۔ اس زمانے سے لے کر آج تک انہی پانچ طریقوں میں حق کو منحصر سمجھا جاتا رہا۔ مگر اب چودہ سو سال کے بعد یہ جدید حق معرضِ وجود میں آیا جو اُن پانچوں میں کسی کے ساتھ وابستہ نہیں بلکہ ان پانچوں کی تخریب کرتا ہے۔ اپنے سوا تمام ترنظریات اور مسلمانوں کی جملہ جماعتوں کے خیالات اور طریقہائے کار کو باطل بتاتا ہے۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ اس جدید اسلام کے اصول وفروع، قواعد وضوابط، آئین اور دستور، کتاب ومصنّفین، تعلیم وتعلم کے مدارس ومکاتیب اور اس اسلام کے حامل ومحافظ رجال چودہ سو سال تک کہاں تھے؟ اس سے قبل دنیا میں مکاتبِ

مدارس، تصانیف اور اصول وضوابط اور پورا نظام اسلام تو ان لوگوں
کے ہاتھ میں رہا ہو (معاذ اللہ) سراسر غلطی پر تھے تو ایسے اسلام پر کیسے اعتماد
کیا جاسکتا ہے؟ جس کا چودہ سو سال تک کوئی صحیح محافظ پیدا ہی نہیں ہوا۔
اور اس کے اصول وضوابط، مدارس ومکاتیب، تصانیف وعلما وجود ہی
میں نہیں آئے۔ اب جدید اسلام کی تدوین کے صرف دو ہی راستے ہوسکتے ہیں۔
ایک یہ کہ یہ جدید اسلام حقیقت میں تجدید ہے۔ اس قدیم اسلام کی جو چودہ
سو سال قبل اس دنیا میں آیا تھا تو اس پر یہ اشکال ہوگا کہ مودودی صاحب
کو چودہ سو سال قبل کے اسلام کا علم کیسے ہوا؟ جب کہ اس کو سمجھنے والا
کوئی دنیا میں گذرا ہی نہیں۔ دوسرا راستہ یہ ہوسکتا ہے کہ بالکل ہی جدید
اسلام مدون کیا جائے جو پہلے کبھی وجود میں نہ آیا ہو تو اس میں کوئی
اشکال نہیں مگر یاد رہے کہ ایسے جدید اسلام کی کتنی عالی شان تعمیرات کو
اسلام قدیم کے معمار نے کھنڈروں میں تبدیل کردیا ہے ؎

چراغے راکہ ایزد برفروزد — ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

تقلید گناہ سے بھی بدتر ہے

تخریبی فتویٰ سنئے "میرے نزدیک صاحب علم آدمی کے لئے تقلید
ناجائز اور گناہ بلکہ اس سے بھی شدید تر چیز ہے" (رسائل ومسائل جلد ۱ ص ۲۴۴)
اس سے قبل صفحہ ۲۴۰ پر وضاحت کی ہے کہ اہل حدیث بھی مقلد ہیں۔ غور فرمائیے
کہ پوری امت کے محدثین، ائمہ دین، مصنفین، فقہاء، علماء، صوفیاء اور
بزرگان دین جن میں اہل حدیث بھی داخل ہیں یہ سب کے سب گناہ سے بھی
شدید تر چیز میں مبتلا رہے ہیں۔ بلکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی

کم علم والے حضرات زیادہ علم والوں کی تقلید کیا کرتے تھے تو ان کے نزدیک
(معاذ اللہ) وہ بھی مسلمان نہیں گناہ سے شدید تر تو صرف کفر ہی ہوسکتا ہے
تعجب ہے کہ یہاں صراحۃً کفر کا فتویٰ لگانے کی جرأت کیوں نہ ہوئی، جب
کہ کئی دوسرے مواضع میں اس کی تصریح کر رہے ہیں کہ ان کے سوا دنیا
میں کوئی مسلمان نہیں۔

جدید اسلام کی تعمیر

پوری امت مسلمہ کی تخریب کے بعد اب جدید اسلام کی تعمیر ملاحظہ ہو۔
"اسلام بغیر جماعت کے نہیں اور جماعت بغیر امیر کے نہیں"
(جماعت اسلامی کا پہلا اجتماع ص ۱۴)
لہٰذا جب تک آپ جماعت اسلامی میں داخل نہیں ہوجاتے مسلمان نہیں ہوسکتے،
اسلام بغیر جماعت کے نہیں اور جماعت بغیر امیر کے نہیں، تیسرا مقدمہ محذوف
منوی ہے جسے بیرونی لوگوں کی بہ نسبت ارکان جماعت جانتے ہیں اب آگے
امیر کا مقام سنئے:۔

امیر کا مقام

فرماتے ہیں: "بعض مقامی جماعتوں کے ارکان مقامی امیر کو صدر
انجمن سے زیادہ کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ ان کو سمجھ لینا چاہیئے کہ
جب انہوں نے اپنے میں سے ایک آدمی کو اہل تر سمجھ کر صاحب امر
منتخب کیا ہے تو ان پر واجب ہے کہ معروف میں اس کی اطاعت
کریں اور اس کی نافرمانی کو گناہ جانیں"۔ (ترجمان جلد ۲۶ عدد ۳ ص ۱۲۵)
جماعت اسلامی کے دستور میں بھی یہ دفعہ موجود ہے کہ "امور شرعیہ میں

امیر کی رائے واجب القبول ہے۔" خیال فرمایئے کہ کسی صحابی یا امام کی تقلید تو گناہ کبیرہ بلکہ کفر ہے اور امیر جماعت اسلامی کی تقلید فرض ہے۔ ان کے دستور میں ایک دفعہ یہ بھی ہے کہ "سوائے حضور کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی کو تنقید سے بالا نہ سمجھے اور کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو۔" اولاً تو توہین کی غرض سے تقلید کو ذہنی غلامی سے تعبیر کر رہے ہیں، حالانکہ غلامی اور تقلید میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

تقلید اور غلامی میں فرق

غلامی میں اطاعت کا تعلق مالک کی ذات کے ساتھ متعلق ہوتا ہے خواہ اس میں کوئی بھی صفت کمال نہ ہو، بہرحال اس کا ہر حکم غلام کے لئے واجب العمل ہوتا ہے۔ اس کے برعکس تقلید کمال علم و فضل کی بنا پر ہوتی ہے۔ نیز غلامی میں امر و نہی کا صدور مالک کی طرف سے سمجھا جاتا ہے بخلاف تقلید کے کہ اس میں حکم کا صدور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اور اس کا ظہور مجتہدین سے ہوتا ہے یعنی مجتہد خود حکم نہیں دے رہا ہے بلکہ حکم شریعت کا ناقل ہے۔

ثانیاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تنقید سے بلند سمجھنا اور ان کی تقلید کرنا جائز نہیں مگر امیرِ جماعت پر تنقید کی اجازت نہیں، اس کی اطاعت ضروری، تقلید فرض اور نافرمانی گناہ ہے۔ اس کا جواب اور جواب الجواب اس تحریر کے آخر میں ملاحظہ ہو۔

حکمتِ عملی

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو کسی مصلحت کی بنا پر محض اپنی رائے سے حکمِ خداوندی کے بدلنے کے مجاز نہیں مگر امیر صاحب حکمت عملی کے عنوان سے

دین میں مستقل باب کا اضافہ کر کے قرآن و حدیث کے جس حکم کو چاہیں بدل سکتے ہیں حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر سکتے ہیں۔ چنانچہ کسی مقدس شخصیت، یا مقدس مکان سے ملابست کی وجہ سے کسی چیز کو مقدس سمجھنا ان کے ہاں شرک ہے مگر پاکستان میں بننے والا غلافِ کعبہ جسے ابھی ملابست کا شرف حاصل ہی نہیں ہوا تھا اسے حکمت عملی کے تحت جماعت اسلامی کے ذمہ داروں کی نگرانی میں لوگوں نے سجدے کئے۔ حکمت عملی نے شرک جیسے جرم کو بھی جائز بنا دیا۔ اس کی پاداش بھی دنیا ہی میں مل گئی کہ وہ غلاف ملابستِ کعبہ سے محروم ہی رہا۔ حکومتِ سعودیہ کو دین کے ساتھ استہزاء کا علم ہوا تو خانہ کعبہ پر یہ غلاف چڑھانے سے روک دیا اور مودودی صاحب کی ساری کوششوں پر پانی پھر گیا اور فرح و سرور رنج و غم سے بدل گیا۔ اسی طرح مودودی "انتخابی جدوجہد" ص۳۲ پر فرماتے ہیں:

"صدرِ مملکت مرد ہونا چاہیئے چونکہ قرآن کہتا ہے الرجال قوامون علی النساء"۔

اور ترجمان القرآن میں فرماتے ہیں:

> "از روئے احادیث نبوی، سیاست اور ملک داری عورت کے دائرۂ عمل سے خارج ہے۔" (ترجمان القرآن ص۱۱ بابت ستمبر ۱۹۵۲ء)

مودودی صاحب نے عورت کے صدر مملکت نہ ہوسکنے سے متعلق قرآن اور احادیث کی خود صراحت نقل کر کے ۱۹۶۵ء کے صدارتی انتخابات میں فاطمہ جناح کی حمایت کی اور حکمت عملی کے خانہ ساز قانون کے تحت قرآن و حدیث کے صریح قانون کی مخالفت کی۔

اوپر ہم پوری امت کی تخریب کے عزائم سے متعلق صریح عبارات پیش کر چکے ہیں۔ اب اس کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

(۱) مودودی صاحب اور ارکانِ اسلام | پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ

عباداتِ دین میں اصل مقصود ہیں اور حکومت اسلامیہ اس مقصود کی تحصیل کا ذریعہ ہے۔ مگر مودودی صاحب اس اجماعی عقیدہ کے بالکل برعکس اس کے قائل ہیں کہ دین کا اصل مقصد حکومت اسلامی قائم کرنا ہے اور عبادات سب کی سب اس مقصد کے حصول کا ذریعہ ہیں (خطبات ص۲۲۷) اس انوکھی تحقیق کا نتیجہ ظاہر ہے کہ اسلامی حکومت قائم ہوجانے کے بعد نماز، روزہ وغیرہ عبادات کی کوئی ضرورت نہیں۔ جب مقصد پورا ہوگیا تو ذرائع کی کیا حاجت ؟

(۲) مودودی صاحب اور داڑھی | داڑھی سے متعلق حضور کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ "بڑھاؤ" اور پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ

داڑھی ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے مگر مودودی صاحب نے داڑھی کٹوانے کے جواز کا فتویٰ دیکر پوری اُمت کی تخریب کی۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ فرمانے کی جرأت کر رہے ہیں کہ حدیث میں صرف داڑھی رکھنے کا حکم ہے۔ جتنی بھی رکھ لی جائے حدیث پر عمل ہوجائے گا۔ یہ دیدہ ودانستہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر کھلا ہوا بہتان ہے۔ کسی حدیث میں یہ نہیں کہ داڑھی رکھو جتنی بھی ہو بلکہ احادیث میں "داڑھی بڑھاؤ، چھوڑو، زیادہ کرو جیسے الفاظ ہیں۔ کتنی جرأت ہے کہ "من کذب علیّ متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار" جس نے مجھ پر عمداً جھوٹ باندھا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے" کی بھی پرواہ نہ کی۔

۳۔ مودودی صاحب اور زکوٰۃ

زکوٰۃ اور صدقات کے بارے میں قرآن مجید کا حکم ہے کہ فقراء اور مساکین

ﻪ رسائل ومسائل حصہ اول ص۱۸۵-۱۸۶

کو مالک بناؤ اور اس پر پوری اُمت کا اجماع ہے کہ بغیر تملیک فقیر کے زکوٰۃ اور صدقات واجبہ ادا نہیں ہوں گے مگر مودودی صاحب پوری اُمت کے خلاف فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ صدقہ فطر اور چرم قربانی کی رقم ہمارے قبضہ میں آجانا کافی ہے۔ آگے خواہ اس سے ہم شفاخانے چلائیں یا ڈاکٹروں کو تنخواہ دیں یا گاڑیاں خریدیں یا تعمیرات پر صرف کریں یا الیکشن لڑیں مگر واضح رہے کہ اس طرح نہ صدقہ فطر ادا ہوگا، نہ کسی کی زکوٰۃ ادا ہوگی نہ چرم قربانی کی رقم کا تصدق واجب ادا ہوگا۔

۴۔ مودودی صاحب اور جمع بین الاختین

دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنے کی حرمت قرآن کریم میں مصرح ہے اور اس منصوص قرآنی پر پوری امت کا اجماع ہے مگر مودودی صاحب اور ان کے مقلدین جو تخریبِ اُمت کے بہانے تلاش کرنے میں مہارت رکھتے ہیں ان کو اس مسئلہ میں کوئی بہانہ ہاتھ نہ آیا تو ایک مفروضہ خود گھڑ کر بصورتِ استفتا پیش کیا کہ بھاولپور میں دو لڑکیاں جڑواں ہیں ان کے نکاح کی کیا صورت ہوسکتی ہے۔ اس کے جواب میں مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ حرمتِ جمع بین الاختین کی علت قطع رحم ہے۔ صورت مسئولہ میں چونکہ یہ اطمینان ہے کہ جڑواں بہنیں آپس میں اتفاق ومحبت سے رہیں گی اس لئے دونوں کا نکاح ایک مرد سے کیا جاسکتا ہے۔ حالانکہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ بھاولپور میں ایسی لڑکیاں نہیں ہیں۔

۵۔ مودودی صاحب اور متعہ

متعہ کی حرمت پر قرآن حکیم کی نصوص صریحہ موجود ہیں اور امت کا اجماع ہے بلکہ محققین کا نظریہ تو یہ ہے کہ اسلام میں متعہ مروجہ ایک آن کے لئے بھی

حلال نہیں ہوا۔ مکہ میں نازل شدہ صریح آیات کے خلاف مدینہ پہنچ کر اجازت کیسے مل گئی؟ جن احادیث سے عارضی طور پر چند ایام کے لئے جواز مفہوم ہوتا ہے ان سے متعہ مروجہ مراد نہیں بلکہ نکاح بمہر قلیل باضمار نیت فرقت مراد ہے ۔ یہ اجازت بھی بعد میں منسوخ ہوگئی ۔ بہرکیف حقیقت کچھ بھی ہو اس پر امت کا اجماع ہے کہ متعہ قیامت تک کے لئے حرام کر دیا گیا ہے مگر پوری امت اور نصوص قرآنیہ کے خلاف مودودی صاحب نے ترجمان القرآن بابت اگست ۱۹۵۵ء میں بوقت ضرورت جواز متعہ کا فتویٰ شائع فرما دیا پھر جب اس پر چاروں طرف سے لے دے شروع ہوئی تو فرماتے ہیں کہ میں نے تو شیعہ کو یہ مشورہ دیا تھا، حالانکہ ہر شخص مودودی صاحب کا پہلا مضمون دیکھ کر یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ انہوں نے یہ مضمون اہلِ سنّت اور شیعہ کے درمیان محاکمہ کے طور پر تحریر کیا ہے۔ راقم الحروف کے علم میں جماعت کے ایسے لوگ ہیں جو مودودی صاحب کے پینترا بدلنے سے قبل جوازِ متعہ پر دھواں دار تقریریں فرماتے تھے۔

۶۔ مودودی صاحب اور دجال

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے قیامت سے قبل خروجِ دجال کی پیشگوئی فرمائی ہے اس پیشگوئی کے صدق پر پوری امت کا اجماع ہے۔ کسی مسلمان کو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے صدق میں شبہ تو کیا وہ اس کا وسوسہ لانے کو بھی کفر سمجھتا ہے مگر مودودی صاحب کی شوق تخریب میں دریدہ دہنی ملاحظہ فرمائیں۔

رسائل و مسائل ص۵۵ تا ص۵۷ میں مزاحیہ انداز میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کی تکذیب کی ہے، ذرا اس مجددِ اسلام کی قوتِ استدلال کا بھی اندازہ لگائیں۔ رسائل و مسائل طبع سوم میں فرماتے ہیں کہ ساڑھے

تیرہ سو سال گذرنے پر بھی دجال ظاہر نہیں ہوا اس سے اس کی حقیقت واضح ہوگئی۔ سبحان اللہ کیسی دلیل ہے، اگر شیطان نے یہی دلیل انکارِ قیامت سے متعلق بھی القا کر دی تو مودودی صاحب فرمانے لگیں گے دیکھا چودہ سو سال گزرنے پر بھی قیامت نہیں آئی تو اس سے ثابت ہوا کہ قیامت کا خیال محض افسانہ ہے اور آیت "اقتربت الساعۃ" انہی افسانہ نویسوں کا اختراع ہے۔

۷۔ مودودی صاحب اور تقیّہ

مودودی صاحب نے تقیہ میں حیرت انگیز کردار ادا کیا کہ لفظ تقیہ میں بھی تقیہ سے کام لے کر اس کے لئے "حکمت عملی" کی جدید اصطلاح وضع کی پھر جوازِ تقیہ پر استدلال کے لئے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر افتراء باندھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی۔ ترجمان القرآن بابت دسمبر ۱۹۵۶ء میں حکمتِ عملی (تقیہ) کا ثبوت یوں پیش کرتے ہیں۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حکمت عملی (تقیہ) کے تحت قرآنی مساوات کے خلاف "الائمۃ من القریش" کا فیصلہ فرمایا۔

۸۔ مودودی صاحب اور مرکزِ اسلام

مودودی صاحب کعبۃ اللہ کے خدام کو بنارس اور ہردوار کے پنڈت سمجھتے ہیں (خطبات مودودی ص۳۰۲)

غور طلب

مندرجہ ذیل عقائد مذہب شیعہ کا شعار اور مابہ الامتیاز ہیں۔

(۱) تحریف قرآن (۲) بغض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم (۳) سلف صالحین کو گمراہ قرار دینا اور ان کو ہدفِ ملامت بنانا (۴) متعہ (۵) تقیہ۔

مودودی صاحب ان پانچوں عقائد میں شیعہ سے متفق ہیں۔ مودودی
صاحب کی عبارت سے ان کا عقیدہ تحریف قرآن معنوی صراحتاً اور تحریف
لفظی لزوماً ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں، مسئلہ متعہ پر چاروں طرف سے اعتراضات
کی بوچھاڑ ہوئی تو تقیۃً اسے گول کر دیا اور تقیہ میں بھی یوں تقیہ کیا کہ اس کا
نام بدل کر حکمت عملی رکھ دیا۔ شیعہ مذہب میں تقیہ اسلام کا اتنا ضروری
رکن ہے کہ بدون تقیہ اسلام قبول نہیں۔ اسی لئے مسلمان امام کے پیچھے
صف اوّل میں شیعہ کا نماز پڑھنا ثواب میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے
نماز پڑھنے کے برابر ہے۔ جب اس قسم کے پکے تقیہ باز شیعہ ۳۱۳ ہو جائیں
گے تو امام مہدی غار سے نکلیں گے (حوالہ جات احسن الفتاوی میں ملاحظہ فرمائیں)۔
مودودی صاحب کے عقاید بالا کو دیکھ کر یہ شبہ ہوتا ہے کہ کہیں آپ بھی ان ۳۱۳
میں سے تو نہیں۔ اس شبہ کو مزید تقویت اس سے ملتی ہے کہ طہران میں شیعہ لوگ
مودودی صاحب کی کتابوں کا فارسی ترجمہ کر کے شائع کر رہے ہیں۔ **علاوہ ازیں**
میں نے ایک مولوی صاحب کو کچھ حوالہ جات دیکھنے کی غرض سے ناظم آباد نمبر ۲ میں
واقع شیعہ لائبریری مکتب العلوم میں بھیجا، انہوں نے لائبریری کے نائب ناظم جعفری
صاحب سے دریافت کیا کہ شیعہ مفسرین میں سے آپ کے ہاں کس کس کی تفسیر موجود
نہیں تو جعفری صاحب نے سب سے پہلے مودودی صاحب کا نام لیا پھر کہا کہ
عنقریب مودودی صاحب کی تفسیر بھی آجائے گی۔ **تیسری شہادت** بعض قابلِ
اعتماد ذرائع سے انکشاف ہوا ہے کہ مودودی صاحب کی کتاب خلافت و ملوکیت
مشہور شیعہ مطاہر علی کی عربی کتاب "منہاج الکرامۃ و معرفۃ الامامہ" کا ترجمہ ہے۔

تحقیق طلب | مجھے متعدد ذرائع سے یہ روایت پہنچی ہے کہ مودودی صاحب
کے آباو اجداد شیعہ تھے اور بغض صحابہؓ ان کا موروثی ورثہ ہے یہ بھی سنا ہے

کہ محمود احمد صاحب عباسی نے اپنی کتاب "ہفوات مودودی" میں اسے
ثابت کیا ہے اگر کسی صاحب کے پاس یہ کتاب ہو یا اس سے متعلق کچھ
تحقیق ہو تو مجھے مطلع کریں اور اگر خود مودودی صاحب اس کی وضاحت
کر دیں تو کیا ہی بہتر ہوگا۔

مودودی صاحب سے صرف دو سوال

ہم آخر میں مودودی صاحب سے صرف دو سوالوں کا جواب چاہتے ہیں۔

۱ ــ آپ کا طریق فکر، اصولِ روایت اور جدید اسلام کے قواعد و
ضوابط اور اس طریق فکر کے محافظ و حامل رجال کا سلسلہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و
سلم تک پہنچتا ہے یا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کی نشاندہی فرمائیں
کہ کون کون سی کتب علماء مدارس اور کون سی فقہ آپ کے خیالات کی ترجمانی کر رہی
ہے؟ اگر یہ دعویٰ کریں کہ ہم نے یہ نظریات کتابوں سے لئے ہیں تو اصول
مشاہدہ مسلم اور متفق علیہ ہے کہ دنیا کا کوئی فن بھی ماہرین فن کی صحبت اور
تربیت کے بغیر صرف مطالعۂ کتب سے حاصل نہیں ہو سکتا تو دین کی فہم
اس اصول سے کیوں مستثنیٰ ہے؟
اور اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو جس اسلام کے قواعد ضوابط
کی تدوین چودہ سو سال کے عرصہ تک نہ ہو سکی وہ کیسے قابلِ اعتماد ہو سکتا ہے؟

۲ ــ جب کسی صحابی کی تقلید بھی جائز نہیں بلکہ گناہ سے شدید تر ہے۔
تو آپ اپنی اطاعت اور تقلید کیوں واجب قرار دے رہے ہیں؟
ممکن ہے کہ کوئی صاحب یہ فرمائیں کہ صرف امور انتظامیہ میں امیر کی اطاعت
لازم ہے اس لئے کہ اس کے سوا نظم چل ہی نہیں سکتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ

یہی علت تقلید میں موجود ہے۔

اس ہوا پرستی کے دور میں ہر مدعی علم کو اگر اجتہاد کی اجازت دے دی جائے تو سارا دین منہدم ہو جائے گا۔

اب نمبروار سوالات کے جوابات ملاحظہ ہوں۔

(۱) جماعت اسلامی اہل سنت سے خارج ہے اور اپنے مخصوص عقائد کی وجہ سے عام مسلمانوں سے الگ ایک مستقل فرقہ ہے۔

(۲) ان کے ساتھ کسی قسم کا تعاون جائز نہیں۔

(۳) انہیں رشتہ کرنا جائز نہیں۔

(۴) ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں۔

اگر کسی مسجد میں اس عقیدہ کا امام ہو تو با اثر حضرات پر اسے علیحدہ کرنے کی کوشش کرنا فرض ہے۔

اگر مسجد کی منتظمہ امام بدلنے پر طیار نہ ہو تو اہل محلہ پر فرض ہے کہ ایسی منتظمہ کو برطرف کر کے دوسری صحیح العقیدہ منتظمہ منتخب کریں۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر قائم رکھیں اور ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ رکھیں۔

اللھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ آمین

معذرت

میں نے اس مضمون پر نظر ثانی کے وقت چاہا کہ مودودی صاحب کی تصنیف کو کچھ مزید دیکھ لیا جائے مگر جیسے دیکھنا شروع کیا تو خرافات

کے اتنے بڑے انبار نظر آئے کہ ہر ایک میں سے بطور نمونہ بھی کچھ تھوڑا سا حصہ نقل کیا جائے تو اس کے لئے کئی ضخیم جلدوں کی ضرورت پڑے گی۔ اس لئے آگے دیکھنے کی ہمت نہ ہوئی۔

رشید احمد عفا اللہ عنہ وعافاہ

۱۷ رجب ۹۶ ہجری

(بقیہ ص۴۶) اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے الفاظ اور مفہوم دونوں کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ ارشاد ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون، دوسری جگہ فرمایا، ان علینا جمعہ و قرانہ فاذا قرأناہ فاتبع قرانہ ثم ان علینا بیانہ، ان نصوص صریحہ کے خلاف مودودی صاحب کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن کی تین چوتھائی سے زیادہ تعلیم بلکہ روح تو پورے ہی قرآن کی غائب ہے۔

ذرا غور فرمائیں کہ تحریر مذکور پڑھنے والوں پر کیا اثر ہوگا؟ وہ اس سے کیا نتائج اخذ کریں گے؟ اور قرآن و اسلام سے متعلق ان کے قلوب میں کیا کیا شکوک و شبہات پیدا ہونگے؟ کیا اس تحریر کو دیکھنے والا امور ذیل پر غور کرنے کے لئے مجبور نہیں ہوگا؟

(۱) اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظتِ قرآن کا وعدہ غلط اور جھوٹ ہے، نعوذ باللہ من ذٰلک

(۲) جب قرآن کی صحیح تعلیم اور حقیقی روح صدیوں سے غائب ہے تو اب چودہ سو سال کے بعد مودودی صاحب کو قرآن کا صحیح علم اور اسکی روح کہاں سے مل گئی؟ جب چودہ سو سال تک کے بڑے بڑے مشہور مفسرین، محدثین اور ائمۂ دین نے قرآن کو نہیں سمجھا، تو آج مودودی یا کسی اور کی قرآن دانی پر کیسے اعتماد کیا جا سکتا ہے؟ نتیجہ یہ کہ قرآن اور اسلام کی صحیح ترجمانی میں کسی کی رائے بھی قابلِ اعتماد نہیں، لہٰذا ایسے قرآن اور اسلام ہی کو سلام، نعوذ باللہ من ذٰلک

(۳) جب آج تک پوری امتِ مسلمہ مفہومِ قرآنی کی حفاظت سے مجرمانہ غفلت میں مبتلا رہی یا عمداً مفہوم قرآن کی تحریف میں مصروف رہی تو ایسے مجرم، بد دیانت اور دشمنانِ قرآن کے ذریعہ سے پہنچے ہوئے الفاظِ قرآن کی صحت کیسے قابلِ اعتماد ہو سکتی ہے؟ پس مفہومِ قرآن سے متعلق مودودی صاحب کے عقیدہ عدمِ حفاظت پر لازم آتا ہے کہ معاذ اللہ قرآن کے الفاظ بھی محفوظ نہیں، اسی طرح انہی وسائط سے پہنچنے والی احادیث اور پورا اسلام مشکوک اور ناقابلِ اعتماد ٹھہریگا۔

اللہ تعالیٰ شوقِ اجتہاد کے فتنوں سے امتِ مسلمہ کی حفاظت فرمائیں۔ آمین

(ضمیمہ ص۱۵۶ پر ملاحظہ فرمائیں)

کتاب خلافت وملوکیت سے معلوم ہوا کہ مودودی صاحب فتنۂ سبائیت کے مجدد ہیں اور باطناً شیعہ ہیں اور تبرّا کو ماڈرنائیزڈ کر کے اپٹوڈیٹ طرز پر سُنّیوں کو شیعہ بنانے میں خاصہ کمال دکھایا ہے۔

مجدد سبائیت

شیخ الحدیث کی چند سطروں میں

حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب سابق شیخ الحدیث
ندوۃ العلماء لکھنؤ
(استاد حدیث مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن۔ کراچی)
راقمطراز ہیں (عادلانہ دفاع ج ۲ ص ۱۷۱)

(ابن سبا) ایک یہودی تھا جس کے سینے میں اسلام کی دشمنی اور عداوت کے شعلے بھڑک رہے تھے ازراہ نفاق اس نے مسلمان ہونے کا اظہار کیا اور مسلمان بن کر ایک مذہب .... کی بنیاد ڈالی جس کی خشت اول صحابۂ کرامؓ سے دشمنی اور عداوت تھی عبداللہ بن ابی نے جو پودا لگایا تھا اور جس کی آبیاری عبداللہ بن سبا نے کی اس میں بہت سی شاخیں پھوٹیں مگر رفض سب میں مشترک رہا اور سچ یہ ہے کہ اسلام میں

جتنے فتنے آج تک پیدا ہوئے ہیں سب کی اصل یہی فتنۂ سبائیت ہی ہے اور اس نے جس قدر نقصان مسلمانوں کو دین و دنیا دونوں کے اعتبار سے پہنچایا ہے اس کا عشر عشیر بھی غیر مسلموں سے نہیں پہنچ سکا۔

موجودہ دور میں بھی ایسے اشخاص موجود ہیں جنہیں فتنۂ سبائیت کا مجدد کہا جا سکتا ہے...... اردو میں لکھنے والوں میں بھی اس قسم کے مصنفین موجود ہیں جن میں نمایاں اور مشہور شخصیت سید ابوالاعلیٰ مودودی امیر جماعت اسلامی پاکستان کی ہے۔ موصوف کی تازہ تالیف خلافت وملوکیت نے نقاب تقیہ کو بالکل ہی پارہ پارہ کر کے موصوف کی سبائیت کو الم نشرح کر دیا ہے بلکہ کتاب میں جس خوبصورتی اور سلیقہ کے ساتھ سبائیت کے تلخ زہر کو شیریں بنا کر ناواقفوں کے حلق سے اتارنے کی کوشش کی گئی ہے اس کی داد نہ دینا ناانصافی ہوگی۔ اور اسے دیکھ کر اس کا قائل ہونا پڑتا ہے موصوف بلاشبہ سبائیت کے مجدد کے مرتبہ پر فائز ہیں۔ اس کتاب کو دیکھ کر ایک ناواقف کے قلب میں صحابۂ کرامؓ کے متعلق جو نفرت وحقارت کا جذبہ پیدا ہوگا وہ تاریخ طبری وابن اثیر وغیرہ کے پورے دفاتر پڑھ کر بھی نہیں پیدا ہو سکتا اسلاف خصوصاً صحابۂ کرامؓ کی تحقیر اور اُن پر بے اعتمادی خود ضلال ہونے کے ساتھ ساتھ بہت سی گمراہیوں کا دروازہ بھی ہے جو شخص موصوف سے بالکل واقف نہ ہو وہ اگر اس کتاب کا مطالعہ کرے گا اور عقل وفہم سے کام لے گا تو یقیناً اس نتیجے پر پہنچے گا کہ خلافت وملوکیت کسی شیعہ کی کتاب ہے جس نے نہایت ہوشیاری سے اپٹوڈیٹ طرز پر اپنے مذہب کا نقش اہل سنت پر بٹھلانے کی

کوشش کی ہے۔ موصوف صحابہ کرامؓ کو مجروح قرار دے کر انھیں
مہذب طریقوں سے سب وشتم کرکے "ماڈرنائزڈ" تبرا کرکے مسلک
اہل سنت والجماعت کو خیرباد کہہ کر معتدل ذہن و دماغ رکھتے ہیں۔

مودودی صاحب باطناً شیعہ ہیں لیکن ظاہری سنیت
کی وجہ سے صاف صاف اس عقیدے کا اظہار نہیں کرسکتے۔ مودودی
صاحب نے بیس اکیس سال کی محنت سے خاصی تعداد ایسے ذہنوں کی
پیدا کردی ہے جن کے دلوں میں صحابہ کرامؓ کی وقعت ماوشما سے کچھ کم
ہی ہے اور جن میں اُن پر تنقید ہی نہیں بلکہ افترا پردازی اور بہتان طرازی
میں بھی کوئی ہچکچاہٹ نہیں محسوس ہوتی ہے میں یہ نہیں کہتا کہ جماعت
اسلامی کے سب افراد بلا استثنا اسی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں لیکن
اس توہین صحابہؓ کو برداشت کرکے جماعت سے وابستہ رہنا اور ایک گمراہ
شخص کو اپنا مقتدا بنانا ہمارے خیال میں قیامت کے دن بازپرس کا
سبب ہوسکتا ہے یہ بھی عرض کردوں کہ مودودی صاحب اور ان کے
بعض رفقاء نے سبائیت اور رفض کے جو جراثیم پھیلائے ہیں ایک کثیر
تعداد ایسے لوگوں کی بھی ان سے متاثر ہوچکی ہے اور ہورہی ہے جو
انکی جماعت سے وابستہ نہیں ہے لیکن اُن سے حسن ظن رکھتی ہے مودودی
صاحب کی ذہانت وطباعی نے تاڑ لیا تھا کہ اب سبائیت کے اسلحہ فرسودہ
ہوچکے ہیں شیعہ سنی کا فرق اب وہ لوگ بھی سمجھنے لگے ہیں جو کسی زمانہ میں
حنفی شافعی اختلاف سے زیادہ وقعت نہ دیتے تھے ان کی فکرِ رسا نے
سبائیت کے لئے ایک ایسا رنگ پیش کیا جسے بہت سے ناواقف
اہل سنت بھی اسی طرح قبول کرلیں کہ سُنیوں میں شامل رہتے

ہوئے بھی شیعہ ہوں اور اس میں شک نہیں کہ کتاب (خلافت وملوکیت)
میں مودودی صاحب نے سبائیت کو جدید لباس پہنانے میں خاصا کمال
دکھایا ہے۔ (ترجمان الاسلام)

۱۴؍ شعبان۔ بحوالہ نظام کانپور

عظمت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

از حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب

"مع چند تنبیہات"

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد — میلش اندر طعنۂ پاکاں زند (رومی)

ترجمہ: جب حق تعالیٰ کسی کی پردہ دری کرنا چاہتے ہیں تو رسوائی سے قبل اسکے
اندر پاک اور مقبول بندوں پر اعتراض کا میلان پیدا ہوتا ہے۔

ایک صحابی سے بھی ہو گر سوئے ظن
ہے وہ بے شک لائقِ گردن زدن

مختصراً انتخاب از کتاب مقام صحابہؓ
مصنفہ: **حضرت مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان**

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی طرف سے امام مالکؒ کا قول

اپنے مکتوبات میں نقل فرمایا ہے کہ جو شخص صحابہ کرامؓ میں سے کسی کو
بھی خواہ وہ ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ ہوں یا معاویہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ

تعالیٰ عنہم) ہوں بُرا کہے تو اگر کفر وفسق کا الزام لگائے تو اس کو قتل کیا جاوے گا اور اس کے علاوہ اگر گالیوں میں سے کوئی گالی دے تو اسے سخت سزا دی جائے گی۔

امام احمد بن حنبلؒ کا قول

جو شخص کسی صحابی پر عیب یا نقص کا الزام لگائے تو اس پر شرعی سزا واجب ہے ایسے شخص کے اسلام کو مشکوک سمجھا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ ایسے شخص کو دین اسلام پر تم ایک تہمت سمجھو۔

امام مسلمؒ کے استاد امام ابو زرعہ عراقیؒ کا قول

جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ کسی صحابی کی تنقیص کر رہا ہے تو سمجھ لو کہ یہ شخص **زندیق** ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن حق ہے اور رسول حق ہیں اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے وہ حق ہے اور ہم تک یہ سب حضرات صحابہؓ ہی کے واسطے سے پہنچا ہے۔ پس جس نے صحابہ کرامؓ کو مجروح کیا اور عیب دار قرار دیا بے شک یہ شخص کتاب اور سنت کو باطل کرنا چاہتا ہے پس اس نالائق ہی کو ہمیں زندیق اور گمراہ کہنا زیادہ اقوم اور احق ہے۔

علامہ حافظ بن تیمیہؒ کا قول

اللہ تعالیٰ کا ارشاد۔ رضی اللہ عنہم ورضوعنہ

علامہ موصوف اپنی کتاب الصارم المسلول علی شاتم الرسول میں

فرماتے ہیں کہ رضاء الٰہی اللہ تعالیٰ کی صفت قدیمہ ہے اسی سے اپنی رضا کا اعلان فرمائیں گے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ وہ آخری عمر تک موجبات رضا کو پورا کرے گا اور جس سے اللہ راضی ہو جائے پھر کبھی اس سے ناراض نہیں ہوتا پس حضرات صحابہؓ سے قلب وزبان کو صاف رکھنا واجب ہے۔

نوٹ۔ مگر مودودی صاحب بعض صحابہ کرامؓ سے بہت ناراض ہیں اور اسی ناراضگی سے مغلوب ہوکر اپنے قلم گستاخ کو بے لگام کئے ہوئے ہیں۔ حق تعالیٰ امت کو اس کے فتنے سے ہمیشہ کے لئے محفوظ فرمادیں آمین

حضرت امام مالکؒ کا قول

جو شخص کسی صحابی کو بُرا کہتا ہے وہ حق تعالیٰ کے اس ارشاد کی گرفت میں آجاتا ہے لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ

تاکہ کفار کو غیظ وغضب میں مبتلا کرے۔ پس صحابی سے غیظ کفار کی علامت قرار دی گئی۔ اور پھر حضرت امام مالکؒ نے پورا رکوع سورہ محمد سے والذین معہ اشداء کا تلاوت کیا۔

علامہ حافظ بن کثیرؒ کا قول

علامہ موصوف اپنی تفسیر بن کثیر میں فرماتے ہیں کہ ہلاکت ہو اس شخص پر جو حضرات صحابہ کرامؓ کے ساتھ یا ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بغض رکھے یا ان کو بُرا کہے ایسے لوگوں کا کس طرح سے قرآن پر ایمان ہے کہ یہ لوگ ایسے محترم حضرات کو بُرا کہتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ

راضی ہوچکا اور قرآن میں اس رضا کا اعلان فرما چکا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ (الآیۃ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ارشاد

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ والذین جاؤ من بعدھم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلاً للذین امنوا الخ
ان آیات قرآنیہ کے پیش نظر جملہ حضرات صحابہؓ کے لئے استغفار کرنا سب مسلمانوں کے لئے حکم الٰہی ہے (اور ان سے کینہ نہ پیدا ہونے کی دعا کا حکم صاف یہ بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے آنے والے فتنوں کا علاج اپنے بندوں کو ۱۴ سو برس پہلے بتا دیا۔ ۱۲)
علماء فرماتے ہیں کہ ان آیات کے پیش نظر اس شخص کا اسلام میں کوئی مقام نہیں جو صحابہ کرامؓ سے محبت نہ رکھے یا ان کے لئے دعا نہ کرے اور ان سے کینہ پیدا ہونے سے پناہ نہ مانگتا رہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا مسلک

حضرت علامہ حافظ ابن تیمیہؒ نے لکھا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں کسی کو اپنے ہاتھ سے کوڑے نہیں مارے سوائے اس مجرم کے جس نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کچھ برائی کی تھی اس نالائق کو خود اپنے ہاتھ سے کوڑے مارے۔
حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ صحابہؓ کا ذکر ہمیشہ

خیر ہی سے کرنا چاہئے۔ ورنہ زبان کو ذکر صحابہؓ سے روک ہی رکھے یعنی برائی سے نہ کرے۔
شیخ الاسلام علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ کو برا سمجھنے والا شیعہ ہے: تو جو برملا باطل پر کہتا ہو اس کے سبائی اور رافضی ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے (جیساکہ مودودی صاحب ہیں) (عادلانہ دفاع ج ۲۷)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر دی گئی کہ فلاں شخص حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہتا ہے تو آپ نے غیظ وغضب کا اظہار فرماتے ہوئے فرمایا کہ مجھے چھوڑو میں اس نالائق کی زبان کاٹوں گا تاکہ آئندہ یہ نالائق اس قابل ہی نہ رہ جائے کہ کسی صحابی کو برا کہے۔

علامہ حافظ ابن عبدالبرؒ کا قول

فرماتے ہیں کہ حضرات صحابہؓ سے بڑھ کر کون عادل ہو سکتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت اور صحبت کے لئے چن لیا ہو۔

چند احادیث مبارکہ

جن سے حضرات صحابہؓ کا مقام واحترام اور قلب وزبان کو ان کی برائی سے بچانے کا حکم ثابت ہوتا ہے

حدیث ۱ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو ہمارے اصحابؓ کو برا کہتے ہیں تو تم کہو لعنت ہو تمہارے اس شر پر (ترمذی شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہؓ کو برا کہنے والا مستحق لعنت ہوتا ہے۔

حدیث ۲ | ترمذی شریف کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ڈرو اللہ سے ڈرو اللہ سے میرے اصحاب کے بارے میں خبردار میرے بعد ان کو نشانۂ ملامت نہ بنانا جس نے ان سے محبت کی تو وہ میری محبت کے سبب ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے میرے ساتھ بغض کے سبب ان سے بغض رکھا جس شخص نے میرے اصحاب کو تکلیف دی اس نے مجھے دکھ دیا اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ کو تکلیف دی اور جس نے اللہ کو تکلیف دی عنقریب وہ عذاب میں پکڑ لیا جاوے گا۔

حدیث ۳ | حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مت برا کہو میرے اصحاب کو۔ اگر تم لوگوں میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر سونا صدقہ کرے تو ہمارے صحابہؓ میں سے کسی ایک کے نہ تو ایک مُد کے برابر صدقے کو پہنچ سکتا ہے نہ نصف مد کو

علامہ حافظ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ مُدّ برابر ہے ایک سیر کے اور سبّ کا مفہوم عام ہے لعن طعن اور ہر برائی کو۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ علماء کا اس طرح کا اختلاف تو پرانا چلا آرہا ہے لہٰذا ہم کو مودودی صاحب کے بارے میں علماء اور اکابر امت کا اختلاف ایک پرانی بات سے زیادہ نظر نہیں آتا۔

جواب: جب سے دنیا قائم ہوئی ہے ایک مثال بھی کسی حق پرست اور مقبول خدا اور متقی عالم کی نہیں ہے جس کو اس وقت کے تمام معاصر علماء نے ایک زبان ہو کر ملحد زندیق اور گمراہ کہا ہو برعکس ہندوپاک کے تمام اکابر علماء نے مودودی صاحب کے لٹریچر کو امت کے لئے گمراہ کن قرار دیا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ چند اہل علم مولانا علی میاں اور مولانا منظور نعمانی اور مولانا مسعود عالم ندوی کچھ دن کے لئے جماعت اسلامی میں کیوں شامل ہو گئے تھے تو دراصل ایڈیٹرانہ قلم کی چاشنی اور ظاہری خوشنمائی نے انھیں دھوکہ دیدیا تھا چنانچہ جب قریب سے دیکھا تو توبہ توبہ کر کے راہ فرار اختیار کیا۔ اس شمول اور خروج کی وجہ پر یہ شعر لکھنا ضروری معلوم

ہوتا ہے ؎

اے بسا خوش قامت کہ زیر چادر باشد
چوں باز کنی مادرِ مادر باشد (سعدیؒ)

عبرت | ایک طرف ہند و پاک کے اکابر علماء، اور ایک طرف تنہا مودودی صاحب اے خدا! تو ہی اس فتنۂ عظیم سے اُمت کو خلاصی عطا فرما۔ آمین

گستاخانہ قلم کا ایک نمونہ

مودودی صاحب کے گستاخانہ قلم کا صرف ایک نمونہ جو احقر نے خود اصل کتاب سے اخذ کیا ہے تاکہ ناظرین اندازہ لگا سکیں کہ ان کی کتابوں کے مطالعہ کے بعد ایمان بھی محفوظ رہ سکے گا؟

از تفہیمات صفحہ ۱۲۲ حصہ دوم - ایڈیشن ۵ سنہ ۱۹۷۰ء

(سیدنا یوسف علیہ السلام نے بادشاہ مصر سے فرمایا)

زمین مصر کے تمام وسائل و ذرائع میرے اختیار میں دے۔ یہ محض وزیر مالیات کا منصب کا مطالبہ نہیں تھا جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں۔ بلکہ یہ ڈکٹیٹرشپ کا مطالبہ تھا اور اس کے نتیجہ میں سیدنا یوسف علیہ السلام کو جو پوزیشن حاصل ہوئی وہ قریب قریب وہی پوزیشن تھی جو اس وقت اٹلی میں مسولینی کو حاصل ہے۔

اور حضرت حکیم الامت تھانویؒ اپنی تفسیر بیان القرآن میں اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ سیدنا یوسف علیہ السلام نے صرف

شعبۂ مالیات کا اختیار طلب فرمایا تھا لیکن عزیز مصر نے اعتماد کے سبب پوری سلطنت کا مختار کل بنا دیا تھا۔

نوٹ:۔ اس انداز تحریر سے ایک پیغمبر کے بارے میں مودودی صاحب کس قسم کا ذہن تیار کرنا چاہتے ہیں پیغمبرانہ قدر و منزلت کو کس درجہ انحطاط کی منزل پر لے جانا چاہتے ہیں۔ اس دور میں ڈکٹیٹر کا لفظ ایک معمولی ادارہ کا سکریٹری بھی اپنے لئے سننا گوارا نہیں کرتا حتیٰ کہ اگر مودودی صاحب کو ڈکٹیٹر کوئی لکھے تو خود اُن کو اور ان کے تلامذہ کو ناگوار ہوگا۔

اصلاح معاشرت کا مسنون طریقہ

اصلاح قیادت اور اصلاح حکومت کا نعرہ بدون اصلاح افراد محض دھوکہ اور فریب ہے کیونکہ معاشرہ بنتا ہے افراد کے اجتماعی کردار سے یعنی اصلاح افراد سے اصلاح معاشرہ خود بخود ہو جاتا ہے دونوں لازم و ملزوم ہیں معاشرہ اور کسی چڑیا کا نام نہیں آجکل سوسائٹی اور معاشرہ کا لفظ اصلاح اعمال کی فکر کو مفلوج اور بے حس کرنے کے لئے اہل زیغ کثرت سے استعمال کرتے ہیں اور اصلاح فرد کی گلو خلاصی کے لئے معاشرہ جیسی شے بے جان کو ذی انسان کیلئے مہیب اور خوفناک جانور کا ہوا دکھاتے ہیں لہٰذا ہر شخص آج لفظ معاشرہ استعمال کرکے ہر برائی کا جواز ثابت کرتا ہے۔ مکی زندگی میں اسلام کی ابتداء اصلاح افراد سے شروع ہوئی جب ایک ایک فرد صالح بنتا گیا انہیں صالح افراد کے مجموعہ سے صالح معاشرہ بنتا گیا۔ آج کل افراد تو اپنی اصلاح کے لئے اختیار اور قدرۃ ذاتی کو استعمال نہ کریں

بس معاشرہ معاشرہ کی صدائے بے سُود لگاتے رہیں تو کس طرح صالح معاشرہ بن سکتا ہے؟ طاقت اور حکومت سے اصلاح معاشرہ کا خیال محض ہوس حکومت ہے اور حب جاہ کے کچھ نہیں ورنہ مکی زندگی میں ہر صحابی اپنی ذاتی اصلاح اور اعمال صالحہ کو اختیار کرنے کے بجائے ۱۳ سال تک اعمال صالحہ سے مفلوج اور معطل ہو کر حکومت کا انتظار کرتا حالانکہ ایسا نہیں۔ اعمالِ صالحہ کی توفیق قلب کی دُرستی پر ہے یعنی ایمان اور یقین کامل پر ہے اور قلب کی درستی اہل اللہ کی صحبت پر موقوف ہے۔ حکومت اور طاقت سے دل دُرست نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ کسی ملک میں جرائم کا انسداد نہیں ہو رہا ہے حالانکہ ان کو جیل کی سزائیں مالی جرمانے جسمانی اذیتیں بھی دی جا رہی ہیں۔ افراد کی صالحیت سے حکومت خود بخود صالح ہو جاوے گی کیونکہ صالحین کی اکثریت صالح حکمران کی ضامن ہے جیساکہ حدیث میں ارشاد ہے اَعْمالکم عُمّالکم۔ تمہارے اعمال ہی تمہارے حکمران ہیں فاسقانہ اعمال کے ساتھ صالح قیادت کا خواب کبھی بھی شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکے گا۔

مودودی صاحب کی اصحابِ رسول سے کھلی عداوت

مودودی صاحب کی "صحابہ دشمنی" کا ایک منظر

ملاحظہ ہو ——— (از کتاب عادلانہ دفاع جلد دوم)

دشمنِ صحابہ لکھتا ہے:۔

"یہ بات بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں نے قاضی ابوبکر ابن العربی کی العواصم من القواصم، امام ابن تیمیہؒ کی منہاج السنۃ اور حضرت شاہ عبدالعزیز کی تحفۂ اثنا عشریہ پر انحصار کیوں نہ کیا، میں ان بزرگوں کا نہایت عقیدتمند ہوں اور یہ بات میرے حاشیۂ خیال میں بھی کبھی نہیں آئی کہ یہ لوگ اپنی دیانت و امانت اور صحتِ تحقیق کے لحاظ سے قابلِ اعتماد نہیں۔ لیکن جس وجہ سے اس مسئلہ میں میں نے ان پر انحصار کرنے کے بجائے براہِ راست اصل ماخذ سے خود تحقیق کرنے اور اپنی آزادانہ رائے قائم کرنے کا راستہ اختیار کیا۔ وہ یہ ہے کہ ان تینوں حضرات نے دراصل اپنی کتابیں تاریخ کی حیثیت سے بیانِ واقعات کے لئے نہیں بلکہ شیعوں کے شدید الزامات اور ان کی افراط و تفریط کے رد میں لکھی ہیں جن کی وجہ سے عملاً اُن کی حیثیت وکیل صفائی کی سی ہو گئی ہے۔ اور وکالت، خواہ وہ الزام کی ہو یا صفائی کی، اس کی عین فطرت یہ ہوتی ہے کہ اس میں آدمی اسی مواد کی طرف رجوع کرتا ہے جس سے اس کا مقدمہ مضبوط ہوتا ہو اور اس مواد کو نظر انداز کر دیتا ہے جس سے اُس کا مقدمہ کمزور ہو جائے" (خلافت و ملوکیت صفحہ ۳۲۰)

مودودی صاحب ــ سُنّی یا رافضی؟

کیا مودودی صاحب کے اس واضح بیان کے بعد بھی ان کی اصحابِ رسول سے دشمنی و عداوت میں کوئی شک باقی رہ جاتا ہے؟۔ صحابہ کرامؓ اور دشمنانِ صحابہؓ کے مقدمہ میں حضرت قاضی ابن العربی، امام ابن تیمیہ شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہم اللہ صحابہ کرامؓ کی طرف سے وکیل صفائی ہیں۔ مودودی صاحب۔ ان بزرگوں کے صرف عقیدت مند ہی نہیں نہایت عقیدتمند ہیں اور ان کے نزدیک یہ بزرگ اپنی دیانت و امانت اور تحقیق کے لحاظ سے قابلِ اعتماد نہیں" مگر یہ حضرات

چونکہ صحابہ کرامؓ کے وکیل صفائی ہیں۔ اس لئے مودودی صاحب نے ان کی تحقیقات کو تو نظر انداز کر دیا ہے اور واقدی، سیف بن عمر، ابن الکلبی اور جعفر بن سلیمان ایسے مردود و متروک کذّاب و وضاع، و رافضی اور رافضی مثل الحمار راویوں کی روایات، بلکہ خرافات کو صحیح تاریخ قرار دینے پر مصر ہیں محض اس لئے کہ ان خرافات سے صحابہ کرامؓ کے مطاعن و مثالب ثابت ہوتے ہیں۔ کیا اس کے بعد بھی مودودی صاحب کے خود رافضی اور دشمنِ صحابہؓ ہونے میں کسی صحیح الدماغ انسان کو شبہ ہو سکتا ہے؟

جو شخص ائمہ اعلام اسلام کی صحیح تحقیقات سے خوشہ چینی کو تو اپنی شان تحقیق کے خلاف سمجھے اور ساڑھے تین سو صفحے کی کتاب میں ان حضرات سے ایک لفظ بھی نقل نہ کرے محض اس لئے کہ وہ حضرات صحابہؓ کے وکیل صفائی ہیں۔ اور جلے بھُنے رافضی راویوں کے چبائے اور اُگلے ہوئے "نوالوں" سے اپنا اور اپنی کتاب کا پیٹ بھرے اس کے رافضی ہونے میں اور اُسے رافضی کہنے میں کسی کو کیا تامل ہو سکتا ہے؟

مودودی صاحب بحیثیتِ وکیلِ استغاثہ

بات یہ ہے کہ مودودی صاحب حضراتِ صحابہؓ کے خلاف مدّعی ہی نہیں، وکیلِ استغاثہ بھی ہیں۔ اس لئے آپ نے آئمہ دین کی تحقیقات کو اس کی صحت اقرار و اعتراف کرنے کے باوجود نظر انداز کر دیا۔ کیونکہ اس سے آپ کا مقدمہ کمزور ہوتا تھا۔ حالانکہ وہ تحقیقات کتاب و سنت کی روشنی میں تھیں۔ اور مردود و متروک رافضی راویوں کی خرافات کو سر آنکھوں پر رکھا۔ کیونکہ اس سے صحابہ کرامؓ کے خلاف مودودی صاحب کا مقدمہ مضبوط ہوتا تھا، اور آدمی اسی مواد کی طرف

رجوع کرتا ہے جس سے اس کا مقدمہ مضبوط ہوتا ہو" (خلافت و ملوکیت ص۳۴۲)

مودودی صاحب! کچھ حشر کا فکر کریں

اگر مودودی صاحب کا دلِ صحابہؓ دشمنی میں بالکل سیاہ نہیں ہو گیا اور اس میں کچھ بھی خوفِ خدا اور فکرِ آخرت باقی ہے تو وہ اپنے رویہ پر نظر ثانی کریں۔ قیامت کے دن ظاہر ہے کہ صحابہ کرامؓ کے وکلا صفائی اصحابؓ رسولؐ کے ساتھ ہوں گے۔ اور اصحابِ رسولؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ! دوسری طرف دشمنانِ صحابہؓ ہوں گے۔ ابن سبا ملعون، اس کی سبائی پارٹی اور روافضی اور انکے ساتھ اُن کے وکلا ہوں گے۔ مودودی صاحب اس دن رسولؐ و اصحابِ رسولؐ اور وکلائے اصحاب رسولؐ کے ساتھ اپنا حشر چاہتے ہیں یا ابن سبا ملعون اس کی مردود جماعت اور روافض کے ساتھ؟ اگر وہ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور انہیں اپنی عاقبت کا خیال ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لواء حمد کے نیچے کھڑا ہونا چاہتے ہیں تو انہیں اپنی موجودہ ضد و جحود کی روش ترک کر دینی چاہیئے۔ اور توبہ و استغفار کر کے عداوتِ صحابہؓ سے باز آجانا چاہیئے

آیئے! اب اصل بحث کی طرف رجوع کریں۔

صرف نقال اور مولف خطرناک دھوکہ شرمناک فریب

مودودی فرقہ کے متعصب لوگ کہتے ہیں کہ "مودودی صاحب تو مولف ہیں۔ مصنف نہیں انہوں نے جو کچھ لکھا ہے، اسلامی تاریخ کی مشہور و معتبر کتابوں سے نقل کر کے لکھا ہے اسلامی تاریخ کی مشہور و معتبر کتابوں سے

نقل کر کے لکھا ہے، اپنی طرف سے تھوڑا ہی لکھا ہے"

جاہل اور اندھے متعصبین کی اس گمراہ کن منطق سے بے خبر لوگوں کو یہ تصور دینا منظور ہوتا ہے کہ مودودی صاحب تو صرف ناقل ہیں ورنہ یہ ساری باتیں کتابوں میں موجود ہیں۔ اُن کا "قصور" صرف یہ ہے کہ انہوں نے کتابوں سے ان حقائق کو برآمد کر کے عوام کے سامنے رکھ دیا ہے۔

چیلنج! اس قسم کی "مجگالی" کرنے والوں کو میں چیلنج کروں گا کہ اگر واقعی مودودی صاحب صرف نقال اور مؤلف ہیں اور انہوں نے بغض و عداوتِ صحابہؓ سے مجبور و مغلوب ہو کر از خود کچھ نہیں لکھا تو وہ دُنیا کی کسی تاریخ سے یہ الفاظ ثابت کر دیں کہ — "مال غنیمت کی تقسیم کے معاملہ میں حضرت معاویہؓ نے کتاب و سُنّت کے صریح احکام کی خلاف ورزی کی"۔

دعویٰ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ بات نہ صرف تاریخ اسلام کی مستند ترین کتابوں سے قطعاً ماخوذ نہیں بلکہ دنیا کی کسی تاریخ سے اس ہفوات کا سراغ نہیں ملتا۔ یہ صرف مودودی صاحب کے بغض و عناد عن الصحابہؓ کا کرشمہ ہے۔

منہ مانگا انعام اگر مودودی صاحب ہمارا چیلنج قبول فرما کر ایک واقعہ ایسا ثابت کر دیں کہ مال غنیمت میں سے سونا چاندی ان کے لئے نکال لیا گیا ہو اور حضرت معاویہؓ کا حکم مندرجہ مبینہ ثابت کر دیں تو جو وہ انعام فرمائیں ہم پیش کر دیں گے۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار . . . . .

بدقسمتی کی انتہا ملت کی بدقسمتی کی انتہا ہے کہ اس درجہ جھوٹے انسان کو نہ صرف منہ لگایا جاتا ہے بلکہ بین الاقوامی

شخصیت قرار دیکر بانس پر چڑھایا جاتا ہے۔

عہد حاضر کی بین الاقوامی علمی شخصیت کا کمال ملاحظہ ہو
(یعنی مودودی صاحب کا)

اجلّہ علماء کے اجماع کے خلاف زیاد کی بات پر ایمان لے آکر اپنی جہالت کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہیں مودودی صاحب جس راوی کی روایت کا سہارا لیکر ایک صحابی کاتب وحی کو مطعون کرتے ہیں اس کا نام زیاد ہے اور اہل علم کا اجماع ہے کہ یہ راوی جھوٹا ناقابل اعتبار ہے۔ (مگر مودودی صاحب کو اپنا باطنی بغض نکالنے کے لئے سبائی رافضی کسی کی روایت بھی کافی ہے جس سے صحابہ کرامؓ کی اہانت کا ثبوت ہو جائے) حالانکہ اس ساقط الاعتبار روایت میں ان کے لئے سونا چاندی جدا کرنے کے الفاظ سے مراد حضرت معاویہؓ کی ذات نہیں بلکہ بیت المال مراد ہے۔ امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ مال غنیمت سے کل سونا چاندی بیت المال میں جمع کیا جائے۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۲۹) مودودی صاحب کی دیانت کی انتہا ہے کہ البدایہ کا جو حوالہ دے رہے ہیں وہاں بیت المال مذکور ہے مگر مودودی صاحب حضرت معاویہؓ کے لئے ثابت کر رہے ہیں۔

مودودی صاحب کی خیانت اور بغضِ صحابہ رضؓ مودودی صاحب کے بغض و عناد و فساد قلب کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بجائے خود مودودی صاحب کا خائن و ظالم ہونا ثابت ہو گیا اور اب کسی اندھے متعصب کے سوا کسی کو اس میں شبہ نہ رہا کہ اس شخص کا دل خوف خدا سے یکسر خالی اور صحابہ کرامؓ کی عداوت و بد اندیشی کے جذبات سے لبریز

ہے کوئی سچا سُنّی مسلمان ان ہزلیات و خرافات پر اعتماد نہیں کر سکتا الا مودودی۔

روافض سے بازی جیت گئے

روافض تو بنو امیہ کی حکومت کو اس طرح بدنام کرتے تھے مگر ہمارے محقق مورخ حضرت معاویہؓ کو بدنام کر رہے ہیں اس طرح وہ روافض سے بازی لے گئے۔

مودودی صاحب کی بد قسمتی

مودودی صاحب کی قسمت بد میں صحابہؓ کی شان میں گستاخی و بد گوئی مقدر ہے امام مظلوم سیدنا غنیؓ سے لے کر ہر عظیم صحابی کو ان کے گستاخ و بے باک قلم نے ہدف سب و شتم اور نشانۂ طعن و تشنیع بنایا ہے۔

اخبار کی رائے

اگر یہی تنقید ایک شیعہ کے قلم سے شایع ہوتی تو یقیناً صحابۂ کرامؓ پر سب و شتم قرار دی جاتی۔

(رضاکار ۱۶ر جولائی ۱۹۶۵ء)

مودودی صاحب سے ایک درخواست

مودودی صاحب از راہ کرم اپنے رافضی اور شیعہ ہونے کا اعلان کر دیں اور تقیہ سے بے نقاب ہو کر اُمت کو اپنے فتنہ سے آگاہ کر دیں تاکہ سُنی حضرات تو اس فتنۂ ماڈرنائز تبرا سے محفوظ ہو جائیں۔

فہرست چند کتب برائے معلومات

مودودی صاحب کے گمراہ کن لٹریچر کے دندان شکن جوابات حسب ذیل کتابوں میں مطالعہ کیجئے۔ حق کی تلاش کرنے والوں کے لئے اکابرامت کی فتنۂ مودودیت کے رد میں لکھی ہوئی

کتابیں ہیں۔

الاستاذ المودودی

یہ کتاب حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری دامت برکاتہم نے عربی زبان میں تحریر فرمایا ہے اور عنقریب اس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہونے والا ہے۔ کتاب مذکور عربوں کے لئے لکھی گئی ہے اور عرب ممالک میں اہتمام سے بھیجی جا رہی ہے تاکہ اہل عرب بھی مودودی صاحب کی بنیادی گمراہیوں سے آگاہ ہو جاویں۔

فتنۂ مودودیت۔ صفحات ۱۸۲

مصنفہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم یہ کتاب مبارک فتنۂ مودودیت سے نجات کے لئے نور ہدایت ہے۔

عادلانہ دفاع جلد اول و جلد ثانی

اس کتاب کو مناظر پاکستان مولانا سید نور الحسن بخاری نے لکھا ہے جس میں اجلّہ اصحابؓ رسولؐ کے خلاف مودودی صاحب کے ظالمانہ، جارحانہ حملوں کا اور ان کے بے اصل و بے بنیاد ۶۷ مطاعن و اعتراضات، ایمان سوز و شرمناک بہتانات و افترآت اور لغو بیہودہ ہذیانات و خرافات اور ۱۰ بد دیانتی اور ۱۸ جھوٹ۔ ۷ گھڑنتو۔ ۴ مغالطے کے ۱۵۳ مفصل مدلل اور مسکت جوابات دیے گئے ہیں۔

اظہار حقیقت بجواب خلافت و ملوکیت

مصنفہ حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب سندیلوی سابق شیخ الحدیث ندوۃ العلما لکھنؤ۔ اب دُعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ اس کتاب "اکابرامت اور مودودی صاحب" کو قبول فرما کر اپنے ان بندوں کے لئے

بھی ہدایت کا سبب بنادیں جن کے رگ و ریشے میں مودودی فتنے کا زہر پیوست ہو چکا ہے وماذالک علی اللہ بعزیز اور حق تعالیٰ پر یہ کچھ مشکل نہیں ؎

جوش میں آئے جو دریا رحم کا　　گبر صد سالہ ہو فخر اولیاء

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم بحق رحمتک و رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

احقر محمد اختر عفا اللہ عنہ

۲ رمضان مبارک ۱۳۹۶ھ
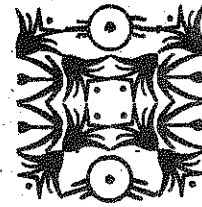
تارکین مودودی جماعت اور تائبین کرام کی شانیں

احقر مؤلف کتاب محمد اختر عفی عنہ کے دو اشعار جن میں ان سب حضرات کے اسمائے گرامی اختصار کے ساتھ آ گئے ہیں

(۱) نہ من تنہا ازیں بیگانہ رفتم
علی[۱] و اشرف[۲] و منظور[۳] ہم رفت

(۲) زغازی[۴] و محی الدین[۵] احمد
زعالم[۶] آں شب دیجور ہم رفت

یہ اشعار محی الدین احمد کی طرف سے احقر نے لکھے ہیں

ترجمہ: ۱ میں تنہا مودودی صاحب کے ظلمت خانے سے نہیں نکلا بلکہ حضرت مولانا علی میاں ندوی اور حکیم عبد الرحیم اشرف اور حضرت مولانا منظور نعمانی مدیر الفرقان لکھنؤ بھی اس جماعت مودودی سے تائب ہوئے۔

۲ اور عبد الجبار غازی اور محی الدین احمد اور مولانا مسعود عالم ندوی سے بھی وہ تاریک رات دور ہو گئی یعنی جماعت سے تائب ہو گئے۔

ازکتاب اظہار حقیقت

بجواب خلافت و ملوکیت جلد اوّل

مصنفہ: حضرت مولانا محمد اسحٰق صدیقی ندوی سابق مہتمم
و شیخ الحدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
استاد حدیث مدرسہ عربیہ نیو ٹاؤن۔ کراچی

ترتیب :- از محی الدین احمد (حیدرآباد دکن)
تائب از شرکت جماعت اسلامی دس سالہ

مودودی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"بعض حضرات اس معاملہ میں یہ نرالا قاعدہ کلیہ پیش کرتے ہیں کہ ہم
صحابۂ کرام کے متعلق صرف وہی روایت قبول کریں گے جو ان کی شان
کے مطابق ہوں اور ہر اس بات کو رد کردیں گے جس سے ان پر حرف
آتا ہو۔ خواہ وہ کسی صحیح حدیث میں وارد ہوئی ہو" (خلافت و ملوکیت)

قارئین کرام! مودودی صاحب کی اس عبارت کو ذہن میں رکھئے کس طرح
موصوف نے نہایت چالاکی اور عیاری کے ساتھ صحیح مسلک اہل سنت کی غلط ترجمانی
کرکے قاری کے جذبات کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ خلافت و ملوکیت
میں صحابۂ کرامؓ پر لگائے گئے سنگین الزامات کو "صحیح حدیث" کی روایت سمجھ

کر تسلیم کرتا چلا جائے۔

مودودی صاحب کی قلمی عیاری کے چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں
تاکہ قارئین پر ان کا صحابۂ کرامؓ سے بغض رکھنا واضح ہو جائے۔ (مرتب)

(۱) بغضِ معاویہؓ

حضرت عمرو بن الحمق رضی اللہ عنہ کے متعلق لسان المیزان میں پہلی روایت
تو یہ لکھی ہے کہ وہ واقعۂ حرہ میں شہید ہوئے۔
دوسری روایت ابومخنف کی ہے کہ وہ ایک غار میں چھپے ہوئے تھے
وہاں انھیں سانپ نے ڈس لیا اور حضرت معاویہؓ کے گورنر نے لاش کا سر
کاٹ کر حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجا مودودی صاحب نے پہلی روایت کو چھوڑ
کر اسی ابومخنف کذاب کی موضوع اور جھوٹی روایت کو درج کتاب کیا ہے۔
حالانکہ وہ خود اپنی اسی کتاب میں اعتراف کرچکے ہیں کہ محققین فن رجال ابومخنف
کو کذاب اور شیعی کہتے ہیں لیکن بغض معاویہؓ نے ان کی آنکھوں پر پردے
ڈال دیئے اور اسی کذاب کی روایت کو انھوں نے صرف اس لئے قبول کرلیا کہ
اس سے خلیفۃ المسلمین امام معاویہؓ کی شان اقدس کی منقصت کا پہلو نکلتا تھا۔

(۲) بغض سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ

امام عادل سیدنا عثمانؓ پر مطاعن کی ابتدا کرتے ہوئے مودودی صاحب
لکھتے ہیں:

"حضرت عمرؓ کو اپنے آخر زمانہ میں اس بات کا خطرہ محسوس ہوا
کہ کہیں ان کے بعد عرب قبائلی عصبیتیں (جو اسلامی تحریک کے

زبردست انقلابی اثر کے باوجود ابھی بالکل ختم نہیں ہوگئی تھیں) پھر نہ جاگ اٹھیں اور ان کے نتیجے میں اسلام کے اندر فتنے برپا ہوں۔ چنانچہ ایک مرتبہ اپنے امکانی جانشینوں کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے انھوں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے حضرت عثمانؓ کے متعلق کہا کہ اگر میں ان کو اپنا جانشین تجویز کروں تو وہ بنی ابومعیط (بنی امیہ) کو لوگوں کی گردنوں پر مسلط کردیں گے اور وہ لوگوں میں اللہ کی نافرمانیاں کریں گے۔ خدا کی قسم اگر میں نے ایسا کیا تو عثمان یہی کریں گے اور اگر عثمان نے ایسا کیا تو وہ لوگ ضرور معصیتوں کا ارتکاب کریں گے اور عوام شورش کرکے عثمان کو قتل کردیں گے۔" ص ۹۸، ۹۹

مودودی صاحب نے یہ روایت استیعاب کے حوالے سے نقل کی ہے روایت کے اعتبار سے استیعاب کا جو حال ہے وہ ہم گذشتہ صفحات میں واضح کرچکے ہیں اور بتاچکے ہیں (کہ یہ کتاب ہرگز قابلِ اعتماد نہیں کہی جاسکتی)[1] لیکن سند کے لحاظ سے بھی یہ بالکل بے جان ہے۔

ذرا اس کے بعض راویوں کے چہرے ملاحظہ ہوں۔

اس میں ایک راوی عبدالوارث بن سفیان یا سلیمان ہے، جو مجہول ہے۔

محمد بن احمد بن ایوب ضعیف الراوایہ و منکر الحدیث ہے۔ یحییٰ بن معین نے انھیں کذاب کہا ہے (میزان الاعتدال ص ۲۳ ج ۳)

سلیمان بن داؤد کوفی شیعہ ہے۔ شیعوں کے مشہور عالم شیخ حلّی نے بھی اسے شیعہ کہا ہے (خلاصۃ الاقوال ص ۱۰۸)۔ ظاہر ہے کہ شیعہ تو کوئی بھی

---

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں اظہار حقیقت بجواب خلافت و ملوکیت۔

مقبول الروایہ نہیں ہوسکتا خصوصاً ایسی صورت میں تو اس کی روایت بالاتفاق ساقط الاعتبار اور مردود ہوتی ہے جب کہ اس کی روایت سے کسی صحابی پر جرح ہو رہی ہو۔ علیٰ ہذا جس روایت میں کوئی کذاب بھی ہو اس کا مردود ہونا بالکل بدیہی ہے۔ مجہول کی روایت بھی نامقبول ہی ہے۔ ان اُمور سے یہ بات روشن ہوجاتی ہے کہ یہ روایت موضوع اور ساقط الاعتبار ہے۔

لیکن مودودی صاحب نے اس روایت کو "صحیح حدیث" لکھ کر جس کو ہم اوپر قلم بند کرآئے ہیں کس طرح گمراہ کرنا چاہا ہے۔ قارئین خود انصاف فرمائیں مزید اسی موضوع پر بخاری شریف کی روایت ہے جس کو مودودی صاحب نے بالکل نظرانداز کردیا۔ حالانکہ جب ایک واقعہ کے متعلق ایک روایت اس کتاب کی ہو جو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ کے لقب سے ملقب ہے اور دوسری ایسی کتاب کی ہو جس میں صحت کا کوئی التزام نہیں پھر اس کی سند میں کذاب اور شیعی ہوں تو ہر صداقت پسند اور منصف مزاج شخص بخاری شریف کی روایت پر اعتماد کرے گا اور استیعاب کی روایت کو رد کردے گا مگر یہ وہی شخص کرے گا جس کی نیت درست ہو اور جو شخص حضرت عثمانؓ کے ماہ تقدس و تقویٰ پر خاک ڈالنے پر تلا ہوا ہو اور نئی نسل کو خودساختہ علمی دھونس کے ذریعہ گمراہ کرنا چاہتا ہو وہ تو وہی کرے گا جو مودودی صاحب نے کیا ہے۔

بخاری شریف میں اپنے امکانی جانشینوں کے متعلق حضرت فاروقِ اعظمؓ نے جو وصیت فرمائی تھی وہ اس طرح مذکور ہے:

"لوگوں نے کہا اے امیرالمومنین وصیت فرما دیجئے۔ اور کسی کو اپنا جانشین بنا دیجئے۔ فرمایا اس امر کے متعلق چھ آدمیوں سے بہتر کسی کو نہیں پاتا۔ ان سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر تک راضی رہے پھر آپ نے علیؓ و

عثمانؓ، زبیرؓ و طلحہؓ، سعدؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے نام لئے اور فرمایا کہ عبداللہ بن عمرؓ تمہارے ساتھ موجود رہیں گے، ان کا اس معاملہ میں کچھ حصہ نہ ہوگا۔ اب اگر حکومت سعدؓ کو ملے تو وہ اس کے اہل ہیں ورنہ پھر تم میں سے جو کوئی بھی حاکم بنالیا جائے اسے چاہیئے کہ ان سے مدد لے کیوں کہ میں نے جو انہیں معزول کردیا تھا تو کسی کمزوری و خیانت کی بنا پر نہیں کیا تھا۔"

۳۔ مودودی صاحب کا بُغضِ ولیدؓ بن عقبہ رضؓ

مودودی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو (ولیدؓ بن عقبہ) بنی المصطلق کے صدقات وصول کرنے کے لئے مامور فرمایا مگر یہ اُس قبیلہ کے علاقہ میں پہنچ کر کسی وجہ سے ڈر گئے اور ان لوگوں سے ملے بغیر مدینے واپس جا کر انہوں نے یہ رپورٹ دے دی کہ بنی المصطلق نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا اور مجھے مار ڈالنے پر تل گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر غضبناک ہوتے اور آپؐ نے ان کے خلاف ایک فوجی مہم روانہ کردی قریب تھا کہ ایک سخت حادثہ پیش آجاتا لیکن بنی المصطلق کے سرداروں کو بروقت علم ہوگیا۔ اور انہوں نے مدینہ حاضر ہوکر عرض کیا کہ یہ صاحب تو ہمارے پاس آئے ہی نہیں ہم تو منتظر ہی رہے کہ کوئی آکر ہم سے زکوٰۃ وصول کرے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

یا ایھا الذین امنو ان جاءکم فاسق بنباء فتبینوا۔ (خلافت وملوکیت ص۱۱)

مودودی صاحب خواہ مخواہ ان تقدس مآب صحابیِ رسولؐ (ولیدؓ بن عقبہ) کو اس آیت

کا مصداق بنا کر ان پر کذب و فسق کی تہمت لگا رہے ہیں۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت ولیدؓ کو کسی شخص نے راستہ میں مل کر یہ خبر سنائی کہ بنی المصطلق باغی ہوگئے ہیں اور تمہارے قتل کے درپے ہیں۔ اس سے انہیں خوف پیدا ہوا اور وہ واپس ہوگئے۔ اس جھوٹے مخبر کو جس نے حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو یہ غلط خبر دی ہے قرآن مجید میں "فاسق" فرمایا گیا ہے نہ کہ سیدنا حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو۔

اس کے علاوہ اپنی گمراہ کن تصنیف کے صفحہ ۱۱۲، ۱۱۳ پر حضرت عثمانؓ اور ولیدؓ بن عقبہ پر مزید الزامات کی بوچھاڑ کرتے ہوتے مودودی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ

"۲۵ھ میں اس چھوٹے سے منصب سے اُٹھا کر حضرت عثمانؓ نے ان کو (ولیدؓ بن عقبہ) حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کی جگہ کوفے جیسے بڑے اور اہم صوبے کا گورنر بنادیا وہاں یہ راز فاش ہوا کہ یہ (یعنی ولیدؓ بن عقبہ) شراب نوشی کے عادی ہیں۔ حتیٰ کہ ایک روز انہوں نے صبح کی نماز چار رکعت پڑھادی پھر پلٹ کر لوگوں سے پوچھا اور پڑھاؤں؟...... چنانچہ صحابہ کے مجمع عام میں ولید پر مقدمہ قائم کیا گیا......... الخ

(بحوالہ استیعاب)

استیعاب کے متعلق ہم ذکر کر چکے ہیں۔ کہ یہ بالکل غیر معتبر کتاب ہے جس میں بعض جواہر پاروں کے ساتھ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر بھی ہیں[۱]۔ اس لئے صاحب استیعاب کی رائے اس بارے میں بالکل بے وزن ہے۔ اور یاوہ گوئی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی ہے۔ قصہ کا تعلق تاریخ سے ہے اس لئے درایت کی کسوٹی پر بھی اسے پرکھنا لازم ہے۔ جب ہم اس زاویہ سے اس قصہ پر نظر کرتے ہیں تو یہ بالکل من گھڑت اور سراپا بہتان و افترا نظر آتا ہے۔

---

[۱] تفصیلات کیلئے ملاحظہ فرمائیں۔ اظہار حقیقت بجواب خلافت وملوکیت

پہلا سوال تو یہی پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ولیدؓ، حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کے زمانے میں مدت دراز تک مختلف عہدوں پر مامور رہے۔ لیکن کبھی ان پر یہ الزام نہیں لگایا گیا۔ آخر کوفہ ہی پہنچ کر کیوں انہوں نے اس حرکت کا ارتکاب کیا؟ اس سے قطع نظر کہ وہ صحابی رسولؐ تھے ایک عام مسلمان ہونے کی حیثیت سے بھی یہ بات بالکل بعید از قیاس ہے۔ کہ اتنی عمر پاکبازی و تقویٰ کے ساتھ بسر کرنے کے بعد یکایک وہ شراب پینے لگیں۔ جو چیز ظاہر کے خلاف ہو۔ اُسے اتنی آسانی کے ساتھ قبول کر لینا مودودی صاحب ہی کے ایسے حضرات کا کام ہے۔ جو صحابہ کرامؓ کی عداوت کی وجہ سے ان کے خلاف ہر الزام کو قبول کر لیتے ہیں۔ حالانکہ اگر آج دو شخص اسی فعل کی شہادت خود مودودی صاحب کے خلاف دے دیں تو ان کی جماعت کا کوئی فرد بھی اسے قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہوگا اور اسے مخالفین کی سازش قرار دے گا۔

دوسرے یہ کہ اگر کوئی شخص شراب پی کر کہیں بیٹھ جائے تو کم از کم دو تین گز تک فضا کا تعفن دوسروں کے لئے ناقابل برداشت ہو جاتا ہے۔ اُس زمانے میں تو اُس کی بدبو اور بھی زائد ہوتی تھی۔ سوال یہ ہے۔ کہ نماز سے پہلے یا دورانِ نماز کسی کو اس کا احساس کیوں نہ ہوا کہ یہ شراب پئے ہوتے ہیں؟ اور اگر احساس ہوا تھا تو اُن کے پیچھے نماز کیوں پڑھی؟ ...... اور پھر جب وہ دو رکعت کے بعد کھڑے ہو گئے تھے تو کسی نے لقمہ کیوں نہ دیا؟ کیا سب کے سب نماز کے مسائل سے اس درجہ ناواقف تھے کہ فجر کی رکعتوں کی تعداد بھی نہیں جانتے تھے؟ یا یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ امام کو سہو ہو جائے تو کیا کرنا چاہیے؟

عربی کی مشہور مثل ہے کہ بغضك الشيئ يعمى ويصمم (کسی چیز کی عداوت

آدمی کو بعض اوقات اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے۔) مودودی صاحب کو صحابہ کرامؓ خصوصاً بنی امیہ سے جو عداوت ہے۔ اس کی وجہ سے انہوں نے یہاں پہنچ کر اپنے محبوب مورخ طبری کی طرف سے بھی آنکھیں پھیر لیں۔ حالانکہ اس نے ۳۰ھ کے واقعات میں لکھا ہے کہ۔

"کوفہ سے جرائم پیشہ آدمیوں جنکے بیٹوں کو حضرت ولید رضی اللہ عنہ نے کسی جرم پر سزا دی تھی ان کا انتقام لینے کیلئے یہ سازش کی کہ آں ممدوح پر شراب نوشی کا الزام لگایا جائے۔ چنانچہ ایک نے ان کی مہر چرالی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ یہ شراب پیتے ہیں۔ ہم نے نشہ کی حالت میں اُن کی مہر حاصل کر لی اور انہیں شراب کی قے کرتے دیکھا ہے"

طبری کی جو روایت صحابہ کرامؓ کے خلاف ہوتی ہے۔ وہ تو مودودی صاحب کو بہت مرغوب ہوتی ہے لیکن اس روایت سے ایک صحابیؓ پر ایک بہتان وافترا کی قلعی کھل رہی ہے۔ اور شراب کے قصے کا من گھڑت ہونا ثابت ہو رہا ہے۔ اس لئے موصوف نے اسے بالکل نظر انداز فرمایا۔

۴۔ حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرحؓ

ان کے بارے میں مودودی صاحب لکھتے ہیں۔

"اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح تو مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہو چکے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر جن لوگوں کے بارے میں یہ حکم دیا تھا کہ وہ اگر خانہ کعبہ کے پردوں سے بھی لپٹے ہوئے ہوں تو انہیں قتل کر دیا جائے یہ ان میں سے ایک تھے۔ حضرت عثمانؓ انہیں لے کر اچانک حضورؐ کے سامنے

پہنچ گئے اور آپ نے محض ان کے پاس خاطر سے انہیں معاف فرما دیا تھا" (خلافت وملوکیت صفحہ ۱۰۹)

گویا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو انہیں معاف فرمادیا تھا مگر مودودی صاحب انہیں معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ مزید گزارش یہ ہے کہ زمانہ کفر و جاہلیت کے افعال کا طعنہ دینا شریعت واخلاق کے کس اصول کے اعتبار سے جائز ہے؟ علمائے محققین نے حدیث سے مستنبط کرکے تحریر فرمادیا ہے کہ ارتداد حقیقی محال ہے۔ یعنی کوئی شخص صدق دل سے مسلمان ہوجائے تو وہ مرتد نہیں ہوسکتا۔ کسی کے مرتد ہوجانے کے معنی یہ ہیں کہ پہلے ہی اس کے دل میں ایمان جاگزیں نہیں ہوا تھا اور سچے دل سے وہ مسلمان ہوا ہی نہیں تھا۔

حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح پہلی مرتبہ محض ظاہری طور پر مسلمان ہوگئے تھے۔ اس کے بعد مرتد ہوکر چلے گئے۔ لیکن کچھ مدت تک غور و فکر کے بعد جب اسلام کی صداقت پورے طور پر واضح ہوگئی تو صدق دل سے ایمان لائے اور آنحضورؐ کی زیارت وصحبت سے مشرف ہوکر روحانیت کے اعلیٰ ترین درجہ صحابیت پر فائز ہوئے۔ ان کی بعد کی زندگی انکے اخلاص اور کمالِ ایمان کی شاہد و عادل ہے۔ اسلام کے بعد گزشتہ کفر وارتداد کا طعن کرنا خود طعن کرنے والے کو آخرت میں مطعون کردیتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو غصہ ان پر تھا وہ ان کی ذات اور شخصیت پر نہ تھا بلکہ ان کے وصفِ کفر و ارتداد پر تھا جب اس ذمیمہ سے وہ پاک ہوگئے تو وہ غصہ بھی محبت اور رحمت میں تبدیل ہوگیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب تو نہ تھے جو یہ جان لیتے کہ تقدیرِ الٰہی میں ان کی سعادت مقدر ہوچکی ہے۔ . . . . . . کیا مودودی صاحب

بتا سکتے ہیں۔ کہ دوبارہ اسلام لانے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا آنحضورؐ کے صحابہ کرامؓ میں سے کسی نے ان کے متعلق نفاق کا شبہ کیا ہو؟ یا آنحضورؐ نے ان سے ناراضگی کا اظہار فرمایا ہو؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو آپ کا اعتراض بالکل باطل اور غضبِ الٰہی کا موجب ہے۔ یہ جملہ کہ:

"آپ نے محض ان کے پاسِ خاطر سے انہیں معاف فرمادیا تھا"

بہت بے ادبانہ اور گستاخانہ ہے۔ اس کے معنی تو یہ ہوتے کہ اگر حضرت عثمانؓ کا پاسِ خاطر نہ ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں قتل کروادیتے ہم پوچھتے ہیں کہ وہ اس وقت ارتداد سے تائب اور صدقِ دل سے مسلمان ہوگئے تھے یا نہیں؟ اگر ہوگئے تھے تو کیا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مومن کو قتل کردیتے؟ اور تائب ہونے والے کو توبہ سے روک دیتے۔ (معاذ اللہ) کوئی مسلمان اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا بصورت دیگر اگر وہ صدقِ دل سے مسلمان نہیں ہوئے تھے اور آنحضورؐ کو اس کا علم تھا تو کیا آپؐ نے حضرت عثمانؓ کی خاطر سے ایک شخص کے ارتداد کو گوارا فرمالیا؟ اور اس جرم کی سزا دینے سے پہلو تہی فرمائی؟ (العیاذ باللہ) کوئی مومن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اس قسم کا خیال بھی دل میں لانا گوارا نہیں کرسکتا اس قسم کے فاسد و کاسد افکار مودودی صاحب اور ان کے متبعین ہی کو مبارک ہوں بمقام عبرت ہے کہ عداوت صحابہؓ نے مودودی صاحب کو اس جگہ پہنچادیا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کرنے لگے (العیاذ باللہ)

مودودی صاحب فاضل مصنف کی نظر میں

میں موصوف کے حالات سے زیادہ واقف نہیں ہوں لیکن اس کتاب کو تیز

اُن کی اسی قسم کی سابق تحریروں کو دیکھ کر میرا اندازہ یہ ہے۔ کہ موصوف کا بچپن شیعی
ماحول میں بسر ہوا ہے۔ اور سبائیت کے ایمان خور جراثیم ان کے قلب اور دماغ میں
اسی وقت سے داخل ہو چکے ہیں۔ بزرگوں کے ساتھ موصوف کے رویّہ کا اندازہ اس
سے ہو سکتا ہے۔ کہ انہوں نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے دامنِ عصمت کو بھی
داغدار بنانے کی سعی لاحاصل کی ہے۔ چنانچہ حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق تحریر
فرماتے ہیں:۔

"تاہم قرآن کے اشارات اور صحیفۂ یونس کی تفصیلات پر غور کرنے سے
اتنی بات صاف معلوم ہوتی ہے۔ کہ حضرت یونسؑ سے فریضۂ رسالت کی
ادائیگی میں کچھ کوتاہیاں ہو گئی تھیں اور غالباً انہوں نے بے صبر ہو کر قبل
از وقت اپنا مستقر بھی چھوڑ دیا تھا۔ اس لئے جب آثار عذاب دیکھ کر
آشوریوں نے توبہ و استغفار کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا۔"
(تفہیم القرآن جلد ۲ سورہ یونس صـ۹۹)

اپنا فرض منصبی ادا کرنے میں کوتاہی کرنا کتنا بڑا جرم اور گناہ ہے۔؟
اس کی تصریح کی ضرورت نہیں۔ مودودی صاحب یہ جرم ایک نبی معصومؑ کی طرف
منسوب کر رہے ہیں۔ کیا یہ جرم عصمت کے منافی نہیں؟ کیا اس کی نسبت کسی
نبی کی طرف کرنا سخت بے ادبی اور گستاخی نہیں؟ شیعہ کہتے ہیں کہ خلافت علیؓ کا
اعلان کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھا مگر آپ نے بخوفِ شیخینؓ اس کا صاف
صاف اعلان نہیں کیا۔ اس طرح گویا معاذ اللہ آپؐ نے ایک فریضۂ رسالت کی ادائیگی
میں کوتاہی کی۔ مودودی صاحب بھی باطناً شیعہ ہیں۔ لیکن ظاہری سنیت کی
وجہ سے صاف صاف اس عقیدے کا اظہار نہیں کر سکتے اس لئے انہوں نے
حضرت یونسؑ کی طرف اس جرم کو منسوب کر کے ذہن کو شیعوں کے مندرجہ بالا

عقیدے کے لئے تیار کرنے کی کوشش کی ہے۔ کیوں کہ اگر ایک نبی ادائیگی فرض
میں کوتاہی کر سکتا ہے۔ تو دوسرے انبیاء کے متعلق بھی یہ احتمال پیدا ہو سکتا ہے۔
(اس کتاب کے شائع ہونے کے بعد جب مذکورہ عبارت پر دے دی ہوئی
تو موصوف نے دوسرے ایڈیشن میں اُس پوری عبارت کو حذف کر دیا۔ لیکن نہ
تو غلطی کا اعتراف کیا۔ اور نہ ہی ان لوگوں کو اس ترمیم سے آگاہ ہونے دیا کہ جن
کے پاس پہلا ایڈیشن موجود ہے۔ اس قسم کی حرکت سے اس کے سوا اور کیا سوچا
جا سکتا ہے کہ مودودی صاحب نے ان افراد کی گمراہی کو غنیمت جانا ہے")

متجددین فتنۂ سبائیت

اس وقت فتنۂ سبائیت کی تاریخ لکھنا مقصود نہیں ہے۔ دکھانا صرف
یہ ہے کہ مرورِ زمانہ میں اس نے ایسے اشخاص کو جنم دیا ہے جنہوں نے زمانہ
اور ماحول کے اعتبار سے اسے پھیلانے کی پوری کوشش کی ہے اور زمانہ کے
فکری ذوق کی مناسبت سے اسے نیا لباس پہنایا ہے۔ موجودہ دور میں بھی ایسے
اشخاص موجود ہیں جنہیں فتنۂ سبائیت کا مجدد کہا جا سکتا ہے۔ مشہور ملحد ڈاکٹر
طٰہٰ حسین اور فجر الاسلام کے مصنف ڈاکٹر احمد امین اور سیّد قطب کے نام
اس سلسلہ میں قابلِ ذکر ہیں جنہوں نے جدید اسلوب اختیار کر کے عربی زبان
میں سبائیت کی خوب خوب وکالت کی ہے۔ اردو میں لکھنے والوں میں بھی اس
قسم کے مصنفین موجود ہیں۔ جن میں نمایاں اور مشہور شخصیت مولوی سیّد
ابوالاعلیٰ صاحب مودودی امیر جماعت اسلامی پاکستان کی ہے۔
موصوف کی تازہ تالیف "خلافت و ملوکیت" نے تو نقاب تقیہ کو بالکل ہی
پارہ پارہ کر کے موصوف کی سبائیت کو الم نشرح کر دیا ہے۔ کتاب میں جس خوب

صوری اور سلیقہ کے ساتھ سبائیت کے تلخ زہر کو شیریں بنا کر تاواقفوں کے حلق سے اتارنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کی داد نہ دینا ناانصافی ہوگی اور اسے دیکھ کر اس کا قائل ہونا پڑتا ہے کہ موصوف بلاشبہ سبائیت کے مجدد کے مرتبہ پر فائز ہیں۔

بعض حضرات اس پر چیں بجبیں ہیں کہ تم نے مولانا مودودی صاحب پر تجدید سبائیت کا الزام کیوں عائد کیا؟ ان سے گزارش ہے کہ عبداللہ ابن سبا کی پوری تحریک کی روح رتبۂ صحابیت کی ناقدری اور صحابۂ کرامؓ پر بے اعتمادی تھی وہ خود تو یہودی منافق تھا لیکن اس نے مسلمانوں میں ایسی جماعتیں پیدا کر دیں جو مسلمان ہوتے ہوئے بھی صحابہؓ کے حق میں بدگمانی اور بدزبانی سے کام لینے لگے۔ ان میں بہت سے فرقے ہوگئے بعض تو حد کفر تک پہنچ گئے۔ مثلاً شیعہ باطنیہ یا نصیریہ وغیرہ بعض اسلام میں تو داخل رہے مگر مبتدع اور گمراہ کہلاتے۔ یہ اگرچہ مسلمان ہیں مگر اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں — صحابۂ کرامؓ کے حق میں اتنی بدگمانی و بدزبانی کے بعد بھی اگر کوئی شخص اہل سنت والجماعت میں داخل رہے تو یہ لفظ ہی بے معنی ہو جائے گا۔ میں انہیں مسلمان سمجھتا ہوں لیکن شیعہ اور گمراہ سمجھتا ہوں۔ انہوں نے ایک نئے عنوان سے (جو موجودہ زمانے میں مقبول ہے) ایک جماعتِ صحابہؓ کو مجروح کر کے ان پر بے اعتمادی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے جو ابن سبا کا خاص مشن تھا اس لئے میں نے انہیں مجدد سبائیت کہا ہے۔

جماعت اسلامی کے کارکنوں کے لئے لمحۂ فکر

مودودی صاحب نے اسلامی حکومت کے قیام کے کام پر آپ سب کو

جمع کیا ہے۔ لیکن وہ یہ کہتے ہیں کہ ۱۳ سو برس کے زمانہ میں وہ صرف بارہ تیرہ سال اپنی صحیح شکل میں قائم رہی۔ حضرت عثمانؓ ہی کے زمانہ سے اس میں تغیر پیدا ہونا شروع ہوگیا۔ حضرت علیؓ نے اصلاح کرنا چاہی مگر ناکام رہے۔ حضرت حسنؓ نے بھی صرف چھ۶ ماہ کوشش کے بعد اس سے دست کشی اختیار کرلی۔ ان کے بعد ان کی اصطلاحی ”ملوکیت“ کا دور شروع ہوگیا۔ اور خلافت کا ایسا خاتمہ ہوا کہ آج تک وہ عنقا ہے۔ گویا اسلامی حکومت کے تیرہ سو سال میں زیادہ سے زیادہ تیس۳۰ سال قائم رہی۔ اس میں بھی خاصا زمانہ ایسا گزرا جس میں اس کا کمال رخصت ہو چکا تھا اور اس کی ناقص شکل باقی رہ گئی تھی۔ اس نظریہ سے کیا یہ نہیں معلوم ہوتا کہ ”اسلامی حکومت“ نظری طور پر بہت اچھی چیز ہے۔ لیکن اس کا عملی وجود ممکن نہیں ہے؟ پھر جب وہ عملاً غیر ممکن ہے تو اس کے لئے جدوجہد کرنا اضاعت وقت وقوت نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ مہربانی فرما کر اس سوال پر غور کیجئے اور دیکھئے کہ اسلامی حکومت کا نعرہ لگانے کے بعد صحابۂ کرام کو مجروح کرنا ”یکے بر سرِ شاخ دین می برید“ کا مصداق بن جاتا ہے یا نہیں؟ اس کے بعد یہ بھی سوچئے کہ مودودی صاحب آپ کو کدھر لے جارہے ہیں؟ اسلامی حکومت کی جانب یا شیعیت کی جانب؟

احقر

۲۰/جمادی الاولی ۱۳۹۱ھ — محمد اسحاق صدیقی ندوی عفی اللہ عنہ

مودودی صاحب کی گمراہی کے
انیس (۱۹) وجوہ

مکتوبِ گرامی

امیر جماعت اسلامی کے نام

از شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی

مخدومی السلام علیکم:

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ جماعت اسلامی کے سالانہ اجتماع میں آنجناب کی شرکت کیلئے ایک دعوت نامہ کئی روز ہوئے ارسال خدمت کیا گیا تھا۔ اب تک یہ معلوم نہ ہوسکا کہ آپ نے اسے قبول فرمایا یا نہیں۔ جمعیۃ العلماء کے سالانہ اجتماع کیوجہ سے آنجناب کی مصروفیتوں کا بخوبی اندازہ ہے لیکن ان دونوں اجتماعات کی تاریخوں میں اتنا تفاوت ہے کہ آپ تھوڑا سا وقت ہمیں بھی مرحمت فرمائیں گے۔ ہمارا اجتماع انشاء اللہ ۲۰ اپریل سے شروع ہوگا۔ آنجناب سے ملنے کا اشتیاق تو بہت عرصہ سے ہے چنانچہ اس سلسلہ میں میں نے خط و کتابت بھی کی تھی لیکن بدقسمتی سے آپ اپنی مصروفیتوں کیوجہ سے اس وقت کوئی وقت نہ دے سکے۔ اس کے بعد مولانا حفظ الرحمٰن کے ذریعہ وقت کے تعین کی خواہش

کی تھی لیکن اس موقع پر ملاقات کی کوئی سبیل پیدا نہ ہوسکی بہرحال میں متعدد مسائل پر تبادلۂ خیال کی ضرورت شدت سے محسوس کر رہا ہوں اور بہت سے امور میں آنجناب سے کچھ مشورے بھی کرنے ہیں اگر اس اجتماع کے موقع پر آپ تشریف لے آسکیں تو یہ ہماری عزت افزائی کا بھی موجب ہوگا اور یہ پیش نظر مقصد بھی حاصل ہوسکے گا لیکن اگر خدانخواستہ یہ ممکن نہ ہو تو پھر اجتماع حیدرآباد سے واپسی کے بعد آپ مجھے کوئی موقع عنایت فرماویں تو انشاء اللہ میں خود حاضر خدمت ہوں گا۔

اس وقت فوری مسئلہ جس پر میں گفتگو کی سخت ضرورت محسوس کر رہا ہوں۔ وہ دارالافتاء دیوبند کا وہ فتویٰ ہے جو سہارنپور سے "مودودی فتنہ مٹادو" "مودودی تحریک مہلک اور زہر قاتل ہے" "مودودی کے ہم خیال گمراہ ہیں" "مودودیوں کے پیچھے نماز نہ پڑھو" کی موٹی موٹی سرخیوں سے شائع ہوا ہے معلوم نہیں یہ فتویٰ آپ کی نگاہ سے بھی گزرا ہے یا نہیں؟ یہ فتویٰ قدرتی طور پر ان تمام لوگوں کیلئے انتہائی حد تک تکلیف دہ اور دلآزار ہے جو تحریک اسلامی کو حق سمجھ کر اس میں شریک ہوئے ہیں یا اس کو حق سمجھتے ہیں ایسے فتویٰ کا دارالعلوم دیوبند سے شائع ہونا جہاں آپ جیسے محتاط حضرات ہیں ہمارے لئے انتہائی حیرت اور قلق کا موجب ہوا ہے بالخصوص ایسی حالت میں کہ ان امور کے بارے میں جن پر اس فتوے کی بنیاد قائم کی گئی ہے۔ متعدد بار ہماری طرف سے توضیحات شائع کی جاچکی ہیں اور جن کے بارہ میں ذمہ داران دارالعلوم سے براہ راست خط و کتابت بھی ہوچکی ہے جس کا سلسلہ ابھی جاری ہے امید ہے کہ جناب جواب سے جلد مشرف فرمائیں گے۔

والسلام

ابواللیث

امیر جماعت اسلامی

در مجلسِ خود راه مدہ ہمچو منے را — افسردہ دلے افسردہ کند انجمنے را

محترم المقام، زید مجدکم: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

والانامہ باعث سرفرازی ہوا۔ اس سے پہلے دعوت نامہ پہنچا تھا اجلاس سالانہ جمیعۃ کے سر پر آجانے کی وجہ سے میری مصروفیتوں کا عذر جناب نے صحیح طور پر اندازہ کیا مگر اس کے علاوہ اور بھی ایسے ہی یا اس سے زائد قوی اعذار اس وقت درپیش ہیں مثلاً دارالعلوم کا سالانہ امتحان ہے جو کہ رجب کی آخری تاریخوں سے شروع ہو کر ۲۳، ۲۴ شعبان پر ختم ہوتا ہے نیز دارالعلوم کے تعلیمی سال کا اختتام ہے جس میں کتب مفوضہ بخاری شریف اور ترمذی شریف کا ختم کرانا ہے جس کو ۲۷، ۲۸ شعبان تک انجام دینا ہے یہ امور علاوہ ان امور کے ہیں جو کہ تمام سال میں انتہائی مصروفیتوں کے باعث ہوتے ہیں جن موٹی موٹی سرخیوں والے اشتہارات کو آنجناب ذکر فرماتے ہیں ان کا مجھ کو آپ کے والانامہ سے پہلے کوئی علم نہ تھا صرف سہارنپور سے ایک رسالہ مسمّی بہ "کشف حقیقت" یعنی "تحریک مودودیت اپنے اصلی رنگ میں" ایک صاحب نے بھیجا تھا اس کا البتہ علم ہوا تھا۔

محترما، میرا پہلے خیال تھا کہ آپ کی تحریک اسلامی مسلمانوں کی علمی اور عملی دینی اور دنیاوی کمزوریوں اور ان کے انتشارات کے دور کرنے اور مسلمانوں کو منظم کرنے تک ہی محدود ہے۔ اگرچہ طریقِ تنظیم میں اختلاف رہے ہو اس لئے میں نے اس کے خلاف آواز اٹھانا یا تحریر کرنا مناسب نہ سمجھا تھا۔ اگرچہ افرادِ جماعت اور قائدِ جماعت کی طرف سے بسا اوقات ناشائستہ الفاظ تحریر اور تقریر میں معلوم ہوئے مگر ان سب سے چشم پوشی کرنا ہی انسب معلوم ہوا مگر آج جب کہ میرے سامنے اطراف وجوانب ہندوپاکستان سے آنیوالے مودودی صاحب کی تصانیف کے اقتباسات کا ڈھیر

لگا ہوا ہے اور پانی سر سے گزر گیا ہے تو میں ان کے دیکھنے اور سمجھنے سے مندرجہ ذیل نتیجہ پر پہنچنے پر اپنے آپ کو مجبور پاتا ہوں۔

آپ کی تحریک اسلامی خلاف سلف صالحین، مثل معتزلہ، خوارج، روافض جہمیہ وغیرہ فرقِ قدیمہ اور مثل قادیانی، چکڑالوی، مشرقی، نیچری، مہدوی بہائی وغیرہ فرقِ جدیدہ ایک نیا اسلام بنانا چاہتی ہے اور اسی کیطرف لوگوں کو کھینچ رہی ہے۔ وہ ان اصول وعقائد واعمال پر مشتمل ہے جو کہ اہلِ سنت والجماعت اور اسلاف کرام کے خلاف ہے۔

۱۔ وہ تفسیر بالرائے کی قائل ہے۔ ہر وہ پروفیسر جو کہ ملحدان یورپ اور ان کی نئی روشنی کا حامل اور تھوڑی بہت عربی زبان سے واقف ہے اس کے نزدیک یہ حق رکھتا ہے کہ اپنی رائے اور مذاق سے تفسیر کر کے مسلمانوں کے لئے مشعلِ راہ بنے اور یہی آپ کے یہاں ہو رہا ہے خواہ اس کی تفسیر کتنی بھی سلفِ صالحین اور اقوالِ صحابہ کرام کے خلاف ہو۔

حالانکہ سب سے پہلے یہی فتنہ اسلام میں پیدا ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہٗ کی تحکیم پر ان الحکم الا للّٰہ کی تفسیر بالرائے کر کے بارہ ہزار کی جماعت نے بغاوت کر دی اور علیحدہ ہو گئی۔ اس کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں حق ارید بہا الباطل حضرت علی رضی اللہ عنہٗ نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کو سمجھانے کیلئے بھیجا اور فرمایا کہ قرآن ذو وجوہ ہے، ان لوگوں کو سنت سے سمجھانا، چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سمجھایا جس پر آٹھ ہزار آدمی تائب ہو گئے مگر چار ہزار اپنی ضد اور رائے پر قائم رہے اور تکفیر وقتل کا بازار گرم کرتے رہے۔ یہی فرقہ خوارج کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کے بعد اس تفسیر بالرائے کی وبا اس قدر پھیلی کہ نہ صرف مسئلہ تحکیم میں بلکہ دیگر مسائل میں بھی اپنی آراء کو

عمل میں لایا گیا۔ مرتکب کبائر وغیرہ دیگر مسائل میں بہت زیادہ افراط و تفریط جاری ہوئی اور نہ صرف خوارج ہی تک اس کی محدودیت رہی بلکہ فتنہ ہائے معتزلہ روافض جہمیہ کرامیہ، مجسمہ، مرجیہ وغیرہ اسی تفسیر بالرائے کی وجہ سے ظہور پذیر ہوئے۔ اہل سنت والجماعت ہمیشہ اتباعِ سنت اور اسلاف صالحین صحابہ کرام اور افاضل تابعین کو پیشوا اور رہبر بناتے ہوئے اپنی آراء اور مذاق کو انہیں کے رنگ سے رنگ کر فائز المرام ہوتے رہے اور ما انا علیہ واصحابی کی سند حاصل کرتے رہے۔ یہی بعینہٖ واقعہ ان ازمنہ اخیر میں پیش آیا، نیچریہ، قرآنیہ (اتباع چکڑالویہ) قادیانیہ، خاکسار، بہائیہ وغیرہ نے بھی یہی تفسیر بالرائے اور اپنی عقل اور مذاق کو پیشوا بنایا اور نصوص کو اس طرف کھینچنا یا ترک کر دینا اختیار کیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی کی پیش بندی کرتے ہوئے فرما دیا تھا من فسر القرآن برایہ فقد کفر (او کما قال) کیا تعجب کی بات نہیں ہے کہ وہ صحابہ کرام اور ان کی تلامیذ جن کی زبان مادری عربی تھی اور جنہوں نے وحیٔ خداوندی کا مشاہدہ کیا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود باجود اور آپ کے اعمال اور سنن کو دیکھنے والے تھے۔ اور تابعین جو مشاہدینِ وحی کے شاگرد رشید تھے ان کی تفسیریں تو بالائے طاق رکھدی جائیں اور ان کو مردود اور غلط قرار دے دیا جائے، اور ان کے مقابلہ میں تیرہ سو برس بعد کے پیدا ہونے والے عجمی اشخاص جنکو زبان عربی اور اس کے ادب اور اصولِ دین وغیرہ میں کوئی مہارت تامہ بلکہ ناقصہ بھی نہ ہو بلکہ کیمرج یا آکسفورڈ یا کسی یونیورسٹی یا کالج کی ڈگریوں اور معمولی عربیت کی بنا پر ان کی تفسیروں کو معتمد علیہ قرار دیدیا جائے۔ جن لوگوں کی عمریں زبان عربی اور علومِ دینیہ کو پڑھتے پڑھاتے گزر گئی ہیں ان کی تفسیر کو غلط اور تاریک خیال قرار دیا جائے اور پروفیسران علوم ملاحدۂ یورپ کی ستم ظریفیوں کو مرادِ خداوندی اور مقصودِ الٰہی

قرار دیا جائے، کیا کوئی عقلمند یا کوئی قوم اس بات کو روا رکھتی ہے کہ کسی فوجی کالج کے سند یافتہ کو یا انجینئرنگ کالج کے فارغ التحصیل کو، اگرچہ ان کی ڈگریاں کتنی ہی اونچی کیوں نہ ہوں میڈیکل ڈیپارٹمنٹ میں کام کرنے اور بیماروں میں معالجہ کو عمل میں لانے کی اجازت دیجائے گی جب کہ وہ کسی میڈیکل کالج کی طبی سند بھی نہیں رکھتا ہے ہر شخص جانتا اور سمجھتا ہے کہ ایسا کرنا انسانوں کو برباد کر دینے کے مترادف ہے۔ اور بجائے نفع رسانی مضرات اور بجائے تعمیر تخریب کا باعث ہوگا۔ یہی حال ایسے مفسرین کی تفسیر بالرائے کا ہے کہ سلف صالحین کی تفسیر اور اصولِ دینیہ کے خلاف بجائے ہدایت ضلالت اور گمراہی کا پیش خیمہ ہوگی۔

(۲) وہ پیغمبرِ اسلام حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قیاسات اور اٹکلوں پر چلانے والا بتلاتے ہوئے تاریخی واقعات کے ذریعے احادیثِ صحیحہ اور حسنہ کو ردی کی ٹوکری کی نذر کرتی ہے حالانکہ آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ صحیحہ پیغمبروں کی جملہ تبلیغات کو وحی خداوندی قرار دیتی ہیں۔ دنیاوی مشوروں اور جزئیاتِ یومیہ اور روزمرہ کی ضروریات زندگی پر اخبار ہائے نبویہ اور احکامات سماویہ تبلیغیہ کو قیاس کرنا سراسر تلبیس اور مخالفت نصوصِ قطعیہ ہے ابتداع فی الدین کی کھلی ہوئی تجویز ہے

۳۔ وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو سقیم یا صحیح غیر حقیقی المراد روایات کی بناء پر غیر قابلِ وثوق اور ہدفِ ملامت بناتی ہے۔ حالانکہ انہی کے اعتماد اور ثقاہت پر پیچھے آنے والوں کے لئے اسلام کا مدار ہے۔ اگر معاذ اللہ یہ اولین اساتذہ اسلام غیر قابل اعتماد ہوگئے تو تمام عماراتِ دین بالکل ڈھہ جائے گی۔ قرآن مجید اور احادیثِ صحیحہ نے ان کی جگہ جگہ پر تعدیل کی ہے بیشمار احادیث اور کتب سابقہ ان کو معتمد علیہ قرار دیتے ہیں اور زور دار الفاظ میں ان کی مدح سرائی کرتے ہوئے تمام انسانوں سے افضل اور اعلیٰ قرار دیتے ہیں۔ اس دروازہ کے کھلنے سے تمام دینی اصول و فروع ملیامیٹ

ہو جاتے ہیں۔

۴۔ وہ صحابہ کرام کی متعدد روایتوں کو خواہ کتنی ہی صحیح کیوں نہ ہوں ان کی خوش اعتمادی پر مبنی بتاتی ہوئی واقفیت سے دور کر دیتی ہے حالانکہ اس دروازہ کے کھلنے سے تمام معجزات اور اعلیٰ ترین اخلاق و اعمال نبویہ کی عمارت بالکل کھوکھلی ہو جاتی ہے اور ملاحدہ کو اس سے بڑا کاری ہتھیار ہاتھ آجاتا ہے۔

۵۔ وہ احادیث صحیحہ کے راویوں اور ائمہ حدیث کو مجروح کرنے اور غیر ثقہ بتاتی ہوئی اقوالِ ضعیفہ یا غیر ظاہر المراد اقوال صحیحہ یا ان جیسے خود غرض اہل ہوا، دشمنوں کے اقوال کو پیش کرتی ہے، مشاہیر عالم ائمہ ثقات کو غیر قابلِ اعتبار قرار دیتی ہے حالانکہ اس سے تمام ذخائر احادیث بالکل فنا ہو جاتے ہیں اور لعن اٰخر ہٰذہ الامۃ اولہا کا سماں پیش آجاتا ہے۔

۶۔ وہ تقلید شخصی کو نہایت گمراہی اور ضلالت قرار دیتی ہے۔ حالانکہ یہ امر آیاتِ قرآنیہ فاسئلوا اھل الذکر۔ واتبع سبیل من اناب الیّ؛ ومن یتبع غیر سبیل المومنین الآیۃ کی بنا پر فی زماننا (جب کہ اہل علم و جامعین شروط اجتہاد معدوم ہیں، جیسا کہ چوتھی صدی کے بعد سے آج تک احوال و وقائع بتلاتے ہیں) تمام مسلمانوں پر واجب ہے اور تارک تقلید نہایت خطرہ اور گمراہی میں مبتلا ہے۔ اس سے ایسی آزادی کا دروازہ کھلتا ہے جو کہ دین اور مذہب سے بھی بیگانہ بنا دیتا ہے اور فسق و فجور میں مبتلا کر دینا تو اس کا معمولی اثر ہے۔

۷۔ وہ ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ کی تقلید کو گمراہی اور حرام بتلاتی ہے حالانکہ یہ ائمہ کرام اپنے اپنے زمانہ میں آفتاب ہدایت و تقویٰ اور علومِ دینیہ اور فقہ کے نہایت روشن چراغ اور انابت الی اللہ کے درخشاں ستارے ہیں۔ ان کی تقلید شخصی پر چوتھی صدی کے بعد تمام امت مسلمہ

کا اجماع ہے۔

۸۔ وہ ہر پروفیسر اور عامی کی رائے کو آزادی دیتی ہے کہ وہ اپنے مذاق اور اپنی رائے کو عمل میں لائیں اور مسلمانوں کو اس پر چلائیں خواہ اس سے سلف صالحین کے مذاق اور رائے کے کتنا بھی خلاف کیوں نہ ہو۔

حالانکہ منکرین تقلید بھی اس کے مخالف ہیں ان کو بھی تجربہ کے بعد اس کی مضرتوں کا قوی احساس ہوا ہے۔ مولانا محمد حسین صاحب مرحوم بٹالوی جو کہ غیر مقلدوں کے نہایت جوشیلے امام تھے اور عدم تقلید کے زور دار حامی اور ہندوستان میں اس کے پھیلانے والے تھے۔ اپنے رسالہ اشاعت السنّت جلد دوم ص ۵۱ - ۵۲ - ۵۳ میں لکھتے ہیں "پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق اور تقلید مطلق کے تارک بن جاتے ہیں، وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں۔ ان میں سے بعض عیسائی ہو جاتے ہیں اور بعض لامذہب جو کسی دین و مذہب کے پابند نہیں رہتے اور احکام شریعت سے فسق و فجور تو آزادی کا ادنیٰ نتیجہ ہے۔ ان فاسقوں میں بعض تو کھلم کھلا جمعہ، جماعت، نماز، روزہ چھوڑ بیٹھتے ہیں سود و شراب سے پرہیز نہیں کرتے اور بعض جو کسی مصلحت دنیاوی سے فسق ظاہری سے بچتے ہیں وہ فسق مخفی میں سرگرم رہتے ہیں، ناجائز طور پر عورتوں کو نکاح میں پھنسا لیتے ہیں، ناجائز حیلوں سے لوگوں کے مال خدا کے مال و حقوق دبا رکھتے ہیں۔ کفر و ارتداد و فسق کے اسباب دنیا میں اور بھی بکثرت موجود ہیں۔ مگر دینداروں کے بے دین ہو جانے کے لیے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے۔" الخ مختصراً

جس بے علمی کو مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی مذکور نے ذکر فرمایا ہے وہ تو اس زمانہ میں عام طور پر اہل علم میں بھی موجود ہے۔ بالخصوص پروفیسروں اور انگریزی تعلیم یافتہ حضرات میں تو یہ حضرات علوم اسلامیہ اور فنون عربیہ اور ادب عربی سے

اسی طرح ناواقف ہیں جسطرح عوام مسلمین اور اگر کسی میں قدرے شُدبد موجود بھی ہے تو وہ بمنزلۂ عدم کے ہے. عموماً یہ حضرات اردو فارسی یا انگریزی ترجموں سے کام لیتے ہوئے پائے جاتے ہیں. ان میں سے جو لوگ کسی یونیورسٹی میں خواہ ہندوستانی ہوں یا یوروپین عربی کے ایم اے اور فاضل بھی ہیں، وہ عربی درسگاہوں کے فاضل کے سامنے بمنزلۂ طفلِ مکتب ہیں. نہ صحیح عبارت عربی قواعد کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں، نہ لکھ سکتے ہیں، نہ بے تکلف بول سکتے ہیں اور اگر بعض چیدہ اشخاص میں ایسی قابلیت بھی پائی جاتی ہے تو وہ ان دیگر علوم سے یقیناً بے بہرہ ہوتے ہیں جن پر اجتہاد فی الدین کے علاوہ ادب عربی کا مدار ہے، چنانچہ مشاہدہ اور تجربہ ہے. ایسی صورت میں ان پروفیسروں کو اجتہاد اور ترک تقلید کرنا اور اس کی اجازت دینا سراسر دین اور شریعت کی جڑ کھودنا اور ضلالت اور گمراہی کو پھیلانا ہے. ہم نے خود اس زمانے کے مجتہدین مطلق کو آزما کر دیکھا ہے.

۹ - وہ طریقِ تصوّف اور سلوک اور اس کے اعمال کو جاہلیت اور الحاد زندقہ قرار دیتی ہے، اس کو بُدھ ازم اور یوگ بتلاتی ہے. حالانکہ یہی طریق اور اعمال ہیں کہ فی زماننا اسلام اور اعمال کی تکمیل اور احسان کے مامور بہ کی تحصیل اور عبودیّت کاملہ کا استحصال بغیر اس کے اسی طرح ناممکن ہے، جیسے کہ فی زماننا قرآن کا صحیح پڑھنا بغیر زیر، زبر، پیش، جزم و تشدید اور بغیر تجوید غیر ممکن ہے اور جیسے کہ قرآن و حدیث کا فی زماننا سمجھنا اور بیت عربی کو حاصل کرنا بغیر صرف نحو، معانی و بیان بدیع و کتبِ لغت غیر ممکن ہے. قرونِ اولیٰ کو تلاوتِ صحیح اور فہم معانی میں ان چیزوں کی حاجت نہ تھی مگر آج ہم کو بغیر ان کے کوئی کامیابی حاصل ہی نہیں ہو سکتی، بلکہ خود ملک عرب اور عراق و شام و مصر کے باشندے بھی (جن کی مادری اور روزمرہ کی بول چال عربی ہے) ان علوم کے آج ہماری طرح محتاج ہیں.

کم و بیش کا فرق دوسری بات ہے، اختلاط بالعجم نے ان کو عجمی بنا دیا ہے، زمانہ ہائے قدیمہ اور قرونِ اولیٰ میں احسان اور عبدیت کاملہ قرب زمانۂ نبویہ کی بنا پر ان طریق و اعمال کی محتاج نہ تھی، مگر آج بغیر ان کے ان مامور بہا کمالات کا حاصل کرنا عادتاً غیر ممکن ہو گیا ہے. ان کو یوگ قرار دینا سراسر ظلم اور ناانصافی ہے.

۱۰ - وہ سلف صالحین اور اولیاء اللہ سابقین کی شان میں نہایت زیادہ زبان درازی کرتی سخت گستاخانہ لفظ استعمال کرتی اور ان کو عوام الناس میں نہایت ذلیل و خوار کرتی ہے، حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "من اذیٰ اولیاً ئی اذنتہ بالحرب" اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا "اذکروا موتاکم بخیر"، اور تیسری جگہ ارشاد فرمایا "لعن آخر ہذہ الامۃ اولہا" جس سے تحذیر مقصود ہے.

۱۱ - وہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس اللہ سرہٗ العزیز، اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ العزیز، اور ان کے اتباع و احفاد اور دیگر ائمہ ہدیٰ حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ اسرارہم، ائمہ طریقت کو مسلمانوں میں افیون اور ضلال و گمراہی کے انجکشن دینے والے اشخاص تبلاتی ہے. حالانکہ یہ وہ اکابر اور اسلاف کرام ہیں، جنہوں نے تمام دنیائے اسلام میں دین اور سنّت کو زندہ کیا اور ان کے فیض اور برکات سے لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کو وصول الی اللہ اور حقیقی تقویٰ کی نعمت حاصل ہوئی ان کے مآثر اور برکات سے تواریخ کے صفحات بھرے ہوئے ہیں.

۱۲ - وہ مذکورہ بالا مشائخ طریقت رحمہم اللہ تعالیٰ کو یوگ اور بدھ ازم اور ضلالت کے پھیلانے والے بتاتی ہوئی ان کی تذلیل کرتی ہے، حالانکہ اعمالِ طریقت خواہ نقشبندیہ کے ہوں، یا چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ وغیرہ کے یوگ اور بدھ ازم سے کوسوں دور ہیں طریقت کی تعلیم سراسر کتاب اللہ اور سنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے

اعمال واقوال سے بھری ہوئی ہے اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم بقدم چلنے کی سخت تاکید کی ہے، جس پر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب شاہد عادل ہیں۔ دیکھو تصانیف امام ربّانی وتصانیف حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور عوارف المعارف فتوح الغیب وغیرہ۔

۱۳۔ وہ علماء ظاہر اور محافظین علوم شرعیہ کی شان میں گستاخی کے الفاظ استعمال کرتی ہوئی عوام کو ان سے متنفر کرتی ہے اور ان کی تذلیل وتوہین عمل میں لاتی ہے اور ان کو غیر قابل اعتماد ٹھہراتی ہے اور مسلمانوں کو نئے اسلام اور اس کے لیڈر کی تقلید اور تابعداری کیطرف لے جاتی ہے۔

حالانکہ اس پرآشوب اور پرفتن زمانہ میں جب کہ فسق وفجور اور الحاد وکفر، ہواپرستی اور خواہشات نفسانی کا چاروں طرف دور دورہ ہے۔ خدا اور رسولؐ سے لوگ دور ہوتے جارہے ہیں اور شریعت کو پس پشت ڈالتے جاتے ہیں ضروری تھا کہ محافظین شرع اور مبلغین دین وہدایت کا وقار عوام میں قائم کیا جاتا اور احیائے دین، اور اتباع شریعت کی صورتیں پیدا کی جاتیں، عوام کے اذہان میں اس کے برعکس توہین اور تذلیل کو جانا دین کے مٹانے کے مترادف ہے۔ یہی طریقہ تمام مبتدعہ نے ہمیشہ سے جاری کر رکھا ہے، یہی طریقہ نیچریوں، قادیانیوں اور خاکساروں وغیرہ نے کیا، بلکہ مشرقی کا رسالہ "ہماری مولوی کا ایمان" تو اس باب میں خوب کھل کھیلا اور ہر مبتدع اور ضال اور عیوب کو چھپانے اور اپنی ضلالت وگمراہی کے پھیلانے کے لئے یہی طریقہ عمل میں لاتا رہتا۔

۱۴۔ وہ احادیث صحیحہ کو صرف اپنی عقل اور اپنے مذاق سے مجروح قرار دیکر عام مسلمانوں کو ان سے منحرف کرتی ہے حالانکہ سلف صالحین، صحابہ کرام، تابعین عظام قرون مشہود لہا بالخیر نے ان کو قبول فرمایا ہے، اور جو شبہات اس پر وارد کیے جاسکتے

ہیں ان کے دفعیہ کی صورتیں بتائی ہیں۔ اپنی عقول اور اپنے مذاق کو ہم کتنا بھی اعلے درجہ عطا کریں مگر وہ ناقص اور نارسا ہی ہیں۔ جن پر تجربہ اور واقعات شہادت دیتے ہیں احمق سے احمق شخص بھی اپنی عقل اور سمجھ کو سب سے اعلیٰ خیال کرتا ہے۔

گر از بسیط زمین عقل منعدم گردد — بخود گمان نہ برد ہیچ کس کہ نادانم

۱۵۔ وہ مثل خوارج ان الحکم الا للہ، اور من لم یحکم بما انزل اللہ کا لیبل لگا کر مسلمانوں کو کافر قرار دیتی ہے، حالانکہ یہ اس کی غلط تاویلات اور بے ربط توجیہات کا ثمرہ اور "کلمۃ حق ارید بہا الباطل" کا نتیجہ ہے، نیز سلف صالحین کی آراء اور اعمال سے بغاوت اور انحراف ہے۔

۱۶۔ وہ چکڑالوی کی طرح ذخیرۂ احادیث دین متین کو (معاذاللہ) ناقابل اعتبار قرار دیتی ہے اگرچہ وہ اخبار احاد ہی کیوں نہ ہوں، حالانکہ ابتدائے اسلام سے لیکر آج تک ان کو اصول دین قرار دیا گیا ہے، اور بہ نسبت روایات تاریخیہ ان کو زیادہ قابل اعتماد سمجھا گیا ہے۔

۱۷۔ وہ مثل فرقہ قادیانیہ اپنے قائد اعظم اور امیر کو ایسا مختار بتاتی ہے کہ اپنے مذاق سے جس حدیث کو قابل اعتماد قرار دے اور جس کو چاہے ردی کی ٹوکری میں پھینک دے، حالانکہ ایسی مطلق العنانی رائے اور حکم میں نہ کسی میں پہلے ازمنہ مشہود لہا بالخیر میں مانی گئی اور نہ اس زمانۂ فتنہ وفساد میں مانی جاسکتی ہے جب کہ رائے صائب، انابت کاملہ اور علم کامل عنقا ہوتے ہیں بلکہ حسب ارشاد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ "من کان منکم متنا فلیستن بمن قد مات فان الحی لا یؤمن علیہ الفتنۃ" ایسا امر موجودہ دور کے اشخاص میں انتہائی ذلالت کا پیش خیمہ ہے۔

۱۸۔ وہ ذخائر فقہ کو غلط اور ذخیرہ ضلالت بتاتی ہوئی ترمیم اور اصلاح اور حذف کا حکم دیتی ہے اور مسلمانوں کے آج تک تیرہ سو برس کے عمل درآمد کو جاہلیت اور

گمراہی بتلاتی ہے اور سب گذشتہ مسلمانوں کو غیر ناجی کہتی ہے، حالانکہ یہ ایسا فتنہ ہے جس پر جس قدر بھی افسوس اور رنج کیا جائے کم ہے۔

۱۹- وہ مثل معتزلہ و روافض وغیرہ اپنے سائن بورڈ وغیرہ پر "حقیقی توحید کا دفتر جماعت موحدینِ حقیقی کا ملینِ اسلام" یا اس کے مترادف الفاظ میں لکھتی ہے جس طرح معتزلہ اپنے آپ کو اصحاب العدل اور اصحاب التوحید کہتے اور رکھتے تھے شیعہ اپنے آپ کو محبینِ اہلِ بیت رکھتے ہیں جس کے معنی یہ سمجھے گئے کہ ہم سے علیحدہ ہونے والے اصحاب اور فرقے اصحابِ عدل نہیں اور نہ اصحاب توحید ہیں اور نہ اصحاب اہلِ بیت سے محبت رکھنے والے ہیں۔

اس قسم کے سائن بورڈوں سے عوام مسلمین میں زمانہ ہائے گذشتہ میں جو زہریلا اثر پھیلا وہ ان تاریخی واقعات سے صاف ظاہر ہے جو کہ ازمنہ سابقہ میں معتزلہ خوارج روافض وغیرہ اور اہل سنت کے آپس میں پیش آئے اور ازمنہ اخیر میں بھی اسی قسم کی حرکتوں سے غیر مقلدوں، قرآنیوں، نیچریوں، قادیانیوں، خاکساروں وغیرہ میں ظہور پذیر ہوئے۔ ہر ایک اپنے اس قسم کے سائن بورڈوں سے دوسرے فرقوں پر اس قسم کا حملہ کرتا ہے کہ وہ اس کمال سے محروم اور خالی ہیں۔ غیر مقلد اور اپنے آپ کو اہلِ حدیث والتوحید کے خوشنما سائن بورڈ سے مزین کرکے آوازہ بلند کرتا ہے کہ احناف حدیثِ نبویؐ سے محروم اور توحید سے خالی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ آپ کے سائن بورڈ سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ جو لوگ اسلامی جماعت کے ممبر نہیں وہ حقیقی موحد نہیں ہیں۔ وہ اسلامیت کاملہ نہیں رکھتے۔ اس سے عوام کو جس قدر انتشار اور افتراق میں مبتلا کیا جاتا ہے وہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے جس کا ادنیٰ اثر یہ ہوگا کہ اسلامی جماعت میں داخل نہ ہونے والے مشرک اور کافر غیر ناجی ہیں۔ ہر ایک من مانی باتوں پر ہٹ کریگا، اور گالی گلوچ مناظرہ، مجادلہ، مار پیٹ وغیرہ کا بازار گرم ہوگا اور عوام کو سنبھالنا قبضہ سے باہر

ہو کر امتِ مسلمہ کو انتہائی مشکلات میں مبتلا کر دے گا۔

محترما! دورِ حاضر کے ہم مسلمانانِ انڈین یونین کی مشکلات جو کہ اکثریت کی طرف سے مسلمانوں کو گھیرے ہوئے ہے۔ مہاسبھائیوں کی فرقہ وارانہ ذہنیت۔ آر ایس ایس کی اسلام دشمنی، آریوں کی جارحانہ مذہبی پالیسی اور مرتد بنانے کی جارحانہ کوششیں مسلمانوں کی ہر قسم کی مادی اور روحانی کمزوری اور ان کی منتشرہ حالت ان میں احساس کمتری کا روز افزوں مرض ملحدانِ مغرب کی طرف سے الحاد زندقہ کی مسموم آندھیاں مادہ پرستی کی زور دار اسکولوں، کالجوں کی تعلیم، نفوس انسانیہ کا دنیاوی اور مادی ترقی کا رجحان وغیرہ وغیرہ امور تو متقاضی تھے کہ کہ مسلمانوں کے شیرازہ کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنایا جاتا، اور حکیمانہ عاقلانہ تنظیمِ عمل میں لا کر ان کے خوف و ہراس، بدحواسی اور بزدلی، بے دینی اور بدعملی کو دور کیا جاتا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کی تحریک اس کے برخلاف دینی اور دنیاوی بربادی کی وبائی ہوا فضا میں پیدا کر رہی ہے اور آئندہ تمام ملک کو اس سے مسموم کر دینے کا سامان مہیا کیا جا رہا ہے اس لیے میں مناسب جانتا ہوں کہ مسلمانوں کو اس تحریک سے علیحدہ رہنے اور مودودی صاحب کے لٹریچروں کو نہ دیکھنے کا مشورہ دوں۔

آپ حضرات کا یہ ارشاد کہ ہم کو مودودی صاحب کے اعتقادات اور شخصی خیالات سے سروکار نہیں ہے ہم اس کا بارہا اعلان کر چکے ہیں۔ ایسا ہی ہے جیسے کہ مشرقی صاحب نے لوگوں کے اعتراضات کو تحریک خاکساران میں رد کا ڈٹ دیکھ کر اعلان کیا کہ ہم تو مسلمانوں میں جنگی اور حربی تعلیم اور اسپرٹ پیدا کرنا اور اس کو پھیلانا چاہتے ہیں۔ ہمارے عقائد اور ہماری تصانیف سے مسلمانوں کو کوئی سروکار نہیں ہے۔ پھر کیا ایسا ہوا اور جماعت خاکساران کیا اپنے لیڈر کے عقائد و اخلاق اور اس کی تصانیف کی گندگیوں سے محفوظ رہی، خود مودودی صاحب کی زبان ہی سے سن لیجئے۔ دیکھئے الفرقان نمبر ۲، ۳، ص ۹، ۱۰ بابت ماہ صفر ربیع الاول بعنوان

خاکسار تحریک اور علامہ مشرقی۔

محترما! جب کوئی تحریک کسی شخص کی طرف منسوب ہوگی تو وہ قبلہ توجہ ہوگا۔ اور اس شخص کے عقائد اور اخلاق کا اثر ممبروں پر قطعی طور پر ضرور پڑے گا خصوصاً جب کہ مودودی صاحب کے لٹریچر برابر زوردار طریقہ پر شائع کیے جا رہے ہیں اور ممبروں اور غیر ممبروں کو ان کے مطالعہ کی ترغیب دی جا رہی ہے۔ ایسے وقت میں وہ زہریلے مواد جو نہایت چالاکی سے زوردار تحریروں میں رکھے گئے ہیں اپنے اثر سے خالی نہیں رہ سکتے۔ میرے محترم! امور مذکورہ بالا کے ہوتے ہوئے میں نہیں سمجھ سکتا کہ جناب سے شرفِ ملاقات سے کیا نتیجہ حاصل ہو سکتا ہے۔ میں ایک پرانا مسلمان اور مقلد حنفی خادم مشائخ طریقت ہوں۔ آپ حضرات نئے اسلام کے روشن چراغ ہیں میں مسلمانوں کو سلف صالحین کے راستہ پر چلانا چاہتا ہوں اور اسی میں ان کی نجات سمجھتا ہوں۔ آپ حضرات مودودی صاحب کے نئے اسلام پر مسلمانوں کو چلانا چاہتے ہیں۔ ان کی تجدید اور احیاء کو جو کہ حضرت مجدّد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہؒ اور حضرت سید احمد شہید وغیرہ رحمہم اللہ کو بھی نصیب نہیں ہو سکی۔ ذریعہ نجات مسلمانوں کے لئے قرار دیتے ہیں۔ آپ سلف صالحین کی تیرہ سو سالہ جاہلیت سے جو کہ مسلمانوں میں اس وقت سے لے کر آج تک جاری رہی اور ہر مقتدیٰ اور امام اسلام بجز شرذمہ قلیلہ اس میں مبتلا رہا اس سے نجات دلانا چاہتے ہیں۔ پھر اس بعد پر کیا امید ہے کہ آپ مجھ پر اثر ڈالیں گے اور میں آپ پر کوئی اثر ڈال سکوں۔ آپ اس تحریک کو عرصۂ دراز سے چلا رہے ہیں۔ کئی برس ہوئے کبھی آپ نے دیوبند تشریف ارزانی کی تکلیف گوارا نہ فرمائی۔ نہ آپ نے جمعیۃ علماء کے دفتر میں آکر اس کے کارکنوں سے تبادلہ خیال کر کے مسلمانوں کی بہتری کی راہ پر غور و فکر فرمایا۔ میں نہیں سمجھتا کہ آج کس وجہ سے آپ کو اس طرف توجہ ہوئی ہے۔ بہر حال میں آپ کی توجہ کا شکر گذار

ہوں مگر اس بُعد بعید کے ہوتے ہوئے مجھ کو کوئی امید فائدہ معلوم نہیں ہوتی خصوصاً جب کہ آپ کا رامپور کا جلسۂ عام بڑے درجہ پر آپ کو پہنچا چکا ہے تو بجز اس کے کہ، "لکم دینکم ولی دین" کہہ کر آپ کو تکلیف فرمانے کی زحمت سے سبکدوش کروں اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔

میں حیدرآباد کے اجلاس اور دیگر مصروفیتوں کی بنا پر اس عریضہ کو پورا نہ کر سکا تھا آپ کا دوسرا والا نامہ جوابی رجسٹری والا باعثِ سرفرازی ہوا، اس کا بھی شکر گذار ہوں جیسے کہ پہلے والا نامہ کا شکر گذار ہوں۔

میرے محترم! مذکورہ بالا مضامین جو کہ بہت زیادہ اقتباسات سے لئے گئے ہیں بجائے خود مایوس کن ہیں۔ دارالافتاء کے مضامین کا جناب کو شکوہ ہے اور اس کو روکنے کا تا احتجاج حکم دیتے ہیں۔ اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ دارالافتاء دارالعلوم دیوبند میں ایک مستقل ادارہ ہے۔ اس کے سرپرست جناب مولانا المفتی سید مہدی حسن صاحب ایک معمر تجربہ کار فاضل و محقق ہیں۔ روزانہ ان کے پاس تیس چالیس بلکہ اس سے زائد استفتے آتے رہتے ہیں جن کے جوابات ان کو چکانے ضروری ہوتے ہیں۔ تحریک اسلامی مذکور کے متعلق بھی جب وہ مجبور ہوئے اور ستفتوں کی بھرمار ہوگئی تو قلم اٹھانا اور مودودی صاحب کی تصانیف کو مطالعہ کرنا پڑا۔ ان کے پاس ان تصانیف کا معتدبہ ذخیرہ بھی ہے۔ ان کا روکنا میرے اختیار سے باہر ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔ اللھم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہ (آمین)

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ
دیوبند

"تتمہ"

امتِ مسلمہ کیلئے صحابہ کرامؓ کے بارے میں

چند اہم ہدایات

مولفہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم

اقتباس از کتاب مقام صحابہؓ

ترتیب وعنوانات از مولف عفی عنہ

صحابہ کرام کی چند خصوصیات
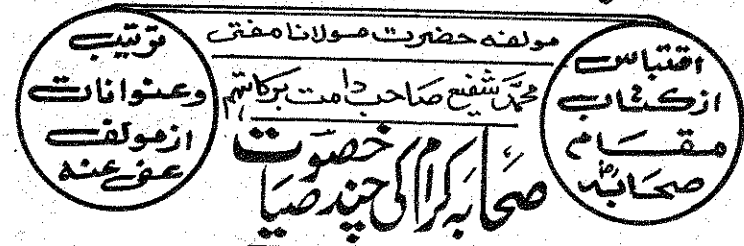
صحابہ کرامؓ جس مقدس گروہ کا نام ہے وہ امت کے عام افراد ورجال کی طرح نہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُمت کے درمیان ایک مقدس واسطہ ہونے کی وجہ سے ایک خاص مقام اور عام امت سے امتیاز رکھتے ہیں۔ یہ مقام و امتیاز ان کو قرآن و سنت کی نصوص و تصریحات کا عطا کیا ہوا ہے۔ اور اسی لئے اس پر امت کا اجماع ہے۔ اسکو تاریخ کی صحیح و سقیم روایات کے انبار میں گم نہیں کیا جا سکتا۔ اگر کوئی روایت ذخیرۂ حدیث میں بھی ان کے اس مقام اور شان کو مجروح کرتی ہو تو وہ بھی قرآن و سنت کی نصوص صریحہ اور اجماع اُمت کے مقابلے میں متروک ہوگی۔ تاریخی روایات کا تو کہنا ہی کیا ہے۔

علامہ ابن کثیر صحابۂ کرامؓ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

عذاب الیم ہے ان لوگوں کے لئے جو ان حضرات سے یا اُن میں سے بعض سے بغض رکھے یا اُن کو بُرا کہے ایسے لوگوں کو ایمان بالقرآن سے کیا واسطہ جو اُن لوگوں کو بُرا کہتے ہیں جن سے اللہ نے راضی ہونے کا اعلان کر دیا "حضرات صحابۂ کرامؓ پر اعتراض والزام دراصل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت ہے" ترمذی نے حضرت عبداللہ بن مغفل سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، میرے صحابہ کے معاملے میں میرے بعد ان کو (طعن و تشنیع) نشانہ نہ بناؤ کیوں کہ جس شخص نے ان سے محبت کی تو میری محبت کے ساتھ ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو میرے بغض کے ساتھ ان سے بغض رکھا۔ اور جس نے ان کو ایذا پہنچائی اس نے مجھ کو ایذا پہنچائی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا پہنچائی اور جو اللہ کو ایذا پہنچانا چاہے تو قریب ہے کہ اللہ اس کو عذاب میں پکڑے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ جس نے صحابہ کرامؓ سے محبت رکھی وہ میری محبت کے ساتھ محبت رکھی اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ صحابہؓ سے محبت رکھنا میری محبت کی علامت ہے۔ ان سے وہی شخص محبت رکھے گا جس کو میری محبت حاصل ہو۔ دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ جو شخص میرے کسی صحابی سے محبت رکھتا ہے تو میں اس سے محبت رکھتا ہوں اس طرح اس کی محبت صحابی کے ساتھ علامت اس کی سمجھو کہ مجھے اُس شخص سے محبت ہے۔ یہی دو معنے اگلے جملے بغض صحابہؓ کے ہو سکتے ہیں کہ جو

شخص کسی صحابی سے بغض رکھتا ہے وہ دراصل مجھ سے بغض ہوتا ہے یا یہ کہ جو شخص ان سے بغض رکھتا ہے تو میں اس شخص سے بغض رکھتا ہوں۔

دونوں معنے میں سے جو بھی ہوں، یہ حدیث ان حضرات کی تنبیہ کے لئے کافی ہے جو صحابہ کرام رضی کو آزادانہ تنقید کا نشانہ بناتے اور ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں جن کو دیکھنے والا ان سے بدگمان ہو جائے یا کم از کم ان کا اعتماد اس کے دل میں نہ رہے غور کیا جائے تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کے حکم میں ہے۔

قرآن، سنت میں مقام صحابہؓ کا خلاصہ

آیاتِ قرآنی اور روایات حدیث میں یہی نہیں کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وثنا اور ان کو رضوانِ الٰہی اور جنت کی بشارت دی گئی ہے بلکہ امت کو اُن کے ادب واحترام اور ان کی اقتدار کا حکم بھی دیا گیا ہے ان میں سے کسی کو بُرا کہنے پر سخت وعید بھی فرمائی ہے۔ ان کی محبت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور ان سے بغض کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض قرار دیا ہے۔

صحابہ کرامؓ کے بارے میں اجماع امت کا فیصلہ

مشاجراتِ صحابہؓ کے معاملہ میں صحابہؓ و تابعین اور آئمہ مجتہدین کا عقیدہ اور فیصلہ ہے کہ خواہ اس وجہ سے کہ ہم ان پورے حالات سے واقف نہیں جن میں یہ حضرات صحابہؓ گزرے ہیں یا اس وجہ سے کہ قرآن وسنت میں ان کی مدح و ثنا اور رضوانِ خداوندی کی بشارت اس کو مقتضی ہے کہ ہم ان سب کو اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے سمجھیں، اور ان سے کوئی لغزش بھی ہوئی ہے تو اس کو معاف قرار دیکر کوئی ایسا حرف زبان سے نہ نکالیں جس سے ان میں سے کسی کی

تنقیص یا کسر شان ہوتی ہو، یا جو ان کے لئے سبب ایذا ہو سکتی ہو۔ کیوں کہ ان کی ایذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا ہے، بڑا بدنصیب ہے وہ شخص جو اس معاملہ میں محقق مفکر بہادری کا مظاہرہ کرے اور ان میں سے کسی کے ذمے الزام ڈالے۔

(مرتب) کاش حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم صحابہ کرامؓ کے بارے اس بدنصیب محقق مفکر بہادر کی نشاندہی فرما دیتے تاہم گمان غالب ہے کہ اُمت اس بدنصیب کو سمجھ جائے گی کیوں کہ اس کتاب کا موضوع خود دلالت خود دلالت النص سے اس ابہام کو رفع کر رہا ہے۔

مستشرقین اور ملحدین کے اعتراضات

کا جواب دیتے دیتے خود معترض ہو گئے

اس زمانے میں جن اہل قلم نے مصر اور ہند و پاکستان میں مشاجرات صحابہؓ کے مسئلہ کو اپنی تحقیق کا موضوع بنایا، اور اس پر کتابیں لکھی ہیں ان کے پیش نظر دراصل آج کل کے مستشرقین اور ملحدین کا دفاع اور جواب وہی ہے جس کو انہوں نے اسلام کی خدمت سمجھ کر اختیار کیا ہے۔ لیکن اس کام کا جو طریقہ اختیار کیا وہ اصولاً غلط تھا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ خود ان کے دام میں آگئے اور صحابہ کرامؓ کے تقدس اور پاکبازی کو مجروح اور اس مقدس گروہ کو بدنام کرنے کا جو کام مستشرقین اور ملحدین نہیں کر سکے تھے کہ حقیقت شناس مسلمان بہرحال ان کو دشمن اسلام جان کر ان پر اعتماد نہ کرتے تھے، وہ کام ان مصنفین کی کتابوں نے پورا کر دیا۔

اسلام میں الزام واعتراض کے عادلانہ اصول

کسی بھی شخصیت کو مجروح کرنے اور اس پر کوئی الزام ثابت کرنے کے لئے اسلام نے جرح و تعدیل کے خاص اصول مقرر فرمائے ہیں جو عقلی بھی ہیں اور شرعی بھی۔ جب تک الزامات کو جرح و تعدیل کے اس کانٹے میں نہ تولا جائے اس وقت تک کسی بھی شخصیت پر کوئی الزام عائد کرنا اسلام میں جرم اور ظلم ہے۔ یہاں تک کہ جو شخصیتیں ظلم و جور میں معروف ہیں ان پر بھی کوئی خاص الزام بغیر ثبوت و تحقیق کے لگا دینے کو اسلام میں حرام قرار دیا گیا ہے۔ بعض اکابر امت کے سامنے کسی نے حجاج بن یوسف ثقفی پر جس کا ظلم و جور دنیا میں معروف و متواتر ہے کوئی تہمت لگائی تو اس بزرگ نے فرمایا کہ تمہارے پاس اس کا ثبوت شرعی موجود ہے کہ حجاج بن یوسف نے یہ کام کیا ہے۔ ثبوت کوئی تھا نہیں۔ نقل کرنے والے نے حجاج کو بدنام اور معروف بالفسق ہونے کی وجہ سے اس کی ضرورت بھی نہیں سمجھی کہ اسکا ثبوت مہیا کرے۔

اس مقدس بزرگ نے فرمایا کہ خوب سمجھ لو کہ حجاج اگر ظالم ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے ہزاروں کشتگان ظلم کا انتقام لے گا تو اس کے ساتھ یہ بھی یاد رہے کہ حجاج پر اگر کوئی غلط تہمت لگائے گا تو اس کا بھی انتقام اس سے لیا جائے گا۔ رب العالمین کا قانون عدل اس کی اجازت نہیں دیتا کہ کوئی شخص گناہ گار فاسق بلکہ کافر بھی ہے تو اس پر جو چاہو الزام اور تہمت لگا دو اور جب اسلام کا یہ معاملہ عام افراد انسان یہاں تک کہ کفار و فجار کے ساتھ بھی ہے تو اندازہ لگائیے کہ جس گروہ یا جس فرد نے اللہ اور رسول پر ایمان لانے کے بعد اپنا سب کچھ ان کی مرضی کے لئے قربان کیا ہو اور اپنے ایک ایک

قدم اور ایک ایک سانس میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے احکام کی تعمیل کو وظیفۂ زندگی بنایا ہو جن کے مقام اخلاق اور عدل و انصاف کی شہادتیں دشمنوں نے بھی دی ہوں ان کے متعلق اسلام کا عادلانہ قانون اس کو کیسے گوارا کر سکتا ہے کہ ان کی مقدس ہستیوں کو بدنام کرنے اور ان پر الزامات لگانے کی لوگوں کو کھلی چھٹی دیدے کہ کیسی ہی غلط سلط روایت و حکایت سے بلا تنقید و تحقیق ان کو مجروح قرار دے دیا جائے۔

"بعض مسلم اہل قلم پر افسوس"

مستشرقین اور ملحدین تو دشمن اسلام ہیں یہ اگر جان بوجھ کر بھی اسلام کے اس عادلانہ اور حکیمانہ اصول عدل و انصاف کو نظر انداز کریں تو ان سے کچھ مستبعد نہیں۔ مگر افسوس ان حضرات پر ہے جو ان کی مدافعت کے لئے اس خوفناک میدان میں اترے تھے۔ انہوں نے بھی اس اسلامی اصول کو نظر انداز کر کے حضرات صحابہؓ کے بارے میں وہی طریقہ کار اختیار کر لیا جس کو مستشرقین نے اپنی سوچی سمجھی تدبیر سے اسلام اور اسلافِ اسلام کے خلاف اختیار کیا تھا کہ صرف تاریخ کی بے سند اور خلط ملط روایات کو موضوع تحقیق اور مدار کار بنا کر انہیں روایات اور حکایات کی بنیاد پر حضرات صحابہؓ کی شخصیتوں پر الزامات عائد کر دیئے۔

مستشرقین کا تو مقصد ہی یہ تھا کہ مسلمانوں کی صفوں میں انتشار و اختلاف پیدا کریں۔ صحابہ کرامؓ کے سب گروہ نہیں تو بعض ہی کو مجروح غیر معتمد بنا دیں۔ انہوں نے اگر قرآن و سنت کی نصوص و روایات سے آنکھیں بند کر کے **صرف تاریخی روایات کی بنا پر** حضرات صحابہؓ کے بارے میں کچھ فیصلے کئے تو کوئی بعید نہیں تھا۔ افسوس ان مسلم اہل قلم پر ہے جنھوں نے

اس میدان میں قدم رکھنے کے ساتھ اسلام کے عادلانہ اصول تنقید اور حکیمانہ جرح و تعدیل کے اصول کو نظر انداز کر کے انھیں تاریخی روایات کو مدار کار بنالیا قرآن و حدیث کی نصوص صریحہ قطعیہ نے جن بزرگوں کی تعدیل نہایت وزن دار الفاظ میں فرمائی اور دین کے معاملہ میں ان کے معتمد و معتبر ہونے کی گواہی دی جن کے بارے میں قرآن و سنت ہی کی نصوص نے یہ بھی ثابت کر دیا کہ ان سے کوئی گناہ یا لغزش ہوئی بھی ہے تو وہ اس پر قائم نہیں ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مغفور و مرحوم اور مقبول ہیں اس کے بعد تاریخی روایات سے ان کو جرح و الزام کا نشانہ بنانا اسلام کے تو خلاف ہے ہی عقل و انصاف کے بھی خلاف ہے۔

صحیح اور عادلانہ طرز عمل

امت مسلمہ کیلئے بے خطر راہ عمل،

امت کے اسلاف و اخلاف صحابہؓ و تابعین اور بعد کے علماء امت کا جو اجماع اوپر نقل کیا گیا ہے کہ مشاجرات صحابہ اور باہم ایک دوسرے کے خلاف پیش آنے والے واقعات میں سکوت اور کف لسان ہی شیوۂ اسلاف ہے۔ اس معاملہ میں جو روایات و حکایات منقول چلی آتی ہیں ان کا تذکرہ بھی مناسب نہیں۔ یہ کوئی اندھی عقیدتمندی یا تحقیق سے راہ فرار نہیں بلکہ صحیح تحقیق کا عادلانہ اور محتاط فیصلہ ہے۔

بعض مسلم اہل قلم کی مشاجرات اصحابؓ کے بارے میں عظیم لغزش

جتنے حضرات صحابہؓ باہمی قتال میں وجوہ شرعیہ کی بنا پر پیش پیش تھے اور ہر ایک اپنے آپ کو حق پر سمجھ کر مقابل سے لڑنے پر مجبور تھا۔ انہوں نے عین قتال

کے وقت بھی حدود شرعیہ سے تجاوز نہیں کیا اور فتنہ فرو ہونے کے بعد ایک دوسرے کے متعلق ان کی روش بدل گئی اور جو کچھ نقصان دوسرے فریق کے، لوگوں کو ان کے ہاتھ سے پہونچا باوجودیکہ وہ شرعی وجوہ کی بنا پر تھا، پھر بھی اس پر ندامت و افسوس کا اظہار کیا۔

اللہ تعالیٰ کو ان واقعات کے پیش آنے سے پہلے ہی اس مقدس گروہ کے قلوب اور ان کے اخلاص للہ کا اور اپنی کوتاہیوں پہ نادم و تائب ہونے کا حال معلوم تھا اس لئے پہلے ہی یہ سب کچھ معلوم ہوتے ہوئے ان سب سے راضی ہونے کا اور ان کے ابدی جنت کا اعلان قرآن میں نازل فرما دیا تھا۔ جو درحقیقت اس کا اعلان ہے کہ اگر ان میں سے کسی سے کوئی واقعی گناہ سرزد بھی ہوا ہے تو وہ اس پر قائم نہیں رہے۔ تائب ہو گئے اور ان کے نامۂ اعمال سے اس کو محو کر دیا گیا کس قدر حیرت ہے کہ اسلام کی خدمت کا نام لینے والے بعض حضرات ان سب چیزوں سے آنکھیں بند کر کے مستشرقین و ملحدین کے طریقہ پر چل پڑے۔ ان حضرات کی شخصیات اور ذات پر تاریخ کی غلط سلط اور خلط ملط روایات سے الزامات تراشنے لگے۔ جن کو خدا تعالیٰ نے معاف کر دیا۔ انہوں نے ان کو معاف نہیں کیا جن سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے راضی ہونے کا اعلان کر دیا۔ یہ ان سے راضی نہیں ہوئے۔

قرآن پاک احادیث مبارکہ کے مقابلہ میں تاریخ کا مقام

علماء اسلام نے فن تاریخ کی جو خدمتیں کی ہیں وہ اس کی اسلامی اہمیت کی شاہد ہیں (اور مسلمان ہی درحقیقت اس فن کو باقاعدہ فن بنانے والے ہیں) مگر ہر فن کا ایک مقام اور درجہ ہوتا ہے۔ فن تاریخ کا یہ درجہ نہیں کہ صحابہ کرامؓ ذوات و شخصیات کو قرآن و سنت کی نصوص سے صرف نظر کر کے صرف تاریخی

روایات کے آئینہ میں دیکھا جائے اور اس پر عقیدہ کی بنیاد رکھی جائے جس طرح
فن طب کی کتابوں سے اشیاء کے حلال حرام یا پاک ناپاک ہونے کے
مسائل و احکام ثابت کئے نہیں جا سکتے اگرچہ طب کی یہ کتابیں اکابر علماء
ہی کی تصنیف ہوں۔

تاریخی حیثیت کا کمزور پہلو

فتنوں اور ہنگاموں کے حالات اور ان میں مشہور ہونے والی روایات
کا جن لوگوں کو تجربہ ہے وہ جانتے ہیں کہ شہر میں کسی جگہ کوئی ہنگامہ پیش
آجائے تو اسی زمانے اور اسی شہر کے رہنے والے بڑے بڑے ثقہ لوگوں کی
روایتوں کا بھروسہ نہیں رہتا کیونکہ جس شخص سے انہوں نے سُنا تھا
اس کو ثقہ و معتمد سمجھ کر اس کی روایت بیان کردی مگر ہوتا یہ ہے کہ اس
معتمد نے بھی خود واقعہ دیکھا نہیں کسی دوسرے سے سنا اور یوں
روایت در روایت ہو کر ایک بالکل بے سروپا افواہ ایک معتمد علیہ
روایت کی صورت اختیار کرلیتی ہے۔

مشاجرات صحابہؓ کا معاملہ اس سے الگ کیسے ہوجاتا جبکہ اس میں
سبائی تحریک کے نمائندوں اور روافض و خوارج کی سازشوں کا بڑا
دخل تھا۔ اس لئے اسلامی تاریخ جن کو اکابر علماء محدثین اور دوسرے
ثقہ و معتبر حضرات نے جمع فرمایا اور اصول تاریخ کے مطابق ہر طرح کی
روایات جو کسی واقعہ سے متعلق ان کو پہنچی۔ تاریخی دیانت کے
اصول پر سب کو بے کم و کاست درج کردیا۔

تو اب سمجھ لیجئے کہ روایات کا مجموعہ کس درجہ قابل اعتبار ہوسکتا ہے

عام دنیا کے واقعات و حالات میں جو تاریخی روایات جمع کی جاتی
ہیں ان میں اس طرح کے خطرات عموماً نہیں ہوتے اس لئے کتب تاریخ
کا وہ حصہ جو مشاجرات صحابہؓ سے متعلق ہے خواہ اس کے لکھنے والے کتنے
بڑے ثقہ اور معتمد علماء ہوں ان کے اعتبار کا وہ درجہ بھی ہرگز باقی نہیں
رہتا جو عام تاریخی واقعات کا ہوتا ہے۔

"حضرت حسن بصری تابعیؒ کا ارشاد گرامی"

حضرت حسن بصریؒ نے ان معاملات میں جو کچھ فرمایا اگر غور کرو تو
اس کے سوا کوئی دوسری بات کہنے اور سننے کے قابل نہیں ——

حضرت حسن بصریؒ سے قتالِ صحابہؓ کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا
اس قتال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ
کرامؓ حاضر تھے اور ہم غائب۔ وہ لوگ حالات و واقعات اور
اس وقت کی مقتضیات شرعیہ سے واقف تھے ہم ناواقف——
اس لئے جس چیز پر ان کا اتفاق ہوا اس میں ہم نے انکی پیروی
کی اور جس چیز پر اُن کا اختلاف ہوا اس میں ہم نے توقف
اور سکوت اختیار کیا۔

حضرت محاسبی اس قول کو نقل کرکے حضرت حسن کے
قول کو اختیار کرتے ہیں۔ اور آخر میں فرماتے ہیں کہ ہم پوری
طرح جانتے ہیں کہ ان حضرات نے اجتہاد کیا اور اس میں
اللہ تعالیٰ کی رضا ہی کے طالب تھے کیونکہ دین کے معاملہ میں
یہ لوگ متہم نہیں تھے۔

ضمیمہ کتاب مودودی صاحب اور تخریبِ اسلام

از شیخ الحدیث حضرت مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم

مودودی صاحب نے کسی اُستاذ سے علمِ دین حاصل نہیں کیا

مودودی صاحب فرماتے ہیں —— "میں نے دین کو حال یا ماضی کے اشخاص سے سمجھنے کی بجائے ہمیشہ قرآن اور سُنّت ہی سے سمجھنے کی کوشش کی ہے، اسلئے میں کبھی یہ معلوم کرنے کے لئے کہ خدا کا دین مجھ سے اور ہر مؤمن سے کیا چاہتا ہے یہ دیکھنے کی کوشش نہیں کرتا کہ فلاں اور فلاں بزرگ کیا کہتے ہیں بلکہ صرف یہ دیکھنے کی کوشش کرتا ہوں کہ قرآن کیا کہتا ہے اور رسول نے کیا کہا۔"

(روئیداد جماعت اسلامی حصہ سوم ص۳۳)

غور فرمائیں کہ جس شخص نے کسی دینی ادارہ سے علم حاصل نہیں کیا، کسی معروف اُستاد سے کوئی سبق نہیں پڑھا، جس کو دوسرے علوم تو کجا صرف عربی زبان سے بھی پُوری واقفیت نہ ہو اور اپنی تصنیف کے عربی ترجمے دوسروں سے کرانے پر مجبور ہو، وہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ دین کو سمجھنے والے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور انکے بعد ان سے بلا واسطہ استفادہ کرنے والے بڑے بڑے ائمۂ دین اور جلیل القدر محدثین و فقہاء اور مستند دینی اداروں میں مشہور ماہرینِ فن سے باقاعدہ علمِ دین حاصل کرنے والے اور خدمتِ دین میں اپنی عمریں صرف کر دینے والے علماء کے مقابلہ میں کتنی جرأت کے ساتھ اپنی رائے اور قرآن دانی کو ترجیح دے رہا ہے۔

کوئی فن بھی بدون اُستاد کے حاصل نہیں ہو سکتا:

دُنیا میں کوئی فن بھی کسی ماہر استاد کی تربیت کے بغیر حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ کوئی شخص دُنیا بھر کی طبِّ قدیم و جدید کی تمام کتابوں کا مطالعہ کرلے مگر جب تک وہ ماہرینِ فن سے تربیت حاصل نہ کرے اسے علاج کی اجازت نہیں دی جاتی، گھر بیٹھے وکالت کا نصاب پڑھ لینے سے کوئی وکیل نہیں بن سکتا۔ صرف کتابوں کے مطالعہ سے کبھی کوئی انجنیئر نہیں بنا۔ نہ ہی کوئی خوانِ نعمت پڑھ کر باورچی یا حلوائی بن سکا۔ ہر علم و فن کے لئے ماہر اُستاد کی ضرورت ہے۔ اسی طرح قرآن و حدیث کو براہِ راست سمجھنا تو درکنار اس کے

لئے علماءِ اُمّت کی کتابوں کا مطالعہ بھی کافی نہیں بلکہ ان سے بالمشافہہ باقاعدہ تعلیم حاصل کئے بغیر قرآن و حدیث کا علم حاصل نہیں ہو سکتا۔ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضورِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہہ علم حاصل کیا پھر ان سے تابعین نے بالمشافہہ تعلیم پائی اور ان سے تبع تابعین نے۔ اسی طرح بالمشافہہ تعلیم و تعلّم کا یہ سلسلہ چلا آ رہا ہے، کسی ماہر اُستاذ سے تعلیم پائے بغیر قرآن و حدیث سمجھنے کا دعویٰ بالکل باطل ہے اگر کتاب سمجھنے کے لئے معلّم کی ضرورت نہیں تو اللہ تعالیٰ نے آسمانی کتابوں کو سمجھانے کیلئے رسولوں کو معلّم کیوں بنایا؟ ویسے ہی کتاب نازل کر دی جاتی لوگ خود ہی اسے سمجھ کر اس پر عمل کرتے رہتے۔

طریق تحصیلِ علم سے متعلق حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی:

تحصیلِ علم کا اُصولِ مذکور ایسا بدیہی اور دُنیا بھر کا مسلّم متفق علیہ اور مشاہد ہے کہ اسکے اثبات کے لئے کسی شرعی دلیل کی حاجت نہیں معہذا ہم اوپر اس اصول کا ثبوت قرآنِ کریم سے پیش کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تعلیمِ قرآن کے لئے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلّم بنا کر مبعوث فرمایا اب اس مسلّم اور بدیہی اُصول سے متعلق حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ملاحظہ ہو۔ صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ علم کسی سے سیکھے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا، حدیث کے الفاظ یہ ہیں: وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین وانما العلم بالتعلم (صحیح بخاری باب العلم قبل القول والعمل) قال الحافظ رحمہ اللہ تعالیٰ ھو حدیث مرفوع ایضاً اوردہ ابن ابی عاصم والطبرانی من حدیث معاویۃ ایضاً بلفظ یا ایھا الناس تعلّموا انّما العلم بالتعلم والفقہ بالتفقہ ومن یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدّین اسنادہ حسن لان فیہ مبھما اعتضد بمجیئہ من وجہ اٰخر وروی البزار نحوہ من حدیث ابن مسعود موقوفاً ورواہ ابونعیم الاصبھانی مرفوعاً وفی الباب عن ابی الدرداء وغیرہ فلا یغتر بقول من جعلہ من کلام البخاری والمعنی لیس العلم المعتبر الا المأخوذ من الانبیاء وورثتہم علی سبیل التعلم (فتح الباری ص۱۴۷ ج ۱)

مودودی صاحب شیعہ رہنماؤں کی نظر میں:

اس سے متعلق ہم اوپر عنوان "غور طلب" کے تحت دو حوالے تحریر کر چکے ہیں۔

(۱) طہران میں شیعہ مطابع مودودی صاحب کی کتابوں کے فارسی ترجمے شائع کر رہے ہیں۔
(۲) شیعہ لائبریری واقع ناظم آباد ۲ کے نائب ناظم کی شہادت۔
یہاں مزید چند حوالے پیش کئے جاتے ہیں۔
(۳) شیعہ ماہنامہ پیام عمل لاہور دسمبر ۱۹۶۳ء میں عنوان "کیا صحابہ معیارِ حق ہیں" کے تحت دستور جماعتِ اسلامی کی وہ دفعہ جسمیں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے معیارِ حق نہ ہونے کا بیان ہے پیش کر کے لکھا ہے:
"یہی تو ہم بھی کہتے ہیں اور یہی ہمارا سب سے بڑا جرم ہے" (پیام عمل ص۱۱)
(۴) پھر عنوان "صحابہ مرجع نہیں" کے تحت صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے متعلق مودودی صاحب کی ایک عبارت ترجمان القرآن نومبر ۱۹۶۳ء سے نقل کر کے لکھا ہے۔
"پھر شیعہ کیوں قابلِ گردن زدنی سمجھے جاتے ہیں" (پیام عمل ص۱۱)
(۵) اس کے بعد حدیث "اصحابی کالنجوم الخ" سے متعلق مودودی صاحب کی تحقیق مندرجہ ترجمان القرآن نومبر ۱۹۶۳ء نقل کر کے اس پر یوں تبصرہ کیا ہے۔
"یادش بخیر جناب حافظ علی بہادر خانصاحب مدیر دَورِ جدید دہلی کی لاجواب تحقیقی پیشکش "صحابیت" کے بعد مذکورہ تحریر نے اصحابی کالنجوم کی قلعی کھولدی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ دونوں حضرات غیر شیعہ ہیں۔ اگر یہی بات کسی شیعہ کے قلم سے لکھی جاتی تو نہ جانے کیا ہوتا۔ جوں جوں زمانے میں روشنی بڑھتی جائیگی آل محمد علیہم السلام کے پاکیزہ اصول اپنا لوہا منواتے چلے جائیں گے" (پیام عمل ص۱۲)

مودودی صاحب اور اعتزال:

اہلِ سنت کے تمام مسالک اس پر متفق ہیں کہ ایمان اور کفر کے درمیان کوئی درجہ نہیں، ہر انسان یا مسلمان ہوگا یا کافر، اہلِ سُنت کے خلاف صرف معتزلہ اسکے قائل ہیں کہ انسان ایمان اور کفر کے درمیان معلّق بھی ہو سکتا ہے۔ بعینہ یہی عقیدہ مودودی صاحب کا ہے؛ چنانچہ آپ نے لاہوری مرزائیوں کو بھی ایمان اور کفر کے درمیان لٹکا رکھا ہے جبکہ تمام اہلِ سنت کے علاوہ اہلِ بدعت اور شیعہ تک بھی ان کے کفر پر متفق ہیں۔
مودودی صاحب کی تحریر کا عکس آئندہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

مودودی صاحب کی مندرجہ ذیل تحریر پڑھ کر فیصلہ کیجئے کہ یہ اہل سنت ہیں یا معتزلی

جماعت اسلامی پاکستان

فون نمبر
حوالہ
تاریخ 29.1.68

محترمی و مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا خط ملا۔ مرزائیوں کی لاہوری جماعت کفر و اسلام کے درمیان معلق ہے۔ یہ نہ ایک مدعی نبوت سے بالکل براءت ہی ظاہر کرتی ہے کہ اس کے افراد کو مسلمان قرار دیا جا سکے نہ اس کی نبوت کا صاف اقرار ہی کرتی ہے کہ اس کی تکفیر کی جا سکے۔

خاکسار

(عکس کی اصل عبارت)

آپ کا خط ملا۔ مرزائیوں کی لاہوری جماعت کفر واسلام کے درمیان معلّق ہے یہ نہ ایک مدّعی نبوت سے بالکل برأت ہی ظاہر کرتی ہے کہ اسکے افراد کو مسلمان قرار دیا جاسکے نہ اسکی نبوت کا صاف اقرار ہی کرتی ہے کہ اسکی تکفیر کی جاسکے

خاکسار غلام علی
معاون خصوصی مولانا ابوالاعلی مودودی

یہ جواب میری هدایات کے مطابق ہے
ابوالاعلی

جماعت اسلامی کے افراد کیلئے

لمحۂ فکریہ

۱۔ کیا جماعت میں داخل ہونے سے پہلے بھی حضرات صحابہ کرام رضؓ بالخصوص حضرت عثمان اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے متعلق آپ کو یہ بدظنی تھی جواب ہے ؟

۲۔ علماء امت کے بارے میں جو بدگمانی آپ کو اب ہے کیا وہ جماعت میں داخل ہونے سے پہلے بھی تھی ؟

۳۔ کیا آپ جماعت اسلامی کے سوا مسلمانوں کے ہر مسلک کو پہلے بھی غلط سمجھتے تھے ؟

۴۔ اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہوگا تو انصاف سے بتایئے کہ کیا جماعت اسلامی عام مسلمانوں سے الگ ایک نیا مستقل مذہب نہیں جس کا پہلے وجود نہ تھا؟ اور کیا آپ خود بھی اپنے کو عام مسلمانوں سے الگ نہیں سمجھ رہے ہیں؟

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر نئے مذہب کے فتنے سے محفوظ رکھے اور اپنے قدیم دین پر قائم رکھے۔ آمین۔

رشید احمد عفا اللہ عنہ

۶؍ ذیقعدہ ۱۳۹۶ھ

اسحاقیہ پرنٹنگ پریس کراچی